کنت کنزا مخفیا فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق

الحمد للہ کہ اربع عناصر شریعت و طریقت و معرفت و حقیقت و اصول و فروع تصوف
کلید کمالات روحانی منہاج منازل برجوع الی اللہ مصباح انوار للہیت رسالہ

از تصنیف جامع علوم معقول و منقول علامہ حاوی فروع و اصول مولوی مفتی [illegible]

بستان معرفت

معروف بہ

اسرار حقیقت

[illegible]

حسب فرمایش تاجر ذیشان خادم کتب دین و ایمان جناب محمد حافظ خان
صاحب ابن جناب حافظ عبد الستار خان صاحب تاجر کتب چوک بازار لکھنؤ

عامر پریس لکھنؤ دلی گنج باہتمام محمد علی طبع شد

(حق تصنیف محفوظ ہے)

Marfat.com

Collection of Prof. Muhammad Iqbal Mujaddidi
Preserved in Punjab University Library.

پروفیسر محمد اقبال مجددی کا مجموعہ
پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ شدہ

Marfat.com

129598

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمده ونصلي على رسوله الكريم

خطبه

الحمد لله لا يعرفه الا هو والحمد لمن حمد بل الوجود لمن مجد محمود ذاته
كلهم صفاته النفس ليس بشئ الا ذاته ليس لذات بموجود لا مفاته
العارف لا يعرفه من حيث العارف والصفة لا يتصفه كالواصف العارف
دليل المعروف والصفة سبيل الموصوف ذاته محجوب في الصفات وصفاته
موصوف بالذات لا ينقص في الخلق كماله الشر جلاله والخير جمله كثرته
جماعة الوحدت وحدته خلاصة الكثرت لا ينقص الشي ولا يزيد الا هو
فعال لما يريد عدم الممكن واجب بفضله كل شي يرجع الى اصله انا لله
واليه راجعون سبحانه عما يصفون خلق الابناء ولم يلد جعل الاباء ولم
يولد لا موس ونشه وهو خير الوارثين ليس بمظلوم لانه ارحم الراحمين
والنعت لمن هو نور من نوره والامر لمن هو مامور بامره هو الذي
صوره فاحسن صوره وتشكل البشر لزينة البشر والصلوة لمن يقال لقوله انه يقول
فصل وما هو بالهزل والسلام على الذي شرع الشريعة بالطريقة طرق والطريقة في الحقيقة
الحق الحقيقة بالمعرفة وعلى اله واصحابه اجمعين برحمتك يا ارحم الراحمين

Marfat.com

پس بعد حمد و نعت اذل خلائق ابو العلا اسعید احمد **ناطق** ابن سید محمد عبد البصیر حضور مغفور
بلگرامی ثم لکھنوی عرض کرتا ہی کہ قبل ازین ایک رسالہ علم تصوف مین لکھ چکا ہون اگرچہ ایسے روحانی
اور باطنی معاملات کو الفاظ و عبارت سے بالکل تعلق نہین بلکہ محض قلب و مشاہدۂ دیدۂ دل سے
خصوصًا زبان اردو کسی طرح ان مضامین کی متحمل نہین ہوسکتی مگر ہان اولیاء اللہ کے تمام قوانین
اور دستور العمل کو اردو مین قلمبند کرنا جسقدر ممکن تھا اوسیقدر مین نے کوشش کرکے وہ رسالہ
لکھا تھا لیکن افسوس ہی کہ ایک تو اوسکے نام نے خاص نظرون مین اوسکی وقعت نرکھی دوسرے
وہ غلط ایسی چھپی کہ الفاظ کا بدل جانا تو اوسکی ایک معمولی غلطی ہوئی بلکہ اوسکے اوراق تک ادھر سے
اودھر ہوگئے اور مطلب بالکل خبط ہوکر ساری کتاب مسخ ہوگئی اب مین اس بات پر تو شکر گذار تھا
کہ اوسکی لوح پر میرا نام مصنفون مین نہ تھا مگر یہ فکر ضرور رہی کہ کسی طرح دوبارہ اس حسرت کو نکالنا
چاہیے اور وہ نقش اول تھا جو کہ مٹگیا اب نقش ثانی ہونا چاہیے تاکہ اوس سے بہتر ہو اور جسقدر
مین چاہتا ہون اوسقدر نفع مسلمانون کو پہونچے حسن اتفاق سے ایسی کتاب کی ضرورت
محمد حافظ خان ابن حافظ عبد الستار خان صاحب کو محسوس ہوئی اوس زمانہ مین مین
اجمیر شریف مین حاضر باش تھا اور چھہ ماہ گزرنیکے بعد میری واپسی کا زمانہ قریب تھا کہ محمد حافظ خان
صاحب مذکور الصدر کا محبت نامہ پہونچا چنانچہ جب مین وہان سے واپس ہوا تو اس کتاب کو
شروع کیا اور گو میری معلومات نہ پہلے کسی قابل تھی نہ اب ہی مگر یہ ضرور ہی کہ پہلی کتاب کے زمانے سے
بہت زیادہ اب میرے خیالات و معلومات مین وسعت ہوگئی ہی مین امید کرتا ہون کہ خدا تعالیٰ
میری اس ناچیز کتاب کو قبول فرمائیگا کیونکہ مین دل و جان سے مسلمانون کو باطنی فوائد پہونچانا
چاہتا ہون اور اس سے میرا مقصود دولت کمانا نہین ہی اس سے میرا خاص مقصد [illegible]
شریعت و طریقت و حقیقت و معرفت کی [illegible] و حقیقت اور ہر ایک کی [illegible] اہل [illegible]
نگاہ اور اہل باطن کو یاد دلاؤن اور ایسے تمام اصول و قواعد کو منضبط کرون جن سے ایک معمولی
انسان انسان کامل بن سکے اور ظاہر سے باطن کی طرف پہونچ سکے اور [illegible]

کمالات حاصل کرسکے اور وہ تمام کرامات وخوارق عادات دکھا سکے جو اولیاء اللہ سے سرزد ہوئے ہین اور تمام مقاصد دینی ودنیوی مین خود کامیاب ہوسکے اور دوسرون کو بھی نفع پہونچا سکے اور دیگر مذاہب کے صوفیون اشرافیون اور مسمریزم وہیپناٹزم اور میگناٹزم وغیرہ ہیچ سمجھ سکے اور اونکو رد کرسکے اور اشاعت اسلام کے مفہوم حقیقی تک پہونچ سکے بالکہ خود اوس کا رکن بن سکے اور خدائی تعالی کی قربت حاصل کرسکے اور تمام اشیا کی حقیقت کا علم اور خدا کی معرفت کا حصول ہوسکے اور انسانی زندگی کا ماحصل معلوم کرکے اوس پر عمل کرسکے اور دنیا مین اگر کچھ خوشی کسی طرح ہوسکتی ہی تو وہ لے سکے اور غیر فانی مستقل لذت پاسکے مین نے اون رازون کو پوشیدہ نہین رکھا ہی جو سینہ تک محدود رہتے ہین اور اون باطنی معاملات کے بیان کرنے مین آخر وقت تک ہمت نہین ہارا ہون جنکا سب سے بڑا بیان کرنے والا ایک گونگے سے زیادہ قوت اظہار نہین رکھتا مین خدا سے امید کرتا ہون کہ میرا دلی اثر ناظرین پر اون معاملات روحانی مین ضرور پڑیگا جنکو جان ہار کوشش سے نقش کالحجر کردینا چاہتا ہون اگر خدا نے چاہا تو میری اس تحریر مین تقریر سے بھی زیادہ تاثیر ہوگی کیونکہ مین زبان وقلم کے بجائے دل وجان سے کام لینا چاہتا ہون اور خدا سے پوری پوری مدد مانگتا ہون اور صرف اوسکی ذات پر پورا پورا بھروسا کرتا ہون وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم وحسبی اللہ ونعم الوکیل

تقسیم ابواب وفصول

چونکہ آسانی کے لیے نہایت مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کتاب کے تمام مضامین کی تفصیل وتقسیم کردی جائے اسلیے بہتر ہوگا اگر اس کتاب کے چار ابواب قرار دیے جائین

باب اول شریعت باب دوم طریقت باب سوم حقیقت باب چہارم معرفت

باب اول شریعت مین ۵ فصلین ہین	باب دوم طریقت مین ۱۳ فصلین ہین
باب سوم حقیقت مین ۲۰ فصلین ہین	باب چہارم معرفت مین ۹ فصلین ہین

Marfat.com

فہرست ابواب وفصول متعلقۂ کتاب ہذا

باب اول شریعت

۵ فصول

فصل اول ضرورت قانون شریعت.....
فصل دوم مفہوم ومقصود شریعت.....
فصل سوم کمال شریعت.........
فصل چہارم رموز ونکات شریعت....
فصل پنجم استثنائی شریعت

باب دوم در طریقت

۱۵ فصول

فصل ۱ ابتداء طریقت وحالات طریقت
فصل ۲ ضرورت بناء طریقت ومقصود طریقت
فصل ۳ اصول وقواعد طریقت
فصل ۴ آداب طریقت
فصل ۵ پرہیز واغذیۂ اہل طریقت
فصل ۶ پیر ورہنمائی طریقت
فصل ۷ اختلاف طریقت
فصل ۸ منازل ومدارج طریقت
فصل ۹ اقسام اہل طریقت
فصل ۱۰ عہدہائی اہل طریقت
فصل ۱۱ انجام ونتیجۂ طریقت
فصل ۱۲ منتہائی طریقت
فصل ۱۳ ذکر وشغل وغیرہ
فصل ۱۴ فکر
فصل ۱۵ مراقبہ وتوجہ وغیرہ
فصل ۱۶ کشف والہام وغیرہ
فصل ۱۷ قبض وبسط
فصل ۱۸ مشاہدہ
فصل ۱۹ کیفیت وحال ووجدان وغیرہ
فصل ۲۰ تصفیۂ قلب وروشن ضمیری وغیرہ
فصل ۲۱ تزکیۂ نفس
فصل ۲۲ سلوک وجذب
فصل ۲۳ وساوس وخطرات وغیرہ
فصل ۲۴ علم غیب
فصل ۲۵ طی الارض
فصل ۲۶ سلب امراض
فصل ۲۷ تسخیر [illegible]
فصل ۲۸ [illegible]
فصل ۲۹ قبولیت دعا وکشف القبور
فصل ۳۰ نسبت بزرگان وزیارت بزرگان

Marfat.com

باب سوم در حقیقت

۳۱ فصول

فصل ۱ اصول حقیقت
فصل ۲ اسرار حقیقت
فصل ۳ حقیقت باری تعالیٰ
فصل ۴ حقیقت انسان
فصل ۵ حقیقت عالم اسباب
فصل ۶ حقیقت عالم ناسوت عالم لاہوت عالم ملکوت عالم جبروت
فصل ۷ حقیقت عالم ظاہر
فصل ۸ حقیقت عالم تعینات و اسماء
فصل ۹ حقیقت عالم امکان
فصل ۱۰ حقیقت دنیا و عقبیٰ
فصل ۱۱ حقیقت عالم برزخ
فصل ۱۲ حقیقت عالم باطن
فصل ۱۳ حقیقت عالم مثال
فصل ۱۴ حقیقت عالم حیرت
فصل ۱۵ حقیقت عالم رؤیا
فصل ۱۶ حقیقت عالم ارواح
فصل ۱۷ حقیقت روح
فصل ۱۸ حقیقت عالم ہو
فصل ۱۹ حقیقت عشق
فصل ۲۰ حقیقت حسن
فصل ۲۱ حقیقت وحدت الوجود
فصل ۲۲ حقیقت وحدت الشہود
فصل ۲۳ حقیقت وحدت و کثرت
فصل ۲۴ حقیقت جمال
فصل ۲۵ حقیقت جلال
فصل ۲۶ حقیقت ذات و صفت
فصل ۲۷ حقیقت حجابات
فصل ۲۸ حقیقت علم الیقین عین الیقین حق الیقین
فصل ۲۹ مراتب فنا فی الشیخ فنا فی الرسول فنا فی اللہ
فصل ۳۰ حقیقۃ الحقائق
فصل ۳۱ منتہائی حقیقت

باب چہارم معرفت

۶ فصول

فصل اول عرفان ذات باری ......
فصل دوم عرفان ذات خود ......
فصل سوم علامت عرفان ......
فصل چہارم حالت عرفان ......
فصل پنجم اقسام عارفان ......
فصل ششم منتہائی عرفان ......

Marfat.com

باب اول شریعت

فصل اول ضرورت شریعت

شریعت کے اصول وارکان تو مشہور ہین اور دینیات کی کتابون مین صاف صاف درج ہین لہذا اونکے لکھنے کی یہان ضرورت نہین مگر صرف اسقدر کہ خدا اور رسول کے احکام و اوامر پر عمل کرنا اور نواہی کو ترک کر دینا پابندی شریعت ہی اور ان تمام اوامر و نواہی کو ترتیب وار صاف صاف جن کتابون مین قرآن و حدیث سے لیکر لکھا ہی اونکو فقہ کی کتابین کہتے ہین چنانچہ جنکے فقیہ بلکہ موجد فقہ یا امام فقہ جنکو مجتہد بھی کہتے ہین چار گذرے ہین حضرت امام اعظم رح ابو حنیفہ حضرت امام شافعی رح حضرت امام مالک رح حضرت امام احمد حنبل رح جو شخص تصوف مین قدم رکھے یعنی طریقت کے راستے پر آنے اوسکو اول لازم ہی کہ ان چارون اماموں مین سے کسی امام کا پیرو ہو کر پابند شریعت ہو جائے بہتر ہوگا اگر حنفی یا شافعی ہو کیونکہ ان دونون مجتہدون کی پیروی مین بہت زیادہ اولیا کاملین گذرے ہین اور یہ خود بھی صوفی تھے۔

پابندی شریعت سے صرف یہی مراد نہین ہی کہ نماز و روزہ حج و زکوۃ ادا کرکے سبکدوش ہو جائے بلکہ یہ مقصد ہی کہ شریعت کی دونون شاخون یعنی عبادات و معاملات کے ہر جز کا عامل ہو شرح اس اجمال کی یہ ہی کہ عبادات مین تو علاوہ فرائض و واجبات اور سنن کے نوافل و مستحبات پر بھی عمل کرے اور علاوہ افعال حرام کے مکروہات سے بھی پرہیز کرے اور معاملات مین کوئی حق کسی غیر کا نہ حاصل کرے اور کسی عہد و پیمان کے خلاف نہ کرے اور اپنے مال مین سے اقارب اور یتیمون اور محتاجون کو دیتا رہے اور خلق عام سے کام لے اور ہر ایک شخص سے بقدر تعلق رکھے یہی امور ہین جنپر عمل کرنے کو پابندی شریعت کہتے ہین لہذا جس شخص کو طریقت مین قدم رکھنا ہو وہ اول پابند شریعت ہو اور جہان تک ممکن ہو کوئی جز شریعت کا باقی نہ رہنے پائے اگر کوئی معقول عذر ہو تو اوسکی وجہ سے مجبوری ہی ورنہ کسی طرح نوافل و مستحبات کے بھی ادا کرنے مین

کوتاہی نکرے بلکہ فرض سمجھ لے - یہ تو مقدار شریعت ہوئی یعنی اسقدر پابند شریعت ہو اب رہا
یہ امر کہ شریعت کی کیا ضرورت ہی تو اب ہم اس بیان کو دو حصون پر منقسم کرتے ہین اول یہ کہ
دنیا مین شریعت کی کیا ضرورت ہی دوسرے تصوف مین قدم رکھنے والے صاحب طریقت کو
شریعت کی کیا ضرورت ہی - پہلی صورت کہ دنیا مین ضرورت شریعت کیا ہی اور کیون ہے
اسکی مجمل کیفیت یہ ہی کہ تمام دنیا کے آدمی مختلف مزاج اور مختلف خیال کے ہوتے ہین
اور سب کے سب کچھ نہ کچھ اغراض وضروریات دنیوی رکھتے ہین خواہ وہ ضروریات
فطری ہون یا فطری ضروریات کے حواشی ہون تو جب اہل غرض ہون گے اور اپنی غرضون
اور خواہشون کے پورے کرنے مین کوشان ہونگے تو بسبب اختلاف طبائع ومزاج لازم ہی
کہ ایک کو دوسرے سے کچھ پہنچے اور جب تمام اہل دنیا آپس مین ایک دوسرے کو نقصان
پہونچانے سے پرہیز نہ کرینگے تو ضرور ہی کہ فساد اور نقض امن وراحت واقع ہو جب فتنہ وفساد
پھیلیگا تو سب کے عیش و آرام ہی مین نہین بلکہ زندگی مین خلل پڑیگا اور دنیا مین رہنا مشکل ہو جائیگا
اسکا انجام یہ ہوگا کہ قوت اور غلبہ رکھنے والے کمزورون کو فنا کردین گے اور چونکہ ہر ایک شخص مین
غالبیت اور مغلوبیت کا مادہ ہی لہذا آخر مین کوئی نہ باقی رہیگا چنانچہ جب دو بہادر برابر کے آپس مین
لڑتے ہین تو دونون مرجاتے ہین غرضکہ تمام اہل دنیا اپنے ہاتھون نیست ونابود ہو جانیکا مادہ
رکھتے ہین چنانچہ فرشتے انسان کے اس مادہ سے واقف تھے اونھون نے آفرینش آدم کے
قبل ہی یہ کہدیا تھا کہ یسفك الدماء خونریزی کرینگے ویفسدون فی الارض زمین پر
فساد پھیلائین گے مگر خدا نے اسکا جواب مجملاً تو یہ دیا تھا انی اعلم مالا تعلمون یعنی ہم جانتے ہین
جو کہ تم نہین جانتے ہو مطلب اس فرمان کا یہ تھا کہ ہم اسکی تدبیرین جانتے ہین اور اوسکا علم تمکو
ابھی نہین ہی اور وہ تدبیر یہی ہی کہ ایک ایسا قانون بنادیا جائیگا جسکی پابندی کی وجہ سے یہ فساد
اور خونریزی دفع ہوتی رہیگی وہ قانون اس ایک جملہ مین ہی اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم
یعنی خدا اور رسول اور اپنے بادشاہ کی اطاعت کرو یہ امر لازم تھا کہ ایک سچی اور لازوال قوت جبروتی

جو غالب علی کل غالب ہے وہ اپنا نقارہ لمن الملک بجاے سکے ہاتھ مین جزا و سزا ہو اور جسکے
زبردست اور باجاہ و جلال خوف سے ہر شخص محکوم و مغلوب ہو کر کسیکو ضرر نہ پہونچا سکے
یہان تک کہ اپنی ذات کو بھی اور اگر پہونچائے تو سخت سزا پائے اسکے لیے لازم تہا کہ یہ قانون
کسی عامل کے ہاتھ سے دنیا مین پہونچایا جاے اور اس عامل کو اصطلاح مین رسول و نبی کہتے ہین
یہ تو باطنی حکومت تہی اب ظاہری حکومت بھی اون لوگون کے واسطے ہونی چاہیے جو صرف
ظاہر پرست ہین چنانچہ اونکے واسطے بادشاہ کی اطاعت ہی جو کہ اپنے قانون پر ہر ایک رعیت کو
مجبور کر سکتا ہی کہ اوسکے احکام کا پابند رہے اور یہ شاہی حکومت بھی ابتدا مین اہل ملک یعنی
رعایا ہی کے انتخاب سے ہمیشہ قائم ہوتی رہی تمام ملک نے یا ملک کے عقلمند لوگون نے جسکو
اس قابل دیکھا اوسے بادشاہ بنا لیا اور سارے ملک کو مجبوراً اوسکا پابند ہونا پڑا اور جسکو بادشاہ
ظالم و بے انصاف پایا معزول کر کے دوسرا بادشاہ کر دیا یہ اصول اب تک دنیا مین موجود ہی
یہ سب انتظام امن و امان کے لیے ہی اور فرشتون کے اُس اعتراض کا جواب ہے ...
تو اب دنیا مین شریعت کی پابندی کا ضروری ہونا ثابت ہو گیا رہا یہ امر کہ طریقت مین اسکی
کیا ضرورت ہی ایک موٹی سی بات ہی کہ جب کوئی بندۂ خدا اپنے خدا سے ملنے کو چلیگا تو راستہ مین
اوسکے تمام احکام کو کیا بالای طاق رکھدیگا اور کیا کوئی شخص یہ امید کر سکتا ہی کہ جس شاہ کے
حکم و مرضی کے خلاف جو شخص کریگا وہ پھر بھی اپنے بادشاہ سے ملاقات کر سکیگا اور پھر ملاقات
بھی کسی خوشنودی کے ساتھ غیر ممکن ہی کہ خدا اوس بندہ سے خوش ہو جو اوسکی مرضی اور حکم کے
خلاف ہو اور یہ بات بھی ہی کہ جسکو جسکی محبت ہو گی وہ سب سے زیادہ اوسکے حکم کا پابند ہو گا
اور اہل طریقت اونھین لوگون کو کہتے ہین جو خدا سے محبت رکھتے ہون اور وصل چاہتے ہون

فصل دوم
مقصود و مفہوم شریعت

شریعت کے قانون کے مقصود اصلی دو ہین ایک یہ کہ بادشاہ
تخلیق و آفرینش سے ہی وہ عمدہ اصول سے ہو اور منشا اوسکا اس حدیث
قدسی سے ظاہر ہے احببت ان اعرف فخلقت الخلق یعنی مین نے پسند کیا کہ مین پہچانا جاؤن

لہٰذا ہمین نے خلق کو پیدا کیا - اور اس آیۃ سے بھی واضح ہوتا ہی وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون یعنی ہمنے جن اور بشر کو سواے عبادت کے اور کسی کام کے لیے نہین پیدا کیا بظاہر عرفان اور عبادت دو لفظین علیحدہ علیحدہ ہین مگر اصل مین یہ دونون ایک دوسرے سے خاص طور پر متعلق ہین جسکا بیان باب معرفت مین آئیگا مگر یہان اتنا ظاہر کرنا ضرور ہی کہ عرفان بغیر عبادت کے ممکن نہین یا یون کہا جاے کہ اگر کوئی ذریعہ عرفان کا ہے تو وہ عبادت ہی چنانچہ عرفان کے لیے اول یقین لازم ہی اور یقین کی بابت ارشاد ہوتا ہی واعبد ربک حتی یاتیک الیقین یعنی اپنے رب کی اسقدر عبادت کر کہ درجہ یقین حاصل ہو اسکی پوری شرح مباحث یقین مین آئیگی دوسرا مقصود شریعت کا یہ ہے کہ تمام مخلوق خصوصاً انسان آپس مین ایک دوسرے کو نقصان نہ پہونچائین بلکہ فائدہ اور ہمدردی یہ دونون مطلب شریعت پر عمل کرنیسے بخوبی پورے ہو سکتے ہین تمام مسائل کا ثبوت دینے کے لیے تو ایک ضخیم کتاب چاہیئے مگر مثالاً چند مسئلے لکھے جاتے ہین نماز سے دونون مقصود اسطرح نکلتے ہین کہ درحقیقت نماز مومن کی معراج ہی قربت خدا حاصل ہوتی ہی اور قربت جسقدر زیادہ ہوتی جائیگی اوسیقدر عرفان بڑھتا جائیگا چنانچہ جسقدر دوری کسی چیز سے ہوگی اوسیقدر اوسکی شناخت مین مشکل ہوگی اور نماز مین خدا سے مکالمہ اور مخاطبت رہتی ہی تو اسطرح عرفان کا راستہ ملتا ہی اب رہا دوسرا مقصود یعنی خلق تمام اسکی نقلی دلیل یہ ہی کہ خدا فرماتا ہے ان الصلوۃ تنہی عن الفحشاء والمنکر الآیہ یعنی بیشک نماز برُے کامون سے روکتی ہے جنسے خلق اللہ کو آزار پہونچتا ہی علاوہ نماز کی فرضیت کے جماعت سنت موکدہ ہے اس مین بھی مصلحت یہ ہے کہ مسلمانون کا پانچ وقت ایک جگہ مجمع رہے خصوصاً وہ جگہ جو اوسی محلہ مین ہو یعنی محلہ کی مسجد مین تو اوس سے ہر ایک محلہ کے تمام مسلمان ایک جگہ جب پانچ مرتبہ ہر روز جمع ہوا کرین گے تو ایک دوسرے کے حالات سے واقف ہونگے اور پھر خواہ مخواہ ہمدردی کرینگے اور شادی و غمی مین شریک ہونیکا موقع ملیگا پھر آٹھوین روز تمام شہر کے لوگ ایک جگہ جمع ہون یعنی جمعہ مسجد مین پھر اضلاع کے لوگ سال بھر مین دو مرتبہ یکجا ہون یعنی عیدین مین بمقام عیدگاہ

Marfat.com

پھر تمام عمر مین مختلف ممالک کے لوگ ایک جگھہ جمع ہوتے ہین یعنی حج مین غرض انھین دونون اصول پر کہ خدا کی معرفت ہو اور آپسمین سب مسلمان رشتہ اخوۃ قائم رکھین تمام مسائل شریعت مبنی ہین چنانچہ خدای تعالی اس اتفاق اور اخوۃ کے متعلق ارشاد فرماتا ہے واعتصموا بحبل اللہ جمیعًا ولا تفرقوا واذکروا نعمت اللہ علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا

ترجمہ اور اللہ کی رسی مضبوط پکڑو سب ملکر اور آپسمین متفرق ہو اور یاد کرو خدا کی اس نعمت کو کہ جب تم آپسمین ایک دوسرے کے دشمن تھے پھر تمھارے دلون مین محبت ڈالی پھر شرع محمدی کے اصول سے آپس مین بھائی بھائی ہو گئے

فصل سوم
کمال و انتہائے شریعت

جب کہ پابندی شریعت مین کمال ہو جائے اوسوقت یہ سمجھ لینا چاہئے کہ طریقت مین قدم رکھنے کے قابل ہوا اور اگر نہ بھی سمجھے تو بھی خودبخود وہ طریقت کی پہلی سیڑھی پر پہونچگیا عام اس سے کہ وہ اوس منزل کو جانے یا نہ جانے کیونکہ شریعت کا جو مقام یا جو منزل آخری ہے وہی مقام طریقت کی منزل اول ہے پس اب یہ معلوم کرنا چاہیے کہ منتہائے شریعت یا کمال شریعت کی کیا شناخت ہو اور کیونکر معلوم ہو کہ شریعت کی آخری منزل بھی ہو گئی اور طریقت کی اول منزل پر پہونچگیا اسکی علامتین یہ ہین کہ عبادت مین لذت پیدا ہو اور ایسی لذت کہ اس سے پہلے اوسکو کسی دنیوی امر مین ایسی لذت نصیب نہوئی ہو اور عبادت کو فرض و ضروری یعنی حکم حاکم سمجھکر نہ کرتا ہو بلکہ ذوق و شوق کے ساتھ چنانچہ اگر کوئی فعل سنت یا مستحب رہجائے خواہ کسی عذر یا مجبوری کیوجہ سے تو اوسکو روحانی صدمہ ہو اور یہ معلوم ہو کہ ایک نقصان شدید ہوا جیسا کہ غریب دنیادار کے یہان چوری ہو جانے اوسکو صدمہ ہوتا ہے اور دوسری شناخت کمال شریعت کی یہ ہے کہ قلب مین رقت پیدا [illegible] یعنی بحالت عبادت خودبخود رویا کرتا ہو حالانکہ کوئی امر غمناک اوسکے خیال [illegible] دینی یا دنیوی نہو یہ معلوم ہو کہ سوای تاثیر عبادت کے اور کوئی اوسکو نہین رولاتی ہے یہانتک کہ خوف خدا یا ترس عذاب آخرت کا رونا نہو بلکہ یہ رونا بظاہر بلاوجہ ہوتا ہے اور بہ باطن محض اثر عبادت ہوتا ہے

تیسری علامت یہ ہے کہ بزرگون خصوصاً جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بحالت خواب و بحالت عالم رویا چند در چند مرتبہ ہوگئی ہو چوتھی علامت یہ ہے مزاج کی سختی اور شقاوت اور وہ نفسانی خواہش جو سب سے زیادہ اوسمین ہو وہ کم ہوگئی ہو (کیونکہ بالکل نہ رہنا بحالت طریقت ممکن ہے) پانچوین علامت یہ ہے کہ تعلقات دنیوی سے دم گھبرانے لگا ہو اور رفتہ رفتہ اُن تعلقات کو کم کرتا جاتا ہو

فصل چہارم
رموز و نکات حکمت شریعت

شریعت دراصل ایک قانون ہے جو خدا کا بنایا ہوا ہے مگر عمل درآمد کرانے والے اوس قانون کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہین اور انھین کے ہاتھون سے یہ قانون اشاعت پذیر ہوا ہے اسکی کتابین قرآن و احادیث ہین اور ان کتابون کے شارح ائمہ مجتہدین و مفسرین اور وہ محدثین ہین جنھون نے احادیث کی شرح کی ہے اصل منشا تو اس قانون کا وہی ہے جو ہمنے فصل اول و دوم مین اوپر بیان کیا ہے مگر اس مین رموز و نکات بہت ہین بلکہ عقل سلیم اور فکر قوی یہ کہتی ہے کہ اس قانون کے ہر ادنی حکم مین بہت بہت راز اور نکتے ہین انکا علم اوس شخص کو ہو سکتا ہے جو شریعت و طریقت کو طے کرکے منزل حقیقت مین پہونچ چکا ہو بلکہ جب تک دائرۂ شریعت مین ہے اوسوقت تک یہ اختیار بھی نہین ہے کہ وجوہ و اسباب احکام دریافت کرے نہ پوچھنے سے معلوم ہوتے ہین بلکہ جب منزل حقیقت مین پہونچکر ایسی عقل ہوجاتی ہے کہ ہر شے کی حقیقت اور پھر منکشف ہوجاتی ہے تو مسائل شرع کے راز اور نکات بھی معلوم ہوجاتے ہین جب تک اس درجہ پر عقل نہ پہونچ جائے اگر کوئی بتائے اور سمجھائے جب بھی نہ سمجھ مین آئے چنانچہ ایسی حالت مین آنحضرت صلعم سے جس کسی نے ایسا سوال کیا ہے اوسکا جواب یہی ملا ہے کہ اللہ اس بات کو جانتا ہے تم نہین سمجھ سکتے اور تمکو بہت تھوڑا علم دیا گیا ہے جیسا کہ اس آیۃ سے ظاہر ہے یسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی وما اوتیتم من العلم الا قلیلا اسلیے نہ کسی پابند شریعت کو یہ جائز ہے کہ وجوہ و رموز شریعت دریافت کرے یا غور کرے نہ جاننے والیکو جائز ہے کہ وہ عوام پر اون رازون کا انکشاف کرے

جو کہ رازہائے شریعت درحقیقت اسرار حقیقت ہین جب اہل حقیقت ان رازون کو معلوم کر لیتے ہین تو وہ زیادہ پابند شریعت ہو جاتے ہین کیونکہ وہ رموز اور مصلحتین بہت عجیب اور لذیذ ہین یا بسبب کیفیت وجذب اس قابل نہین رہتے کہ احکام شرع پر بحال رہ سکین اور ان کیفیات وجذبات کی تشریح آیندہ صفحون مین انشاءاللہ تعالی ہو گی۔

فصل پنجم
استثنائی شریعت

شریعت سے کوئی عاقل بالغ مستثنے نہین ہے یہانتک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ادنی درویش تک۔ اور دنیادار کا تو ذکر ہی نہین اور یہی حکم شریعت ہے چنانچہ جو شخص عالم وعامل شریعت ہے شیطان اوس سے مقابلہ نہین کر سکتا اور کبھی غالب نہین آسکتا بلکہ ایک حدیث مین ہے کہ شیطان پر ہزار زاہد بھاری نہین ہین ایک عالم بھاری ہے یعنی عالم سے مقابلہ کرنا شیطان کو بہت مشکل ہے بلکہ خود شیطان کا قول ہے کہ خدا کے مخلص بندون کو مین نہ بہکاؤن گا اس سے یہ غرض نہین ہے کہ شیطان اپنی طرف سے اونکو چھوڑ دینے کا وعدہ کرتا ہے بلکہ وہ مجبور ہے کہ خدا کے خالص بندون کو وہ بہکا ہی نہین سکتا اور اونسے ڈرتا ہے چنانچہ حضرت عمرؓ سے اوسکا ڈرنا مشہور ہے اور علاوہ اونکے تمام اولیاءاللہ سے ڈرتا ہے ابتدا مین یا درمیان مین انہین لوگون کے بہکانے کی زیادہ کوشش کرتا ہے کیونکہ اسوقت تک اونکا مخلصون مین شمار نہین ہوتا ہے گویا وہ خلوص انہین پیدا نہین ہوتا ہے چنانچہ ایکمرتبہ جناب غوث پاک حضرت غوث الاعظم رح کو حالت عبادت مین ایک روشنی نظر آئی آپکو یہ خیال ہوا کہ کلام خدا کی برکت ہے اور یہ روشنی نور ہے اور مجھسے اسوقت اسکے مشاہدہ کے لیے خدا نے حجاب اوٹھا دیا ہے مگر یہ دھوکا تھا کیونکہ شیطان نے اس روشنی کو بنایا تھا اور اوسکا منشا تھا کہ اسکے ذریعہ سے آپکو فریب دے چنانچہ وہ اس نور مصنوعی مین حاضر ہوا اور کہا کہ ای میرے خالص بندے تو نے خوب عبادت کی تیری عبادت قبول کی اور اسکے صلہ مین تجھسے تکالیف شرعیہ اوٹھائے لیتا ہون اور معاف کرتا ہون پہلے تو آپ خاموش رہے مگر جب شرع کے معافی کا پروانہ ملا یا مستثنے قرار دیے گئے

تو آپنے اپنے دل مین کہا کہ علم شرع نے مجکو یہ بات اول ہی بتادی ہے کہ کوئی شخص شریعت سے مستثنے نہین ہے یہانتک کہ آنحضرت صلعم پر بھی احکام شرع معاف نہین ہوے اور اونسے بڑھکر کوئی مقبول نہین ہوسکتا میری کیا حقیقت ہے یہ یاد آیا تو آپ سمجھ گئے کہ یہ شیطان ہے فرشتہ نہین ہے فوراً آپنے لاحول پڑھی اور شیطان کافور ہوگیا تو دراصل عبادت واحکام شرع سے کوئی مستثنے نہین ہے مگر بعض فقرا بظاہر پابند شرع نہین پائے گئے اسلیے جہلا کو دھوکہ ہوتا ہے مین اس مقام پر انشاء اللہ تعالی اسکو صاف کیے دیتا ہون یہ فقرا جو عبادت کرتے ہوے نہین پائے جاتے یا بعض امور خلاف شرع کرتے ہین اُنکی اندرونی حالت یہ ہے کہ بعض تو اونمین سے بہ باطن پابند شریعت ہین اور بعض اس قابل نہین کہ سب احکام ادا کرسکین چنانچہ مجذوب تو اس قابل مطلق نہین رہتے کہ وہ کچھ اپنے ارادے سے کرین اونکا شمار عاقلان دنیوی مین نہین اسلیے وہ مجبور ہین جیساکہ بلاتشبیہ مجنون پر حکم شرع نہین اب رہے سالک مجذوب اور مجذوب سالک تو ان مین سے بعض ایسے اوقات اور ایسے مقام پر فرائض کو جاکے ادا کرتے ہین کہ اونکو کوئی نہین دیکھتا جیساکہ حاجی وارث علی شاہ صاحب کہ وہ اکثر کعبۃ اللہ یا مدینۃ الاولیا[ع] مین نماز پڑھا کرتے تھے ناواقفون کو یہ خیال تھا کہ وہ تارک الصلوۃ تھے دوسری قسم کے وہ درویش ہین جو بظاہر تو ہوش وحواس مین ہین کھاتے پیتے بات چیت ٹھیک کرتے ہین مگر مغلوب الحال ایسے ہوگئے ہین کہ جب نماز مین کھڑے ہوتے ہین تو ایسی کیفیت پیدا ہوتی ہے کہ ہوش مین نہین رہتے چونکہ اونکو یہ اندیشہ رہتا ہے کہ دوسرون کی نماز بھی خراب جاتی ہے اسلیے وہ جماعت مین بھی نہین آتے بلکہ نماز تک سے مجبور ہین مگر یاد خدا ہر وقت دل مین کبھی سوتے جاگتے عبادت سے غافل نہین رہتے اب رہے وہ لوگ جو بظاہر خلاف شرع امور کرتے ہین یعنی نشہ وغیرہ استعمال کرتے ہین اوسکی اصل وحقیقت ایک یہ ہے کہ وہ لوگ اتنا ظرف نہین رکھتے کہ پے در پے مشاہدات کا تحمل کرسکین لہذا وہ کوئی نشہ استعمال کرلیتے ہین تاکہ حجاب ہوجائے

ع مدینۃ الاولیا ایک شہر ہے جہان صرف اولیاء اللہ رہ سکتے ہین اور کوئی اُس شہر کو جانتا بھی نہین ۱۲

Marfat.com

کیونکہ نشہ مین کوئی مشاہدہ ہونا غیر ممکن ہے اتنے عرصے مین وہ دم لےلیتے ہین اور دوسری صورت یہ ہے کہ وہ نشہ دراصل نشہ نہین ہوتا مثلاً شراب حقیقت مین شراب نہین ہوتی مگر اُن لوگون کو دکھانے کے لیے جو اونھین فقیر سمجھکر دق کرتے ہین اوسکا استعمال کرتے ہین تاکہ ایک نشہ باز آدمی سمجھکر اوسکے پاس نہ آئین بعض بنے ہوے فقیر بھی وہ سب حرکات کرتے رہتے ہین جو کسی ضرورت یا مصلحت سے اگلے فقرا کیا کرتے تھے مگر ایسے لوگ جو حجاب کے واسطے ضرورتاً نشہ استعمال کرتے ہین اونکا مرتبہ سالکون مین کچھ نہین ہے اور مولانا حافظ شیرازی رح جو شرابی مشہور ہین یہ غلط ہے وہ ہرگز شراب نہ پیتے تھے نہ کبھی اونھون نے کوئی نشہ استعمال کیا البتہ بحالت جذب اونکی عمر زیادہ گذری کیونکہ وہ مجذوب سالک تھے افعال مکروہ مین سے ایک حقہ بھی ہے اوسکو بعض فقرا پیتے ہین اور بعض ایسا پرہیز کرتے ہین جیسا کہ حرام شرع کی رو سے تو یہ مکروہ ضرور ہے اور باطناً یہ بھی مشہور ہے کہ حقہ پینے والا آنحضرت صلعم کی صحبت مین شریک نہین ہو سکتا البتہ حقہ پینے والون کو زیارت خواب مین ہوتی ہے گو بدقت ہوتی ہے مگر جو لوگ کسی ضرورت سے حقہ پیتے ہین اونکے لیے یہ حکم نہین ہے

باب دوم طریقت

فصل اول
ابتدائی طریقت و حالات طریقت

ابتداے طریقت کا پہلا زینہ تو وہی ہے جو آخری منزل شریعت کی ہے جیسا کہ اوپر بیان کر چکے ہین مگر علاوہ اسکے اور بہت سے امور جو کہ ابتدا مین ضروری معلوم ہوتے ہین اس فصل مین بیان کرتا ہون چنانچہ پہلی بات واسطے مبتدی کے لیے یہ ہے کہ مرشد تلاش کرے ہرچند کہ اصل مین ہدایت خدا کی طرف سے ہوتی ہے مگر چونکہ یہ عالم عالم اسباب ہے لہذا رہنمائے ظاہری بھی ہونا چاہیے [illegible] چند شرائط ہین اول یہ کہ مرشد جو صاحب سلسلہ ہو یعنی کسی کا مرید بلکہ خلیفہ ہو اور اسکو اجازت ہو کہ وہ مرید کر سکے دوسری شرط یہ ہے [illegible] حالت [illegible] و بکمال [illegible]

بذات خود صاحب قوت وصاحب باطن ہو مگر چونکہ یہ دریافت کرنا بہت مشکل ہے کہ کوئی درویش صاحب باطن ہے یا نہین ہی چنانچہ یہ مثل مشہور ہے کہ ولی را ولی می شناسد اسلیے صرف یہ کافی ہی کہ اوسکو خلافت اپنے مرشد سے حاصل ہو چکی ہو تیسری شرط یہ ہے کہ جب اوس سے بیعت کرنیکا قصد ہو تو اوس زمانہ مین وہ سلوک مین ہو ورنہ اگر بحالت جذب ہوگا تو ہدایت نہ کرسکیگا چوتھی شرط یہ ہے کہ اوس پر عقیدہ ہو اور اگر محبت ہو تو زیادہ بہتر ہے پانچوین شرط یہ ہے کہ خلافت حاصل ہونیکے بعد سے کبھی خلاف شریعت وطریقت کوئی امر ایسا نکیا ہو جو قطعی ممنوع ہے چنانچہ ایسے لوگون سے بیعت کرنا جائز نہین ہے جو کہ نشہ وغیرہ استعمال کرتے رہتے ہین یا بسبب جذب کے برہنہ رہتے ہین صرف یہ پانچ شرطین ہین علاوہ انکے اور کسی شرط کی ضرورت نہین ہے چنانچہ جو لوگ ڈھونڈھتے پھرتے ہین کہ صاحب کرامت فقیر ہو تو اوسکے مرید ہون یہ سراسر غلطی ہے کیونکہ کرامت دراصل کوئی چیز نہین ہے بہت آدمی ایسے ہین جو ایسے افعال مثل شعبدہ وسحر وسمریزم وغیرہ کے کرتے رہتے ہین جسکو جہلا کرامت سمجھتے ہین یہانتک کہ بعض گمراہون نے ایسے شعبدات آڑ مین دعوائی فقیری کیا اور بہت آدمیون کو گمراہ کیا اور لوٹا یہ خوب یاد رکھنا چاہیے کہ کاملین کوئی تماشے نہین دکھاتے وہ کوئی بازیگر معاذ اللہ نہین ہوتے اور نہ اونکو یہ غرض ہوتی ہے کہ لوگ اونکے مرید یا معتقد ہون بلکہ وہ ایک گوشے مین بحالت گمنامی بسر کرلینا چاہتے ہین حالانکہ وہ پھر پوشیدہ نہین رہتے کیونکہ اللہ کو منظور ہوتا ہے کہ لوگ اونسے ہدایت پائین اور فوائد اوٹھائین اور وہ لوگ جو کہ اہل اللہ ہوتے ہین اپنے آپکو بالکل ناچیز بتاتے ہین چنانچہ دو خاص علامتین جو حدیث مین کاملین کی درج ہین اونپر آج کل کے زمانہ مین ایک اور اضافہ کردینا چاہیے اور وہ یہ ہین پہلی علامت کامل کی یہ ہے کہ اوسکی طرف دل کھنچے اور خود بخود اوسکی محبت غالب ہو دوسری علامت جو اوس سے بہتر ہے وہ یہ ہے کہ اوسکی صحبت مین اچھی باتون کو جی چاہے اور بری باتون سے نفرت ہو چنانچہ اگر نماز اوسکے پیچھے پڑھے تو بہت جی لگے اور ذوق وشوق پیدا ہو تیسری علامت یہ ہے کہ اوسکے کسی حرکت سے کسی وقت مین یہ دعوی اشارۃً کنایۃً بھی نہو کہ وہ بہت کامل یا کسی طرح پر

اچھا ہے بلکہ ہر حالت اور ہر وقت مین منکسر مزاج رہے چنانچہ اکثر لوگون نے جو زیادہ ہوشیار مصنوعی فقیر ہین یہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ بظاہر زبان سے تو یہ کہتے ہین خصوصًا مجمع عام مین کہ مین ایک ناچیز اور ذلیل آدمی ہون لیکن اونکی تقریرون مین وقتًا فوقتًا یہ بات پوشیدہ رہتی ہے کہ وہ ایسے واقعات بیان کرتے ہین جنسے اونکے کمالات کا پتہ چلتا ہے حالانکہ وہ سب گڑھے ہوئے واقعات ہوتے ہین کیونکہ کوئی کامل فقیر اپنے گذشتہ واقعات کو اجنبیون کے سامنے جو کہ اوسکے مرید یا رازدار نہین کبھی نہ بیان کریگا جب کبھی اوس سے کوئی کہیگا کہ میرے لیے دعا کیجیے وہ یہی کہین گے کہ وہ مالک ہے اوسکو اختیار ہے چاہے قبول کرے یا نکرے لیکن بنے ہوئے فقیر دعوائے مقبولیت کرتے ہین حالانکہ وہ بالکل مردود ہوتے ہین اور اصل مین اونکا منشا دنیوی نفع ہوتا ہے خواہ وہ روپیہ ہو یا نیکنامی و شہرت کی خواہش ہو اور بہت سے بنے ہوئے فقیرون کو صرف اسی مین مزہ ملتا ہے کہ لوگ اونکے معتقد ہون اور اچھا کہین یہ تمام مقاصد خاص نفسانی خواہشات ہین جو سچے فقیر ہین وہ ان باتون کی جڑ کاٹتے رہتے ہین چنانچہ اللہ تعالیٰ خود ہی فرماتا ہے لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا وَّيُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ترجمہ ای محمد صلعم ان لوگون کا حال نہ پوچھو جو اپنے کامون پر خوش ہوتے ہین اور اپنے کامون کی تعریف چاہتے ہین پس اونکو عذاب سے بری نہ سمجھو اونکے واسطے دردناک عذاب ہی

فصل دوم

ضرورت رہنمائی طریقت و مقصود

اگرچہ طریقت مین قدم رکھنا بحکم قرآن و رسول سے صاف صاف قطعی طور پر داخل فرائض نہین ہے مگر جا بجا آیات قرآنی و احادیث صحیحہ سے اسکا وجوب مترشح ضرور ہوتا ہے اور یہ تو لازم ہے کہ دائرۂ طریقت مین قدم رکھنے سے تمام مشکلات دینی و دنیوی بہت آسانی سے حل ہوتے ہین اور ایسے نازک وقت مین یہ طریقت کام آتی ہے کہ کوئی اور شے نہین ہوسکتی اولاً چند خاص دلائل ضرورت رہنمائی طریقت اس مقام پر رکھے جاتے ہین اول یہ کہ کوئی ولی کامل آجتک ایسا نہین گذرا جو کسی کا مرید نہ ہوا ہو اس غیر منقطع سلسلہ سے یہ ثابت ہے کہ بغیر مرشد و رہنمائے ظاہری کے دینی علاوہ خدا و رسول کا

منزل مقصود تک کوئی نہین پہونچ سکتا اور نہ پہونچ سکتا دوسرا ثبوت یہ ہے کہ علم باطنی اگرچہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بلا واسطہ خدای تعالی سے حاصل تہا مگر اس عالم اسباب کے قدرتی
قانون کی روسے آنحضرت صلعم کو بذریعہ روح القدس تعلیم دی گئی چنانچہ تعلیم ظاہری تو صرف
زبانہی کے سنانے سے ہوگئی جنکو آنحضرت یاد کر لیا کرتے تھے مگر تعلیم باطنی جو طریقت سے متعلق ہے
اوسکا بھی ظاہری اسباب کے طور پر انتظام کیا گیا جسکو خدای تعالی یاد دلاتا ہے اَلَمْ نَشْرَحْ
لَكَ صَدْرَكَ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ الَّذِي اَنْقَضَ ظَهْرَكَ یعنی کیا ہمنے نہین کھولا تیری سینہ کو
تیرے واسطے اور تم سے لیلیا اوس خرابی کو جو تیری پیٹھ توڑے ڈالتی تھی یہ وہی علم سینہ ہے جسکو
آنحضرت کا سینہ چاک کرکے حضرت جبرئیل نے خدا کے یہان سے لاکر آپ کے قلب میں بھر دیا تہا
اور اوس سیاہی کو نکال لیا جو کفار سے بات چیت اور ملاقات کرنے سے پیدا ہوگئی تھی چنانچہ
حدیث مین ہے رُوْیَۃُ وَجْہِ الظَّالِمِ یُسَوِّدُ الْقَلْبَ یعنی ظالم کا منہ دیکھنے سے قلب سیاہ ہوتا ہے
اور علاوہ اسکے کہ سینہ آنحضرت کا تعلیم باطنی اور تصفیہ قلب وغیرہ کیلئے چاک کیا گیا اور یہ نعمت
خداوندی اسطرح مسلسل چلی کہ آنحضرت نے اپنا لباس اپنے صحابہ کو عنایت فرمایا خصوصًا صحابہ
اربعہ کو اور ایک خرقہ حضرت اویس قرنی کو ارسال فرمایا جنکو علم باطنی کی تعلیم باطنا ہوتی رہتی تھی کیونکہ ملاقات
ظاہری آپ سے اونکی نہین ہوئی کیونکہ حضرت اویس قرنی رض کو اپنے مرشد ومحبوب خدا کا اسقدر اشتیاق
تہا کہ اگر دیدار نصیب ہوجاتا تو قالب مین روح نہ رہ سکتی اور خدا کو یہ منظور تہا کہ آپ بعد آنحضرت کے
زندہ رہین تاکہ اور لوگونکو فائدہ ہو اور سلسلہ طریقت جاری ہوجائے چنانچہ طریقہ اولیسیہ مشہور رہا اور علم
باطن کے متعلق یہ حدیث حضرت علی ابن ابی طالب کی تعریف مین ہے انا مدینۃ العلم وعلی بابہا
مین مدینہ علم ہون اور علی اوسکے دروازہ ہین حالانکہ تمام صحابہ خصوصا خلفای راشدین کو
قرآن وحدیث سی علم ظاہری قریب قریب یکسان تہا اور حدیث سے یہ بھی ثابت ہے کہ حضرت نے
بیعۃ الرضوان کے بعد دوبارہ نو آدمیون سے بیعت لی اور چند مسائل شریعت ظاہر التعلیم فرمائے اور
ایک بات پوشیدہ فرمائی اون صحابہ نے ظاہری مسائل تو عام طور پر روایت کی اور باطنی تعلیم

عام طور پر یہ ہین کہ غالباً اوسی شخص سے کہی ہوگی جسکو خلافت دی ہوگی یہی سنت آجتک پیری مریدی مین جاری ہے غالباً ناظرین کو اسقدر دلائل کافی ہونگے کہ علم باطنی جسکے لیے طریقت کی راہ ہے ایک ضروری چیز ہے اور ولایت کا دار و مدار اسی علم باطنی پر ہے بلکہ تمام باطنی قوتین اور روحانی کمالات اور عرفان اسی علم باطنی پر منحصر ہین اسکی نسبت یون کہنا چاہیے کہ جو عالم علم باطن سے واقف ہے وہ رازدار دین ہے اور اوسکو بحث مباحثہ اور قیل وقال سے بالکل تعلق نہین بلکہ یہ لوازم علم ظاہری ہین چنانچہ مولانا روم فرماتے ہین ع گر باستدلال کار دین بدے ؛ فخر رازی رازدار دین بدے ؛ علماء محدثین و ائمہ مجتہدین نے علوم باطنی سے مدد لیکر فقہ و حدیث کو مدون کیا ہے چنانچہ امام بخاری نے مسجد نبوی مین منبر کے قریب باوضو صحیح بخاری کو جمع کیا اور ہر حدیث کے قبل دو رکعت نماز نفل پڑھی تاکہ علم باطنی کا دروازہ کھلا رہے بند نہونے پائے ورنہ اگر یہ علم ظاہری (یعنی احادیث) مطابق علم باطنی نہوا تو احادیث غلط جمع ہو جائینگے اور شریعت مین نقص آئیگا جسکا باعث یہی خود ہونگا اسیطرح امام اعظم رح تمام رات نماز پڑھتے اور عبادت کرتے تھے تاکہ قلب آئینہ کی طرح صاف رہے اور غلطی و صحت مسائل کا عکس برابر پڑتا رہے چنانچہ آپ اسقدر روشنضمیر تھے کہ ہر ایک شخص کو دیکھتے ہی اوسکے باطنی افعال و خواص سے آگاہ ہو جاتے تھے آخر آپنے خدا سے دعا کی کہ مجھپر مخلوق خدا کا حال روشن نہ ہوا کرے کیونکہ اون پر بحیثیت عالم ہونیکے ہر گنہگار کو نصیحت کرنا فرض تھی اور لوگونکو اس بات پر تکلیف ہوتی تھی کہ اونکے راز فاش ہو جاتے ہین تو علاوہ قربت خدا کے کوئی دینی یا دنیوی کام درست و صحیح نہین ہو سکتا جب تک باطنی علم و عمل شریک نہو اور جب باطنی مدد ہوتی ہے تو افعال ظاہری مین نقص نہین رہتا اور جسقدر حصہ بطلان کا ہوتا ہے وہ نکل جاتا ہے اگر کوئی فعل باطل ہے تو اوسکا ارادہ بھی باطل ہو جاتا ہے چنانچہ اہل باطن کبھی افعال حرام یا نقصان دہ نہین کر سکتے راز اسکا یہ ہے کہ اہل ظاہر گو کیسے ہی ساعی ہون ایک ہی قوت رکھتے ہین یعنی نفسانی اور اہل باطن اپنے ساتھ اپنے تمام مرشدون اور خدا و رسول کی قوت بھی شریک رکھتے ہین اسلیے

اونکے ارادے اور مشاغل باطل نہین ہوتے لیکن جن دنیوی کامون مین بسبب اونکی ناچیز ہونیکے باطنی مدد وہ نہین لیتے وہ کبھی بگڑتے کبھی سنورتے ہین نہ اونکے بگڑنے سے کچھ ایسا نقصان ہے اور نہ بننے سے کوئی زیادہ فائدہ ہے جیسا کہ ایک مرتبہ آنحضرتؐ نے سنا کہ کھجورون مین آپس مین رسم شادی ادا کی جاتی ہے اوسوقت پھل دیتے ہین آپ نے محض ظاہری خیال پر اسکے خلاف رای دی اسلیے وہ راے غلط ہوگئی اگر باطنی علم سے کام لیتے تو علاوہ صائب راے ہونیکے اس راز سے بھی واقف ہو جاتے مگر ایسے معاملات مین باطن کی طرف توجہ کرنا صرف بے محل ہے۔ اور یہ تو ایک معمولی بات تھی ایسے معاملات جو ظاہر مین بہت بڑے ہین اونمین بھی انبیا اور اولیا خلاف تسلیم ورضا نہین اور طرح طرح کی تکلیفین اوٹھاتے ہین مگر اپنی باطنی قوتون سے کام نہین لیتے اور جب لیتے ہین تو اونکا مقابلہ تمام جنون سے بھی نہین ہو سکتا چنانچہ اون دونون امور کی شہادت علیحدہ علیحدہ بزرگان دین کے مصائب اور فضائل وکرامات سے بخوبی واضح ہے غرض طریقت کی ایسی ہی ضرورت ہے جیسی مسافر کو راستہ کی گویا شریعت اپنا مکان ہے جس مین سفر سے پہلے زاد راہ اور توشہ وغیرہ کا انتظام کر لیا جاتا ہے اور طریقت راستہ ہے جسکے ذریعہ سے منزل تک رسائی ہوتی ہے اور حقیقت اوس شخص یا اوس شئی کی ملاقات ہے جسکو حاصل کرنے کے لیے یہ راستہ گھر سے نکلکر اختیار کیا گیا اور معرفت گویا اوس شئی کا حصول وقبضہ ہے تو شریعت کی ضرورت سب سے پہلے ہے کہ جب تک سامان سفر نہ مہیا کریگا قدم اوٹھا نہین سکتا یہان تک کہ ہوشیار لوگ یہ انتظام بھی کر لیتے ہین کہ رہزنون اور چورون سے ملاقات ہو جاے تو مغلوب نہون اور لُٹنے نہ پائین یعنی علوم شریعت وہ اسلحہ ہین جو نفس وشیطان کو مقابلہ مین غالب نہین آنے دیتے اور جو لوگ بدون انتظام وزاد راہ سفر وبغیر آلات ضرب حملہ ومدافعہ حملہ اور بے توشہ واشیاء ضروری سفر کرتے ہین وہ راستہ کے ابتدائی مقامات پر بھوک پیاس سے یا تو مرجاتے ہین یا بھیک مانگنے لگتے ہین یا قزاق مار ڈالتے ہین غرضکہ منزل پر پہونچنا تو درکنار گھر تک نہین پلٹ سکتے بلکہ راستہ ہی مین مرجاتے ہین یا بیمار اور قریب المرگ ہو جاتے ہین۔ اور چونکہ طریقت منزل مقصود کا

Marfat.com

راستہ ہے اسلیے اسکا نام طریقت رکھا گیا۔

فصل سوم
اصول وقواعد طریقت

طریقت کے اصل اصول یعنی رکن رکین پانچ ہین اوّل پابندی شریعت بدرجۂ کمال یعنی سنن اور مستحبات ونوافل تک کو مثل واجبات وفرائض کے لازم جانے اور مکروہات کو بھی مثل محرمات کے مطلقاً ترک کردے اور یہ تمام لوازم شرع کے ہر شاخ سے متعلق ہین ایسا نہین کہ صرف عبادات مین تو عمل کرے اور معاملات مین بے پرواہ ہوجائے بلکہ معاملات مین عبادات سے بھی زیادہ احتیاط کرے اور خلق خدا کے ساتھ وہ برتاؤ ہو جو خلق کے اعتبار سے انبیا خصوصاً حضرت عیسیٰ اور دیگر عارفون کی عادت تھی دوسرا رکن توحید پر عمل کرنیکی دو صورتین ہین ایک ظاہراً ایک باطناً ظاہراً صرف اسقدر توحید ہے جو کہ شرع مین ہے یعنی سوائی خدا کے کسی کو معبود نہ جانے لیکن باطنی توحید یہ ہے کہ ہر امر کا فاعل خدا ہی کو جانے اور اُسی پر توکل رکھے۔ مثلاً ایک بزرگ نے کوئی سخت غذا کھالی جس سے اون کے پیٹ مین درد ہونے لگا اونکے مُنہ سے نکل گیا کہ چنے جو کھائے تھے تو پیٹ مین درد ہونے لگا اگرچہ شرع مین یہ ناجائز نہین مگر اہل طریقت کے نزدیک حرام وخلاف توحید ہو اور توحید کی ضد شرک ہے تو یہ کہنا شرک ہے کہ چنون سے پیٹ مین درد ہونے لگا اسی طرح کی مثالون کو سمجھ لینا چاہیئے توحید کی ایک شاخ توکل ملتی ہے کیونکہ جو شخص خدا کو ہر وقت حاضر ناظر سمجھے گا اور موحد ظاہری و باطنی ہوگا وہ خلاف توکل ہو کر یہ ہرگز نہ کریگا کہ کسی چیز کو اپنی ضرورت کیلیے رکھ چھوڑے اور یہ نہ خیال کرے کہ خدا ضرورت کے وقت بھی موجود رہیگا پہلے سے کیون انتظام کیا جائے چنانچہ بنی اسرائیل کا من سلویٰ اسی سے موقوف ہو گیا کہ خلاف توکل کیا اور سلویٰ رکھ چھوڑا کہ ایسا نہو کل نہ آئے تو یہ کام آئیگا آنحضرت صلعم ایک مرتبہ کسی قدر عجلانہ طور پر نماز پڑھ کے مکان تشریف لیگئے جب واپس تشریف لائے صحابہ رضی اللہ عنہم نے ان خلاف معمول امور کو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ حضور کے دولت خانہ مین ایک سونے کا ٹکڑا رکھا تھا تو آپنے جلد جلد نماز ادا کرکے اوسکو کسی مستحق کو دیدیا اوسوقت اطمینان قلب ہوا آپکے

Marfat.com

صحابہ رضہ کو یہ محسوس ہوا کہ جیسے ایک کانٹا تھا کہ وہ نکل گیا چونکہ مال درمیان شیخ او سالک حجاب
سخت ہوا اسلیے اوسکے رہنے سے نعمات باطنی مین کمی ہوتی ہے چنانچہ حضرت صدیق اکبرؓ کا
تمام اثاث البیت بیت المال کیواسطے لے آنا اور دیگر اولیاء اللہ کا محض متوکل بیک بینی ودوگوش
صابر وشاکر رہنا علامت کمال اور ذریعۂ سلوک ہے اور جو شخص کہ متوکل محض ہوگا وہ موحد ظاہری
وباطنی ہے توحید مین علاوہ توکل کے اور دیگر اصول وقواعد بھی شامل ہین مگر وہ ارکان مین
بھی داخل ہین اسلیے توحید مین اونکو نہین رکھا مثل خلق اور نیکی وغیرہ کے تیسرا اصول طریقت کا
تسلیم ورضا ہے یعنی ہر حال مین صابر وشاکر رہنا جو امر صعب سے صعب ہو اوسپر بھی شکر وصبر کرنا
اور خوشی سے اوسکو برداشت کرنا تسلیم ورضا ہے گویا تسلیم ورضا ایک باب ہے اور صبر وشکر
اوسکی فصلین ہین چنانچہ دعا مانگنا اپنی ذات کے لیے اگر ہو تو خلاف تسلیم ورضا ہے اور خرق عادت
وکرامات کا اپنی ذات کے لیے یہ بھی خلاف تسلیم ورضا۔ ایک بزرگ کی ایک قیمتی شئی کھو گئی ایک شخص نے
اونکو خبر دی اونھون نے کہا الحمد للہ اتفاقاً وہ ملگئی اوسوقت بھی اونھون نے یہ جملہ کہا لوگون نے
پوچھا کہ کیا معنی اسکے جواب دیا کہ جب وہ کھو گئی تو دل کی حالت مین مین نے کچھ فرق نہ پایا اس بات پر
مین نے شکر کا کلمہ کہا اور جب وہ ملگئی تو بھی قلب کی حالت مین کچھ فرق نہ پایا یعنی نہ جانے کا غم ہوا
نہ ملنے کی خوشی ہوئی اسواسطے شکر خدا کا کیا تو جب تکالیف دنیوی سے قلب بالکل بے پروا ہوجائے
بس وہ تسلیم ورضا کا عامل ہوا جیسا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام اور دیگر اہل اللہ پر سخت مصائب
ہوئے مگر اونھون نے اپنے لیے خدا سے دعا نہین کی اور اگر کبھی کسی نے دعا کی تو صرف اسلیے کہ خدا کا
حکم باطنا ہوا کہ ہمسے دعا کرو کیونکہ ہماری مشیت مین اسوقت تمھین نجات دینا ہے۔ اور اسی تسلیم و
رضا کے لیے تمام انبیا واولیا کو تکالیف دنیوی مین سے ایک نہ ایک تکلیف سخت سے سخت
ہوئی مبتدیون کو یہ تکلیفین پختہ کرنے کے لیے دیجاتی ہین اور منتہیون کو دوسرے سالکون کے
دکھانے کے لیے تاکہ مثال قائم ہو اور لوگ اونکے تسلیم ورضا کی پیروی کرین چنانچہ بعض کو
تمام عمر تکلیفین رہین اور بعض کو کچھ مدت اور بعض کو کبھی کوئی تکلیف سخت ترین ہوئی۔

129598

Marfat.com

سوائے حضرت سلیمان کے کوئی نبی یا ولی دشمنون کی تکالیف سے نہین بچا حالانکہ اونکا بھی
ایک دشمن سخت تھا جس کا نام صخر تھا اور اسکے بعض لوگ شریک بھی تھے اور یہ سلسلہ ابتدا سے
چلا آیا ہے چنانچہ حضرت آدم کو ابلیس سے تکلیفین پہونچین نوح علیہ السلام کو تمام قوم سے
اور خصوصاً عوام سے داود کو جالوت سے عیسیٰ کو تمام قوم سے اور خصوصاً بخت نصر سے اور خلیل اللہ کو
نمرود سے اور موسیٰ کو فرعون سے آنحضرت صلعم کو تین سال تک تمام قوم سے اور خاصکر ابوجہل
ابن عمر کو ہمیشہ ایک آدمی ستاتا تھا اور عبد اللہ ابن زبیر کے سر پر بحالت نماز اونکے دشمنون نے
اسقدر گرم پانی ڈالدیا کہ تمام کھال اوتر گئی حضرت ابن عباسؓ کو نافع بن ازرق سے اور سعد بن
ابی وقاص کو کوفیون سے چنانچہ امام مالک پچیس سال تک دشمنون کی وجہ سے جمعہ نہین پڑھ سکے
تھے اور امام شافعی کو بخارا و مصر کے لوگون سے اور امام احمد حنبل کو دشمنون نے قید کر لیا
اور امام بخاری کو شہر بدر کیا حضرت ابو یزید بسطامی سترہ مرتبہ اپنے وطن مالوف سے
نکالے گئے اور ذو النون مصری ہاتھ پانون باندھ کے تشہیر کرائے گئے اور حضرت جنید و شبلی
اور شیخ محی الدین ابن عربی پر لوگون نے کفر کے الزام قائم کیے ابو عثمان مغربی علماء اور صوفی کو
تازیانون نے مجروح کیا اور اونٹ پر سوار کرکے تشہیر کیا امام ابو بکر نابلسی اور شیخ نسیمی اسقدر زندہ
کے پوست کھنچوائے گئے اوسوقت امام ابو بکر بخشوع و خضوع تلاوت کلام مجید مین مصروف تھے
اور شیخ نسیمی نے اوسی حالت تکلیف مین پانچ سو اشعار تصنیف کیے اور پوست کھینچنے والے کو
دیکھ کے مسکراتے رہے اور حضرت ابو مدین زندیق کہکر جلاوطن کیے گئے اور شہر تلمسان مین
قضا کر گئے اسیطرح تمام بزرگون کو تکلیفین پہونچین جنکے واقعات مشہور ہین اور سب کے جمع کرنے
کے لیے ایک علیحدہ کتاب چاہیے چند مثالین دیدین تاکہ تسلیم و رضا کا مرتبہ واضح ہو
جو تھا رکن اور اصل اصول طریقت مین تزکیہ نفس و تصفیہ قلب ہے اور تزکیہ نفس مین پابندی
اوامر اور اجتناب مناہی ہین اوامر یہ ہین کثرت ذکر و شغل فکر و مراقبات و اتباع سنت و تحصیل
اخلاق محمدی و پرہیزگاری اور مناہی یہ ہین حرص کینہ غصہ ترک خواہشات نفسانی نفرت

یہ مراد ہے کہ تمام دنیا و مافیہا سے پرہیز رکھے اور جہانتک ممکن ہو بے تعلق ہو جائے اور کسی سے
دلی محبت نہ رکھے اور کسی راحت دنیوی کو بخواہش نفس اختیار نکرے اور جن ضروریات کو پورا کرے
اونھین صرف خدا کے واسطے یا اوسکے قربت کے لیے مثلاً اگر کھانا کبھی نہ کھائیگا تو عبادت مین تکلف
ہوگا مگر غذائے لذیذ و کثیر خلاف پرہیزگاری ہے اور منہیات مین شقاوت سے یہ مطلب کہ خلق کا
ہمدرد ہو کسی پر اپنے سے سختی نکرے اور اسکا مفصل بیان تصفیۂ قلب و تزکیۂ نفس کے فصول مین آئیگا
انشاءاللہ تعالی پانچوان رکن یہ ہے کہ مرشد کی اطاعت دل و جان سے کیا کرے اور اپنے آپ کو
مرشد کے ہاتھ مین اسطرح سمجھے کہ جیسے بیمار سخت اور متمنی صحت طبیب کے ہاتھ مین ہوتا ہے اور حقیقت
مرشد طبیب روحانی ہے مریض کو نہ چاہیے کہ بدون اجازت کوئی امر ایسا کرے جس سے صحت مین خلل پڑجائے بندگی
یہ خیال رکھنا چاہیے یہ ہمنے پانچ رکن اصول طریقت کے بیان کیے ہین انھین مین تمام امور
شامل ہین کوئی ادنی سے ادنی شاخ اس سے باہر نہین مثلاً خلوت اور بیداری چوتھے رکن مین
داخل ہے کیونکہ چوتھے رکن کی ایک شاخ عشق اور ذکر و شغل ہے تو ظاہر ہے کہ عاشق کو
کسی سے خلا ملا اچھا نہین معلوم ہوتا اور نیند بھی کم آتی ہے بلکہ اکثر بالکل نہین آتی اور جو ذاکر
و شاغل ہوگا وہ رات کو اگر بیدار نہوگا تو ذکر و شغل کس وقت کریگا یا کم غذا ہونا تو یہ بھی داخل عشق
و ذکر ہے کیونکہ عشق مین بھوک کہان لگتی ہے اور عمدہ و لذیذ غذا کہان پسند آتی ہے اور علاوہ اسکے
کوئی شخص پیٹ بھر کے کھانا کھالے تو وہ کاہل ہو جاتا ہے اور رات کو زیادہ جاگ نہین سکتا
قطع نظر اسکے غذا معدے مین ہونا ایک حجاب سخت کا حائل ہونا ہے پیٹ بھرے کی ہزار نمازین
اور بھوکے کی ایک رکعت برابر ہے غذا جسکے معدے مین بھری ہوتی ہے وہ بتدی ہر لذت
اور کیفیت و مشاہدے سے محروم رہتا ہے کیونکہ غذا ثقیل ہے اور یہ ثقل اسفل کیطرف روح کو
لیجاتا ہے اور کیفیات اوسوقت حاصل ہوتی ہین جب روح اعلی کیطرف متوجہ ہوتی ہے یہ بھی
خیال رکھنا چاہیے کہ یہ اصول و ارکان جو بیان کیے ہین طریقہای مشہور و مروج کے ہین یعنی
طریقہای قادریہ چشتیہ نقشبندیہ اور سہروردیہ کے مگر قلندریہ اور شطاریہ کے قواعد مین تھوڑا

فرق ہے اور وہ فرق ظاہری و اعتباری ہے حقیقی نہین چنانچہ ان لوگون مین پابندی شریعت
ظاہرا نہین بلکہ باطنی ہے اور اذکار و اشغال بھی زیادہ تر انکی معمولات سے نہین چنانچہ شطاریہ کے
بطور اصول و قواعد دس شرائط ہین اول انحراف ما سوا اللہ سے جیسا کہ موت کیوقت ہوتا ہے
اور انکے یہان اسکا نام توبہ ہے دوسرے توکل اور وہ اسطرح کہ جیسا موت کے وقت سوا
ذات خدا کے کسی شی کا بھروسا نہین رہتا ہے چوتھے نفس کشی یعنی تمام خواہشات نفسانی و جسمانی و حیوانی
و دنیوی سے پرہیز جیسا کہ مرنے کے وقت ہوتا ہے پانچوین خلوت یعنی خلق اللہ سے بے تعلقی جیسا کہ
موت کے وقت ہوتی ہے چھٹے توجہ الی اللہ یعنی تمام دنیا و مافیہا سے منہ موڑ لے جیسے کہ موت کے
وقت انسان کی روح اللہ کیطرف متوجہ ہوتی ہے اوسی طرح متوجہ الی اللہ ہو جانا ساتوین صبر
اور وہ اسطرح ہے کہ جسطرح نزع مین انسان کو تمام تکلیفون اور راحتون اور نعمتون اور لذتون
اور کل ضروریات کی طرف سے صبر ہو جاتا ہے اسی طرح صابر ہو جانا آٹھوین تسلیم و رضا اور وہ
یہ ہے کہ اپنے نفس کی بنا کو ترک کر دینا اور مصلحت و مشیت خدا پر بیٹھے رہنا جیسا کہ موت کیوقت
ہو جاتا ہے نوین ذکر مگر انکے یہان ذکر اسکو کہتے ہین کہ تمام اذکار دنیا و اہل دنیا کو ترک کر دینا گویا
خاموشی یا لو لگی کہتے ہین دسوین مراقبہ اور مراقبہ انکے یہان یہ ہے کہ جیسا موت کیوقت انسان
تمام خیالات اور افکار کی طرف سے مجبور ہو جاتا ہے اور دماغ بالکل خاموش و معطل ہو جاتا ہے
اسیطرح ہر وقت دماغ و دل تفکرات دنیوی و خیالات بابت اشیاء فانی سے خالی ہو جائے
اصل اصول انکے شرائط کا یہ ہے کہ اس حدیث پر پورا پورا عمل کیا جائے موتوا قبل ان تموتوا یعنی
مرنے سے پہلے مر جاؤ اور کرامات کو یہ لوگ بہت حقارت سے دیکھتے ہین قریب قریب دیگر [illegible]
کبھی یہی قواعد ہین تجربہ سے یہ معلوم ہوا ہے کہ ان قواعد کے عامل غالبا کامیاب ہوتے [illegible]
قادریہ و چشتیہ و سہروردیہ و نقشبندیہ سے بندگان خدا کو پہنچتے ہین [illegible] سے نہین پہنچے
کیونکہ کرامات اور دعا سے انکو کوئی مطلب ہی نہین ہوتا اور اسلئے یہ معلوم ہوتا ہے کہ [illegible]
شطاریہ بھی باطنا ان اصول سے علیحدہ نہین چند سلسلے اوپر ذکر کیا ہے کیونکہ یہ سب لوگ

ہمارے یہان کے ایک رکن چہارم ہین داخل ہین جن مین تصفیہ وتزکیہ ہے اور سماع بھی ہمارے
اصول مذکورہ بالا مین داخل ہے کیونکہ سماع متحرک عشق ہے تو جسکو عشق حقیقی ہے اوسکے لیے
ضروریات سے ہے جیسا کہ عبادت کہ جسکی محبت صادق ہو اوسکی پرستش عملاً اور قلباً لابدی ہے
اسیطرح سماع محرک عشق ہے اور اسیوجہ سے صاحب عشق حقیقی کو واجب اور صاحب مجازی کو
حرام اور جسکو کوئی عشق نہین اوسکو مباح یہ فیصلہ محققین کا ہے مگر اس عاجز کے ذہن مین ایک اور
امر ہے وہ یہ کہ بعض کو مکروہ اور بعض کو مستحب ہی اور یہ دونون صورتین صورت آخر یعنی مباح مین
پیدا ہوتی ہین وہ اسطرح کہ جن لوگون کو سماع مباح ہے وہ دو قسم کے لوگ ہین ایک صاحب نفس
زکیہ جن پر عقل سلیم غالب ہے اور اسیوجہ سے اونکی روح لطیف ہے دوسرے وہ لوگ جو صاحب
نفس امارہ ہین اونکی روح کثیف ہے اور مادہ نفسانیت اغلب ہے اگرچہ ان دونون کو بالفعل
کوئی عشق حقیقی یا مجازی نہو مگر صاحب نفس زکیہ یعنی صاحب صورت اولی کو سماع مستحب ہے کیونکہ
ایسے لوگون کے قلب پر سماع ایک ذاتی اثر (اور وہ ترقیق قلب ہے) اوسکا ہے چنانچہ ایسے لوگ
بدون عشق کے روتے اور ایک قسم کی کیفیت سے متکیف ہوتے دیکھے گئے ہین مگر وہ سماع کا ذاتی
اثر ہے جو کہ انکی روح لطیف بسبب لطافت قبول کرتی ہے اور اگر اونسے پوچھا جائے کہ کیون روے
اور یہ کیسی کیفیت و لذت تھی تو وہ نہین جانتے بات یہ ہے کہ ہر انسان کے قلب مین ایک شرر عشق
حقیقی - یا ذات - یا نور الہی - یا تجلی کا کچھ نہ کچھ اوسکو موجود ہے اور اگر مادہ لطیف ہوتا ہے تو
تو سماع وغیرہ اوس شرر کو چمکا سکتا ہے اور اگر مادہ کثیف و خبیث ہوتا ہے تو وہ شرر [illegible] شدت
و ظلمت و کثرت حجاب سے متجلی نہین ہونے پاتا بلکہ شرر نار کیسقدر متحرک ہو جاتے پر مادہ
ہو جاتا ہے جو کہ مرکبات نفسانی و حیوانی مین پوشیدہ رہتا ہے یا پیدا ہو جاتا ہے تو اول صورت
والیکو مستحب بلکہ اس سے کچھ زیادہ ہی کہ سماع کا شغل رکھے مگر اونہین شرائط کے ساتھ کہ سماع
بالذات حرام نہونے پائے یعنی عورت وغیرہ کا گانا نہو - اور اوس دوسرے شخص کو مکروہ ہے اور
ایسی کراہت جیسی کراہت تحریمی ہوتی ہے - اب ہم ایک آخری بات اصول طریقہ کے بارہ مین

Marfat.com

اور کہتے ہین وہ یہ کہ ان اصول کی پابندی تو تمام سالکون مین ہوتی ہے جو اسکے خلاف ہو سمجھو کہ وہ بنا ہوا فقیر ہے مگر بعض حالتین ایسی ہین کہ اونمین بعض شاخین ان اصول کی علیحدہ ہوجاتی ہین وہ حالتین دو مقام پر ہوتی ہین ابتدا مین اور انتہا مین مبتدی کے لیے یہ صورت ہے کہ مرشد جو کہ طبیب ہے اگر وہ دیکھیگا کہ فلان امر پر عمل کرنیسے اسکا ذوق دو چند ہو جائیگا کیونکہ ہر انسان کی طبیعت جدا ہے اور اسکے مضرات اور مفیدات بھی علیحدہ ہین تو وہ اوسی شاخ مین اوسے لگا دیگا اور دوسری شاخون کیطرف سے اوسکی توجہ کم ہو جائیگی مثلاً کسی مبتدی کو اوسکے مرشد کامل نے دیکھا کہ کہ اوسکی طبیعت اس نہج پر واقع ہوئی ہے کہ اگر سماع کی کثرت ہوگی تو اسکا عشق روز افزون ہو جائیگا تو اوسکو اوسکا مرشد بجائے کثرت ذکر کے سماع کی طرف بُلائے گا اس سے نہ یہ سمجھنا چاہیے کہ ذکر و شغل چھوڑ دیا گیا کیونکہ ذکر قلبی افضل ذکر ہے اور یہ سماع مین بھی ممکن ہے بلکہ بعض کو ضروری ہے یا اگر وہ دیکھیگا کہ فلان مرید روزہ رکھنے سے بیمار ہو جائیگا اور قوت اوسکی روح حیوانی کو برقرار رکھنے کی نرہیگی تو وہ روزہ سے باز رکھا جائیگا اسکے بجائے وہ کام اوسے دیا جائیگا جس سے روزہ رکھنے کا فائدہ حاصل ہو تو یہ اختلاف ظاہری ہے نہ کہ اصلی وہ بھی شاخہائے اصول مین نہ کہ اصل اصول مین دوسری صورت منتہی کے لیے اور اسمین بہت گنجایش ہے کہ کسی منتہی سے زیادہ شاخین چھوٹ جاتین مثلاً کوئی سالک بکثرت لوگون سے ملتا ہے اور خلوت مین کبھی نہین رہتا اور غذا لطیف کھاتا ہے اور عمدہ پوشاک پہنتا ہے اور چار بیویان اور بارہ لڑکے ہین اور تجارت و زراعت وغیرہ کے دنیوی تعلقات بکثرت ہین اور دولتمند ہے اور صائم الدہر اور قائم اللیل نہین صرف واجبات اور منہیات پر عامل ہے تو کیا وہ خارج از سلوک و طریقت ہو سکتا ہے نہین ہرگز نہین کیونکہ اگر فقیر کامل ہے اور اوسکو غذای لطیف اور راحت ظاہری اور تعلقات ازدواج و اولاد و اشغال معاش وغیرہ کیوجہ سے اوسکو غفلت از جانب مشاہدات نہین ہوتی اور کوئی حجاب ان امور مذکورہ کے باعث سے عارض نہین ہوتا تو کوئی نقص نہین وہ عین طریقت ہے دل بیار و دست بکار اور یہ کہ درویش صفت باش کلاہ تتری دار + لیکن اسکے لیے بہت عالی ظرف ہونا چاہیے

Marfat.com

جیسا کہ حضرت سلیمان کا تھا یا حضرت عثمان غنی کا کیونکہ ہر شخص کا ایسا ظرف نہین کہ شدت علائق و آسائش دنیوی سے حجاب نہ عارض ہو بلکہ مبتدی تو آگے بڑھ ہی نہین سکتا ہان بعض عالی ظرف منتہی ایسے گذرے ہین اور اب بھی ہین کہ اونکی ترقی مین ان صورتون پر بھی کمی نہو بلکہ حسب دستور قطع منازل کا سلسلہ جاری رہے لہذا ان اصول کے دائرے مین کوئی باطنا رہتا ہے کوئی ظاہرا اور کوئی ظاہرا و باطنا دونون طرح جو شخص کہ ظاہرا و باطنا دونون طرح پابند اصول ہے وہ سب سے زیادہ عالی ظرف منتہی ہے اور بعض لوگ اسلیے ظاہرا خلاف اصول طریقت کرتے ہین کہ خلق انکے حال سے غافل رہے تاکہ اونکا وقت بھی ضائع نہو اور اونھین برا کھے اور یہ کہے کہ یہ شخص برای نام فقیر ہے مگر حرکات اسکے اصول طریقت مین داخل نہین ہین اور یہ کہ اوسکو ریا سے نجات ملے کیونکہ جب اصول طریقت مین کوئی ندیکھے گا تو ریا کیونکر پیدا ہوگی مگر اون لوگون کا بڑا ظرف ہے جو ہر وقت خلق اللہ کی تعریفون مین گھرے رہتے ہین اور پھر ریا پاس نہین آتی اپنا احوال چھپانیکے لیے بعض فقرا لوگون سے روپیہ مانگتے ہین تاکہ لوگ اونھین طالب دنیا کہین بعض بظاہر شراب پیتے ہین بعض اور اسی قسم کے افعال کرتے ہین غرض سوائے زنا اور مردم آزاری اور بزرگون کو برا کہنے کے باقی اکثر افعال خلاف شرع کرتے ہین کیونکہ یہ گناہ ظاہری بھی باطن مین اثر کرتے ہین اور اسقدر کہ ہمیشہ کیلیے مردود ہو جاتا ہے ۔ مگر یہ سب فقرا جو اپنا احوال اہل دنیا سے چھپاتے ہین باطن مین ان تمام اصول کے پابند رہتے ہین اور یہ سب صورتین منتہیون کی ہین کوئی مبتدی اوسوقت تک آگے ایک قدم نہین بڑھ سکتا جب تک ان اصول مقررہ مین سے ہر ایک کی ادنی شاخ پر عمل نکرے اور یا مرشد کا ایسا پابند ہو جیسا غلام وفادار مالک کا پھر اگر مرشد کامل ہے تو مبتدی کو ان اصول کیطرف نظر کرنے کی ضرورت نہین بلکہ ہر وقت مرشد کا اشارہ دیکھتے رہنا چاہیے ۵

بہ مے سجادہ رنگین کن گرت پیر مغان گوید	کہ سالک بے خبر نبود ز راہ و رسم منزلہا

تمام اصول و قواعد گیارہ ہین جن پر وہ عامل ہین اور اگرچہ وہ اصول مذکورہ بالا سے جدا نہین
اگر قلمبند کر دیئے ہین کچھ حرج نہین (۱) ہوش در دم یعنی نفس سے اپنے خوب خبردار رہنا
(۲) نظر بر قدم یعنی نگاہ رکھنا کہ کدھر جا رہا ہے (۳) سفر در وطن اپنی جگہ پر مقامات سلوک
طے کرتے رہنا (۴) خلوت در انجمن یعنی بظاہر آدمیون سے ہمکلام اور بباطن خدا کی طرف متوجہ
(۵) یاد کرد یعنی یاد خدا ہر وقت (۶) بازگشت یعنی ہر مرتبہ ذکر کے بعد خدا سے دعا کے قربت کرنا
(۷) نگہداشت یعنے مراقبہ مین رہنا (۸) یادداشت دل مین یعنی ہر وقت خیال مطلوب
(۹) وقوف زمانی یعنی اپنے اعمال سے مطلع رہنا (۱۰) وقوف عددی یعنی شمار پر وظیفہ کہ طاق ہو
بموجب اِنَّ اللّٰہَ وِتْرٌ یُحِبُّ الْوِتْرَ (۱۱) وقوف قلبی ہمہ وقت حضور قلب رہے

فصل چہارم
آداب طریقت

طریقت کے آداب اوسیقدر ہین جسقدر کہ شاخین اصول طریقت سے
پیدا ہو سکتی ہین اور وہ مسئلہ ہین خدا اور رسول کی اطاعت کے
بعد جو کہ فرض ہے مرشد کی محبت ہمیشہ دلمین رکھنا عشق کے آثار اپنے دل مین ظاہر کرنا - ہر وقت
باوضو رہنا - خلوت پسندی - کم گوئی - کم خوری - کم سونا - نفرت از دنیا و ما فیہا - توکل تسلیم و رضا
صبر و استقلال خلق عام - اپنے آپ کو سب سے [illegible] ناچیز اور ذلیل و حقیر خیال کرنا - کسی پر
ظاہر ہونا کہ جو درویش ہے کسی سے سوائے خدا و رسول اور مرشد کے دلی تعلق رکھنا - اپنا معاملہ
سوائے مرشد کے اور کسی سے نہ کہنا کسی نعمت باطنی پر یعنی کوئی کمال باطنی اگر حاصل ہو تو اوس پر
فخر و ناز نہ کرنا اور اوسکو ایک معمولی بات سمجھ کے آگے بڑھنے کی کوشش کرنا اور اوسکو مقصود نہ سمجھنا
بلکہ خدا کو مقصود اصلی سمجھنا - تمام کیفیات کا اس طرح ضبط کرنا کہ کسی کو معلوم نہ ہو مثلاً سماع مین
کیفیت ہو تو حتی الامکان اوسکو ضبط کرنا تاکہ لوگون پر ظاہر نہ ہو کہ یہ شخص صاحب حال
اور نہ یہ گمان ہو کہ یہ بنتا ہے اگر کوئی برا کہے تو خوش ہونا اور اچھا کہے تو فکرمند ہونا [illegible]
[illegible]
[illegible]

معمولی باتون کی دعا نہ مانگنا بلکہ جہانتک ممکن ہو برائی پر صبر کرنا البتہ اگر کوئی اور اصرار کرے تو اوس سے یہ کہنا کہ ہم اس قابل نہین کہ دعا قبول ہو مگر تنہائی مین اوسکے لیے دعا مانگنا بشرطیکہ وہ مستحق اس امر کا ہو کسی دنیا دار سے کوئی شئی طلب نکرنا اور نہ نیت بد کرنا کہ وہ دے لیکن اگر ضرورت شدید کے وقت دے اور دل سے اصرار کرے تو لیلینا اور ضرورت سے زیادہ نہ لینا سخاوت کرنا یعنی کوئی شئی آیندہ کے لیے گرستون کیطرح اوٹھا نرکھنا بلکہ مستحقونکو دیدینا اور آیندہ پھر خدا پر بیٹھہ رہنا مگر اسراف بھی نہ چاہیے اور مالی چیزون کا جمع کرنا بھی نہ چاہیے یہی سب آداب طریقت اور فروع طریقت ہین

فصل پنجم
پرہیز و اغذیہ

اہل طریقت کی غذائین بھی وہ غذائین نہین ہین جو اہل عیش کی ہین خصوصًا ابتدا مین اونکو اکثر تو روزہ رکھنا چاہیے مگر غذا اگر ہو تو مرغن اور بے گوشت ہو کی روٹی تمام غلون مین زیادہ مفید ہے کیونکہ مزاج کو لطیف کرتا ہے اور غلظت و کثافت معدے مین اس سے کم ہوتی ہے اور بجاے گوشت ترکاریان زیادہ استعمال کرنا چاہیے اور کھانا ہمیشہ کم کھانا چاہیے خصوصًا شب کو کیونکہ اول تو کم کھانیسے وضو بار بار نہین کرنا پڑتا دوسرے اگر غذا بھرپور ہوئی ہے فجر کے وقت غلبۂ ریاح ہوتا ہے اور وہی وقت عبادت اور مقبولیت کا ہوتا ہے غلبۂ ریاح کی حالت مین خیال یکسو نہین ہوتا بلکہ پیٹ ہی کیطرف رہتا ہے اسلیے حتی الامکان اتنی کم غذا ہونا چاہیے کہ بعد نصف شب معدہ خالی ہو جائے علاوہ اسکے زیادتی غذا سے روحانی نقصانات ہین اور کوئی مکاشفہ یا مشاہدہ ایسی حالت مین نہین ہو سکتا یہانتک کہ اگر سو برس تک ہر شبکو ساری رات عبادت کرے اور پیٹ بھرا ہو تو نتیجۂ عبادت اہل طریقت کو ایک ادنی و شمہ برابر بھی حاصل نہین ہو سکتا گویا غذا معدے مین تمام دنیا کے حجابون مین سب سے بڑا حجاب ہے بھوک مین ایک گھنٹہ کی عبادت پیٹ بھرے کی تمام عمر کی ریاضت سے بہتر ہے اور گوشت سے خاص طور پر اہل طریقت کو پرہیز کرنا چاہیے کیونکہ یہ نفسانیت بڑھاتا ہے اور روحانیت پر غالب آتا ہے اور نفس اوسوقت ٹوٹتا ہے جب روزہ رکھے اور معمولی غذا کھائے اور کم کھائے چنانچہ اکثر بڑے عامل بعد کو کامل ہو گئے ہین وجہ یہ کہ غذاؤن کے پرہیز سے اونکا نفس تو

Marfat.com

مرہی گیا اب طریقت ہین اور باقی ہی کیا رہا اصل اصول تو نفس کشی ہے علاوہ غذا کے عیش و عشرت اور راحت کی تمام چیزون سے پرہیز رکھنا چاہیے مثل لباس خوش و باریک و نرم اور بستر بھی عمدہ و نرم اور مسہری نہو اور اپنی زیب و زینت کیطرف خیال نرہے لیکن اکثر اہل طریقت جو کہ درجہ کمال پر پہونچ گئے ہین اونکو زیادہ پرہیز کرتے نہین دیکھا البتہ مبتدی کو تو لازم ہے پھر بعد کو ہر طرح کی راحت ہے کیونکہ عاشق مین جو باتین ہوتی ہین وہی سالک طریقت مین ہونی چاہین

فصل ششم
پیر طریقت

یہ ہم اوپر بیان کر چکے ہین کہ بغیر رہنما کے کام نہین چلتا ایک تو علم اسباب قدرتی قانون کی رو سے دوسرے یہ راستہ مشکل اسقدر ہے کہ بغیر دستگیری کے ایک قدم آگے نہین بڑھ سکتا چنانچہ حضرت شیخ فریدالدین شکر گنج رحمۃ اللہ نے ۴ برس عبادت کرنیکے بعد بھی یہ ضرورت محسوس کی کہ مرشد ہونا لازم ہے یون سمجھنا چاہیے کہ جسطرح شریعت کا امتحان دیچکنے بعد اسکے آگے والے درجے یعنی طریقت کا امتحان دینے کے لیے اوستاد طریقت کی ضرورت پڑتی ہے تو گویا اوسی طرح حضرت شیخ فریدالدین شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ کو اب یہ ضرورت محسوس ہوئی حالانکہ اونکو وہ بہت سے مقامات اور کمالات پر عبور ہو چکا تھا جو طریقت مین ہین کیونکہ شریعت کے انتہائی مقام سے وہ بہت آگے بڑھ چکے تھے بلکہ بہت سے سالکان طریقت اتنی قوت نرکھتے تھے جتنی اونکو حاصل ہو چکی تھی غرض وہ مرشد کامل کی تلاش کرتے کرتے ملک عرب کے ایک خطے مین پہونچے وہان ایک ولی کامل کا پتہ لگا جنکا نام حضرت یحیی تھا اونکے یہان آپ شریف لیگئے آپنے یہ معلوم کرلیا کہ حضرت یحیی کو چوتھے آسمان سے آگے بڑھنے کی قدرت نہین حالانکہ یہ اونکے آگے جا سکتے تھے اتفاقا حضرت یحیی کے یہان ایک لونڈی تھی جو کہ باوا صاحب کے وضو کا پانی لائی آپنے ہوا و سکے چہرے کی طرف دیکھا اور ہاتھ دھونے لگے تو تمام پانی وضو کرتے صرف کردیا اور اوسکے چہرے پر سے نظر ہٹائی جب لوٹا خالی ہو گیا تو آپنے پھر طلب فرمایا اور پھر اوسی طرح اوسکے چہرے کو دیکھتے اور ہاتھ دھوتے رہے یہانتک کہ وہ ظرف خالی ہو گیا چوتھی مرتبہ پانی مانگا اوسنے جلکے گھر مین کہا کہ یہ کیسا فقیر ہے کہ ہاتھ ہی دھوتے دھوتے

Marfat.com

آگئی لوٹے پانی کے ڈھلکا دیئے یہ حضرت یحییٰ نے سُنا تو آپکو شکایت ہوئی اور باہر تشریف لائے
اور حضرت سے کہا کہ آپکی یہ کیا حرکت ہے آپنے جواب دیا کہ بخت جیسے کی اس طرح پلٹی ہوئی
اور اوسکی قسمت ایسی خراب تھی لہذا مین نے اوسکی قسمت کو ڈھونڈنا شروع کیا تھا۔ پھر وہان سے
حضرت واپس ہوکر اجمیر شریف مین حاضر ہوئے اور جناب غریب نواز سے بیعت ہونا چاہی
آپنے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ کے سپرد کردیا چنانچہ آپنے اُنسے بیعت کی اور جیسا مرشد
چاہتے تھے ویسا ہی پایا۔ پیر طریقت دراصل حکیم ہوتا ہے یعنی جسقدر امراض نفسانی اور
روحانی ہوتے ہین اونکو درست کرتا ہے بلکہ مرید کو اوسکا علم بھی نہین ہوتا اور بغیر اون حکیم کے
کسی کا باطنی علاج ہونا غیر ممکن ہے ہرچند کہ تمام امور خدای تعالیٰ کی ذات پر موقوف ہین لیکن
عالم اسباب ہے اور یہی خدا کی عادت ہے کہ بیدون سبب کوئی امر ظاہر نہین ہوتا مرشد مقرر کرنیکے لیے
یہ لازم ہے کہ اوس سے محبت یا کم از کم اتنا اعتقاد ہو کہ جتنا کسی اور ولی اللہ سے نہو اگر اعتقاد ہوگا
تو بیعت کرنے سے بیعت تو ہو جائیگی مگر آگے بڑھ نہین سکتا اسمین ایک راز ہے وہ یہ کہ
محبت کی وجہ سے ایک رشتہ درمیان مین قائم ہو جاتا ہے اور وہ رشتہ ایسے ہی موقعوں پر
کام دیتا ہے جو نہایت نازک ہوتے ہین اور وہان سوائے محبت کے اور کوئی چیز کام نہین آتی
زیادہ تشریح اسکی صرف اسقدر ہوسکتی ہے کہ مرید ہزار کوس پر ہو لیکن مرشد کے دل مین وہ موجود
موجود ہے اور اگر محبت نہو تو پاس بھی ہو تو دور ہے یہ محبت کم از کم اسقدر ہونا چاہیے کہ مرشد کو بھی
کچھ خیال پیدا ہو جائے اسکو اصطلاح مین نسبت کہتے ہین چنانچہ حضرت صاحب نسبت تھے
وہ اپنے معاصرون مین بڑھے ہوئے تھے اور اونکی تمام مشکلین آسانی سے حل ہوتی تھین
یہانتک کہ اگر کسی مرید کو اپنے پیر سے صرف محبت ہو اور کوئی ریاضت و محنت طریقت کی نکرتا ہو تو اوسکو
قیامت کے روز اپنی ہمراہی ضرور نصیب ہوگی اور اوسکے پیر کو اپنے پیر کی یہانتک کہ سب اہل سلسلہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ہونگے چنانچہ اس امر کا ثبوت کہ انسان کا حشر اوسکے ساتھ ہوگا
جس سے محبت ہو اس حدیث سے ہے المرء مع من احب یعنی انسان اوسیکے ساتھ

Marfat.com

حشر ونشر مین ہوگا جس سے محبت کرتا ہے ۔ علاوہ اسکے کچھ پیر سے اعتقاد اور محبت ہو بعض خاندانون مین خصوصًا بزرگان چشتیہ مین یہ اصول ہے کہ سوائے اپنے پیر کے اور کسیکو نہین سمجھتے یہ امر خلاف شریعت بظاہر ہے لیکن باطن مین معاملہ واحد ہے چنانچہ ایک مرتبہ ایک قافلہ مین ڈاکہ پڑا سب نے اللہ کو یاد کیا مگر ایک شخص نے جو کہ صاحب سلسلہ تھا اپنے مرشد کو یاد کیا وہ تو لٹنے سے بچگیا اور سب لٹ گئے اسکی وجہ یہ تھی کہ اور اہل قافلہ نے بلا اعتقاد وبے پیرون نے محبت خدا کو اپنی غرض کیواسطے یاد کیا اس سے پہلے وہ اوسکو یاد نہین کیا کرتا مگر اس مرید کو مستقل محبت اپنے مرشد کی تھی اور اسقدر مانتا تھا کہ اوس سے زیادہ کسی کو نہ جانتا تھا اور ان مرشد کا رستہ خدا و رسول سے تھا لہذا اوسکی مدد ہوگئی باقی لوگون نے جھوٹ موٹ خدا کو پکارا تھا اوسکی سماعت نہوئی تو محبت اور کمال اعتقاد اگر مرشد کے ساتھ ہے تو وہ خدا و رسول سے بالواسطہ تعلق رکھتا ہے ایک عرصہ کے بعد بالواسطہ رسول یہ تعلق ہوجاتا ہے اور پھر کامل ہونے پر بلا واسطہ تعلق ہوجاتا ہے جیسا کہ فنافی الشیخ فنافی الرسول ورفنافی اللہ کے مراتب ہین مرشد کی اطاعت واعتقاد فرض مین سے اور تمام ضروری امور پر مقدم ہے

فصل ہفتم
اختلاف طریقت

طریقت کے اصول مین تو اختلاف نہین ہے مگر فروع مین ضروری اور یہ کئی طرح سے ہے اول یہ کہ مختلف خاندانون نے مختلف طریقے ہین دوسرے مختلف مریدون کو مختلف امور کی تعلیم دیجاتی ہے یعنی اونکی ضرورت اور مادہ کے موافق جیسا کہ ہم اپنے اوپر کی فصل مین بیان کرچکے ہین مگر ہان خاندانی فرق جو ہین اونکی مجمل کیفیت یہ ہے کہ چار خاندان سب سے بڑے ہین قادریہ نقشبندیہ سہروردیہ اولیسیہ اول کے تینون خاندانون کا سلسلہ حضرت علیؓ سے تعلق رکھتا ہے اور آخر کا صدیق اکبرؓ سے ان چارون کی تعلیم مین تھوڑا تھوڑا سا فرق ہے چنانچہ ایک فرق تو تصدیق امور مین باعتبار طریقت یہ ہے کہ قادریہ ونقشبندیہ وسہروردیہ وحدت شہودی کے قائل ہین اور چشتیہ وحدت وجودی کے اس اجمال کی تفصیل انکے مباحث مین انشاء اللہ تعالی آئیگی

Marfat.com

دوسرا فرق یہ ہے کہ پہلے کے ہرسہ خاندانون مین یہ تعلیم نہین دیجاتی کہ جو کچھ سمجھو پیر کو یعنی خدا و رسول فی الحال پیر ہی کو سمجھو کیونکہ تمکو خدا و رسول اسی ذریعہ سے ملین گے یہ تعلیم چشتیہ مین ایک حد تک دیجاتی ہے مگر وہ ایسی حد نہین کہ شرک و کفر تک پہونچے یعنی یہ نہین کہا جاتا کہ تم مرشد کو خدا کہو بلکہ صرف اسقدر ہوتا ہے کہ تصور مرشد کا کرایا جاتا ہے اور خدا و رسول کی تصور کی تعلیم ابتدا مین نہین ہوتی مقصد یہ کہ جب فنا فی الشیخ کا مرتبہ حاصل ہو چکتا ہے تو بآسانی تمام وہ دونون منزلین بھی طی ہو جاتی ہین چشتیہ خاندان مین سنت ظاہری کی پیروی زیادہ نہین کرائی جاتی بلکہ باطنی ایسی تعلیم ہوتی ہے کہ وہ پیرو سنت ہو جاتا ہے اور باقی تین خاندانون مین ظاہری پیروی بھی کرائی جاتی ہے اور ایک فرق یہ بھی ہے کہ گانا خاندان چشتیہ مین ایک امر لازمی اور داخل ریاضت ہے بلکہ داخل غذا ہے مگر قادریہ اور سہروردیہ مین ممانعت ہے اور نقشبندیہ کے موجد حضرت بہاء الدین نقشبندؒ فرماتے ہین کہ نہ این کار میکنم و نہ انکار میکنم یعنی نہ تو مین گانا سنتا ہون اور نہ اسکے فوائد سے انکار کرتا ہون حضرات چشتیہ کا یہ اصول ہے کہ جسطرح ممکن ہو خدا و رسول کی قربت ہونی چاہیے اگر نوافل مین جی نہ لگے ہرگز نہ پڑھے اور اگر رونے مین جی لگے تو دن رات رونے کے سواے اور کوئی کام ہی نکرے اور اگر مرشد کے ذریعہ سے وصل خدا حاصل ہو تو اپنی جان او سپر فدا کر دے پھر چاہے جہنم ملے (معاذ اللہ) چاہے جنت اس سے کوئی مطلب نہین حضرت سلطان نظام الاولیا فرماتے ہین کہ طالب دنیا مؤنث طالب عقبی (یعنی جنت) مخنث و طالب مولی مرد است خاندان چشت مین عشق تمام اعمال و ریاضات پر مقدم رکھا گیا ہے اور اصل اصول اسیکو قرار دیا ہے چنانچہ مولانا حافظ فرماتے ہین ؎ عشق زندہ شود جان مردہ صاحبدلان
اگر تو عشق نداری برو کہ معذوری ۔ اور مولانای روم کا ارشاد ہے ؎ شاد باش ای عشق خوش سودای ما
ای طبیب جملہ علتہای ما × ای دوای نخوت و ناموس ما × ای تو افلاطون و جالینوس ما
ان حضرات کا مقولہ ہے کہ عشق چاہیے اور بس باقی خاندانون کا یہ اصول ہے کہ خدا و رسول کا حکم بجالانا چاہیے اونکے حکم کے خلاف سر مونکرنا چاہیئے درحقیقت دونون کے اصول کا مفہوم ایک ہے کیونکہ اگر عشق نہوگا تو سچا پیرو اور پابند حکم ہو ہی نہین سکتا گر ایک آدمی جیسا حکم مانتا ہے اگر ویسا حکم بجا لایا

Marfat.com

یعنی محبت نہوئی اور ذوق وشوق تعمیل حکم مین نہوا تو بے اثر ہے کبھی قربت نہین ہوسکتی لہذا اونھون نے یہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ کثرت عبادت اور پیروی سنت ہو در حقیقت عبادت کرتے کرتے محبت ہوجاتی ہے اور پھر عشق ہوجاتا ہے یہ امر ہر مرتبہ تجربہ مین آیا ہے کہ جب کوئی کسیکا ذکر ہر وقت کرتا ہے گو ابتدا مین دل سے نہو مگر آخر کار دل سے تعلق ہوجاتا ہے اور رغبت ہوجاتی ہے بلکہ خدا کا ذکر اور اوسکی عبادت سے بہ نسبت آدمیون کے زیادہ جلد اثر پڑتا ہے اور رشتۂ محبت قائم ہوجاتا ہے حضرات چشت اس عشق کو صرف عبادت ہی کے ذریعہ سے نہین ترقی دیتے ہین بلکہ گانا بھی سنتے ہین کیونکہ واقعی گانا محرک عشق ہے اور عشق کو لمحہ لمحہ بڑھاتا ہے اور جو واسطہ درمیان عاشق ومعشوق ہوتا ہے یعنی مرشد اوسکے صدقے ہونے لگتا اور اوسپر اپنی جان فدا کرتا ہے غرضکہ حقیقۃً سب خاندانون کا اصول ایک ہی ہے بظاہر جدا جدا ہے ع مختلف ہین راستے ہر چند منزل ایک ہے اب رہا یہ فرق کہ ہر ایک کے یہان جدا ذکر وشغل اور قواعد واوقات ہین یہ ایک معمولی فرق ہے جو بڑے فرق تھے حالانکہ باطناً وہ بھی متحد ہین یہ سب مجملاً بیان کردیے گئے اس سے زیادہ تشریح ضروری نہین اور جسقدر رہے وہ آگے بیان ہوتی جائیگی۔

اسمائی خانوادگان زیدیہ عیاضیہ ادہمیہ ہبیریہ جنیدیہ جامنیہ اکبریہ کبرویہ لیسویہ [illegible] قدوسیہ غوثیہ احمدیہ احسنیہ باقویہ علائیہ اگرچہ چودہ خانوادے مشہور ہین لیکن در اصل بہت سے خانوادے بعد کو ہوگئے چنانچہ کچھ لوگ ہین نے لکھدیے اور علاوہ انکے بہت ہین جیسے کہ مداریہ اور جلالیہ وگازرونیہ وغیرہ

فصل ہشتم
منازل ومدارج طریقت

ایک اعتبار سے طریقت کے ستر ہزار منازل ہین کیونکہ اسیقدر حجاب ہین [illegible] ہر دو شاہدون کے اندر ایک حجاب ہے اور ہر دو حجاب [illegible] مشاہدہ ہے اور یہ سلسلہ برابر چلا گیا ہے سالک کو طریقت مین یہی معاملات پیش آتے ہین جب [illegible] پہلا حجاب رفع ہوجاتا ہے اور پہلا مشاہدہ ہوتا ہے بعد دوسرا حجاب درپیش ہوجاتا ہے اوسکے بعد دوسرا مشاہدہ ہوتا ہے اسیطرح یہ سلسلہ برابر چلا گیا ہے مگر ستر ہزار حجابون مین سے بابون کہا جاتا

کہ ستر ہزار منازل ہین سے بعض منازل حقیقت مین جاکے ختم ہوتے ہین سب منازل طریقت
مین ختم نہین ہوتے ان مشاہدات اور حجابات کا مزید تذکرہ آیندہ فصول مین آئیگا۔
دوسرے اعتبار سے طریقت کے منازل تین ہین خاندان چشتیہ مین اونکے اور نام ہین قادریہ
مین اور چنانچہ چشتیہ مین فنا فی الشیخ فنا فی الرسول فنا فی اللہ اور قادریہ مین علم الیقین عین الیقین
حق الیقین اگرچہ چشتیہ مین بھی یہ اصطلاحات مشہور ہین اور قادریہ مین بھی فنا کے تینون درجے
مذکور ہین مگر اس زمانے مین یقینیات کے مدارج قادریہ کے لیے مخصوص ہوگئے ہین اور فنا کے
مقامات چشتیہ کے لیے لیکن طریقت ہی مین یہ ہر سہ مدارج ختم نہین ہوجاتے بلکہ طریقت مین
صرف فنا فی الشیخ اور علم الیقین کے مدارج ختم ہوجاتے ہین اور جسوقت عین الیقین اور فنا فی الرسول
کے مرتبے پر سالک ہوتا ہے تو اوسوقت وہ منزل طریقت سے نکلکر منزل حقیقت مین ہوتا ہے
چنانچہ ایک مرتبہ حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رح کے خیالات اور حالات مین انقلاب عظیم دیکھکر
ایک شخص نے پوچھا من این الی این یعنی کہان سے کدھر جارہے ہو آپ نے جواب مین فرمایا کہ
من العلم الی العین یعنی علم الیقین سے عین الیقین کیطرف ان ہر سہ مقامات کے بیان انکے فصلون مین
ہونگے اسی طرح ایک اور منزل چار منزلون مین سے ایسی ہے جو کہ طریقت مین بھی ہوتی ہے وہ
چارون منزلین یہ ہین ناسوت لاہوت ملکوت جبروت دراصل یہ چارون چار عالم ہین چنانچہ
طریقت مین عالم لاہوت کو طے کرنا ہوتا ہے اور شریعت مین جب کمال ہوچکتا ہے تو عالم ناسوت سے
گزرتا ہے اور جب حقیقت مین پہونچتا ہے تو عالم ملکوت طے کرنا ہوتا ہے اور جب معرفت مین
پہونچتا ہے تو عالم جبروت سے سابقہ ہوتا ہے تو گویا ہر ایک عالم ایک منزل ہے۔
مزید کیفیات طریقت یعنی جزئیات تمام وکمال سہنا اول تو اسوجہ سے مشکل ہین کہ سیکڑون جزء
اوسکے لیے چاہین دوسرے ہر ایک سالک کے معاملات جداگانہ ہین اونکا قلمبند ہونا غیر ممکن ہے
بلکہ دنیا مین جتنے آدمی ہین اگر وہ سب سالک طریقت ہوجائین تو سب کو جدا جدا واقعات اور
معاملات درپیش ہونگے مگر اکثر حالات اور کیفیات جو لکھنا ممکن ہین وہ لکھے جاتے ہین

Marfat.com

اول جبوقت انسان طریقت مین داخل ہوتا ہے تو اوسکو مرشد توجہ باطنی سے دیکھتا ہے کہ اوسکے
باطنی حالات کیا ہین اور کس خیالات کس مزاج اور کس طرح کا آدمی ہے اور اوسکا باطنی مادہ کیسا ہے
چنانچہ مرشد کو معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ مرید کس خیال مین ہوا ہے آیا کسی دنیوی غرض سے یا اسلیے
کہ صرف مریدون مین نام لکھانے کیلیے اور علاوہ اسکے کوئی دینی یا دنیوی مقصد نہین یا اوسکی
یہ غرض ہے کہ توبہ کرنا مقصود ہے اور خدا کے عذاب سے بوسیلہ مرشد محفوظ رہنا چاہتا ہے یا اوسکو
خدا کی محبت ہے قربت چاہتا ہے غرض جو کوئی خیال اوسکا مرید ہونے مین ہوتا ہے ویسا ہی
اوسکے ساتھ برتاؤ ہوتا ہے مگر جس شخص کو کوئی نفسانی غرض ہوتی ہے اگر وہ مرشد کو قبل مرید کرنیکے
معلوم ہو جاتی ہے تو حتی الامکان مرید نہین کرتا اور اگر بعد کو معلوم ہوتی ہے یا اوسکی یہ خواہش
بعد ارادت کے پیدا ہوتی ہے تو وہ ہمیشہ اُس مرید غرضی سے متنفر رہتا ہو اس مرید غرضی کی یہ موجودہ
حالت جو ہوتی ہے وہ بھی گویا ایک منزل کہلاتی ہے اور اوسکو اصطلاح مین وحدت قہری کہتے ہین
اسکی مثال مین یہ لکھتا ہون کہ مثلاً کسی مرشد کی کوئی حسین عورت مریدہ ہے اور اوسکے عاشق کو یہ
معلوم ہوا تو وہ جا کے اس غرض سے اوسی مرشد کا مرید ہوا کہ ایک تعلق پیدا ہو جائے ایسے شخص کو
طریقت مین منافق کہنا چاہیے اوسکا انجام نیک نہین ہوتا بلکہ علاوہ عاقبت کے دنیا ہی مین اوسکو
نقصان شدید ہوتا ہے اور اگر محض توبہ کی غرض سے مرید ہوا ہے تو اوسکو ایک آدھ معمولی وظیفہ
بنا دیا جاتا ہے جس سے خدای تعالی توبہ کے نباہنے کی توفیق دیتا رہتا ہے اور پھر مرشد کامل کی صحبت سے
رفتہ رفتہ شوق عبادت بڑھتا جاتا ہے یہانتک کہ اکثر ایسے لوگ آخر مین سالک ہو گئے ہین۔ اور
اگر اوسی خدا کا عشق ہے تو اوسکی تعلیم خاص طور پر طریقت کے اصول پر ہوتی ہے اول تو اوسکو ش[illegible]
دیکھتا ہے کہ شریعت کی پابندی اور علوم ظاہری مین توجہ کمی نہین جسقدر کمی ہوتی ہے [illegible] پوری
کرائی جاتی ہے مثلاً جن سنتون کا تارک ہے اون سنتون پر عمل کرنیکی تاکید کیجاتی ہے یا اگر
مسائل شرع سے جو کہ ضروری ہین ناواقف ہے تو واقفیت دلائی جاتی ہے پھر ذکر و شغل اور خلوت
اور ان تمام شرائط طریقت کا عامل بنایا جاتا ہے جنکا ذکر ہمنے اوپر کیا ہے اور اکثر ایسا ہوتا ہے

Marfat.com

کہ مرشد خاص طور پر توجہ ڈال کے اوسکو ان تمام محنتون کا شوق دلا دیتا ہے جسکی وجہ سے اوسکے
قلب مین یہ بات پیدا ہوجاتی ہے کہ ان محنتون سے گھبراتا نہین بلکہ رقت اور لذت پیدا ہوتی ہے
اگر مرشد نہ ہو یا توجہ نکرے تو سو آدمیون مین صرف ایک آدمی ان محنتون کا متحمل ہوسکتا ہے اور پھر
وہ تاثیر جو ہونی چاہیے اور اسقدر جلد پیدا نہین چنانچہ ایک شخص کو مین نے بچشم خود دیکھا کہ ریاضت
وعبادت تو ایک طرف وہ نماز نہین پڑھ سکتا تھا لاکھ دل سے چاہتا تھا کہ نماز پڑھے مگر شیطنت
یا کاہلی یا سیاہی قلب اسقدر غالب تھی کہ نماز سیکڑون مرتبہ اوسنے شروع کی اور ہر مرتبہ اوس سے
چھوٹ گئی لیکن ایک عارف کامل سے رجوع کی اور یہ درخواست کی کہ نماز نہ چھوٹے اوس وقت سے
پھر نماز ترک نہوئی تو مرشد کامل کی باطنی قوت مرید کے شریک حال ہوکر ان معاملات مین مدد دیتی ہے
اور ہر ایک محنت پوری ہوجاتی ہے بلکہ تمام برائیون اور خرابیون اور شیطان کے حملون سے
مرشد ہی مقابلہ کرکے مرید کو منازل طے کراتا چلا جاتا ہے صرف مرید کو اپنے مرشد کا معتقد اور
پابند حکم ہونا چاہیے ایک مثال اور یہ ہے کہ پاس انفاس مین اگر کوئی شخص بدون مرشد برسون
کوشش کرے تو بھی قلب ذاکر نہین ہوتا لیکن مرشد توجہ کرے تو ایک ساعت مین دل سے
لا الہ الا اللہ کی آواز آنے لگتی ہے غرض کہ مرشد ہی کی کارگزاری ہوتی ہے مرید برائے نام محنت کرتا
قادریہ خاندان اپنے اصول سے تعلیم اوسے حکیمانہ طریقہ سے کرتے ہین اور اہل چشتیہ اپنے اصول پر
کامیاب دونون ہوتے ہین یہ بات مشہور ہے کہ اہل چشت بہت جلد فائز المرام ہوتے ہین مگر یہ بات
درحقیقت کسی خاندان کی تعلیم پر موقوف نہین بلکہ جسکو خدا چاہتا ہے وہ جلد کامیاب ہوتا ہے خواہ کسی
خاندان مین ہو اور اوسکے اسباب یہ ہوتے ہین کہ مرشد کامل مل جاتا ہے اور اوسکو محبت بھی ہوجاتی ہے
اور جسکو خدا نہین چاہتا وہ خواہ کسی سلسلہ مین ہو کبھی منزل مقصود کو نہین پہونچتا اور درصل مدد خدا
ورسول کی ہوتی ہے مرشد البتہ ایک ذریعۂ خاص ہوتا ہے جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہین
ابتدا مین جب مرید اوس ذکر کو شروع کرتا ہے جو اوسکے مزاج اور حال کے مناسب ہے تو کیفیات
شروع ہوجاتے ہین کسی کو رقت طاری ہوتی ہے کسی کو بیہوشی یعنی غشی کسی کو حال آجاتا ہے

Marfat.com

ایک مبتدی کو مین نے دیکھا کہ ذکر مین اوسکو کیفیت ہوتی جو کہ خلوت مین کر رہا تھا تو اوسکی یہ حالت ہوئی کہ ہزارون ٹھنیان کھائین اور در و دیوار پر اس زور سے اوس کا سر اور تمام اعضا لگتے تھے کہ بڑی سخت آواز دور تک جاتی تھی لوگون کو جو کہ باہر تھے یہ خیال ہوا کہ تمام جسم زخمی ہو گیا ہوگا مگر جب وہ کیفیت دور ہو گئی اور باہر نکلا تو کہین نشان بھی نہ تھا اور نہ کوئی نشان تھی اگر تھی تو اسقدر کم کہ دوسرون کو محسوس نہین ہوتی تھی یہ کیفیات روز بروز بڑھتے جاتے ہین مگر ظرف و قوت بھی خدا کی طرف سے مرشد کی معرفت عطا ہوتی جاتی ہے یہانتک کہ جب مبتدی منتہی ہو جاتا ہے تو لوگون کو معلوم نہین ہوتا کہ اس سالک کو کیفیت ہے یعنی مادہ ضبط اور ظرف بہت زبردست ہوتا جاتا ہی اور ایسی بڑی بڑی کیفیتون کو وہ برداشت کر جاتا ہے یعنی اگر وہ کیفیتین پہاڑون پر ہون تو اونکے ٹکڑے ہو جائین ان کیفیتون سے وصال بہت کم ہوتا ہے صرف چند اولیاء اللہ کو ہوا ہے جنہین سے دو صاحبون کے واقعات مشہور ہین ایک حضرت خواجۂ خواجگان خواجہ قطب الدین بختیار کاکی جنکو تقریبا چھہ سو برس کا زمانہ گزرا اور دوسرے متاخرین مین حضرت مولانا شاہ محمد حسین صاحب الہ آبادی حضرت خواجہ صاحب کو اس شعر پر وصال ہوا ؎ کشتگان خنجر تسلیم را ✤ ہر زمان از غیب جان دیگر ست ✤ اور مولانا صاحب کا وصال اس شعر پر ؎ گفت قدسی فقیری در فنا و در بقا ✤ خود بخود آزاد بودی خود گرفتار آمدی ✤ غرضکہ جب کیفیت ہوتی ہے تو اوسوقت سالک کی گویا ایک منزل طی ہوتی ہے یا اوسکا راستہ ملتا ہے اور پھر مرشد کی تعلیم سے دوسری منزل کا پتہ چلتا ہے کبھی ایسا ہوتا ہی کہ سالک کو ایک ہی منزل مین عرصۂ دراز گذر جاتا ہے اور اوسکے بہت سے وجوہ ہوتے ہین جنکا اپنے اپنے موقع پر ذکر ہوگا یہان اب ہم صرف اون امور کا اور ذکر کرین گے جو کہ اصول طریقت سے متعلق ہین اور وہ یہ ہین کہ دو درجے بہت بڑے طریقت مین ہوتے ہین ایک کو تصفیۂ قلب کہتے ہین دوسرے کو تزکیۂ نفس انکا بیان بھی اپنے اپنے موقع پر ہوگا مگر یہ امر قابل اظہار ہے کہ یہ دونون درجے انھین اصول کے ذریعہ سے حاصل ہو جاتے ہین جنکا بیان ہم فصل ششم مین کر چکے ہین اور اون پر اضافہ جن امور کا ہوتا ہے وہ یہ ہین کہ جسقدر

عبادت ہو بے ریا ہو اگر ریائی عبادت ہوتی ہے تو طریقت کے مدارج ہونا ایک طرف شریعت کے
مدارج بھی طے نہین ہوتے چنانچہ قرآن وحدیث مین جو مذمتین ریا کی ہین وہ صاحبان علم شریعت کو
بخوبی معلوم ہین مگر طریقت مین چونکہ شریعت کی تمام باتون کا جوہر یا عطر نکالا گیا ہے تو ریا کے
معاملہ مین بھی وہی حالت ہے مین حتی الامکان اوسکے اظہار کی کوشش کرتا ہون اہل عقل
انشاء اللہ تعالی سمجھ جائین گے اور مین شریعت کی رو سے ریا کے متعلق جو احادیث ہین اونکا ذکر کرتا ہون
پھر طریقت کی رو سے لکھونگا حدیث مین ہے کہ ریا عبادت کو باطل کرتی ہے اور اوسکی صورت یہ ہے
کہ اگر ریا پہلے سے دل مین ہے تو عبادت بالکل باطل اور اگر بعد کو پیدا ہو تو ریا کا عذاب ہوگا
اور عبادت کا بھی اجر ملیگا اور اسکو ریائی جلی کہتے ہین ریائی خفی یہ ہے کہ عابد کی اگر لوگ تعریف کرین
اور وہ خوش ہو تو یہ بھی ریا ہے کیونکہ خدائی تعالی قیامت مین علما سے کہیگا کہ تم کس چیز کا اجر ہمسے
چاہتے ہو علم وعمل - تو اسکا عوض تمکو دنیا ہی مین ملگیا کیونکہ لوگون کی تعظیم وتکریم پر خوش ہوتے تھے
اس سے زیادہ خفی ریا کی صورتین ہین اور اونکا پتہ بھی احادیث سے چلتا ہے وہ یہ ہے کہ اگر کوئی عبادت
کرے اور لوگ اوسکی تعظیم وتکریم کرین اور وہ خوش نہو لیکن اسبات پر خوش ہو کہ مین خوش نہین ہو
تو یہ بھی ریا ہے مگر اسی مقام سے شریعت وطریقت کا تعلق شروع ہوتا ہے یعنی یہ کمال شریعت ہے
کہ خوش نہونے پر بھی نہو اور یہی طریقت کی منزل اول ہے مگر اہل طریقت نے اس امر پر غور کیا ہے
کہ ریا کے اسقدر خفی درجے کسی عابد سے اوسوقت تک چھوٹ نہین سکتے جب تک یا تو نفس
بالکل مردہ نہو جائے جسکو تزکیہ نفس کہتے ہین اور یا حالت بیہوشی نہو چنانچہ جسوقت کیفیت ہوتی ہے
اوسوقت کسی چیز کا ہوش نہین رہتا ریا کا ذکر کیا ہے اور ایسی کیفیتون کے حاصل کرنے کے لیے
کاملین نے جو ذکر وشغل احادیث وغیرہ سے لیے ہین اوسکو اشغال اور اذکار کہتے ہین ریا کا
مفصل بیان آیندہ ہوگا مگر اب دوسرے امور جو کہ تزکیہ نفس وتصفیۂ قلب کے لیے لازم ہین
مذکور ہوتے ہین اونمین سے ایک خاموشی بھی ہے اور اسکا ذکر بھی احادیث مین بکثرت موجود ہے
اور آنحضرت نے کلام کو حتی الامکان بے انتہا منع فرمایا ہے یہانتک کہ خاموشی کو عبادت فرمایا ہے

چنانچہ ایک مرتبہ حضرت معاذ سے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خاموشی کا عمل سب سے بڑھکر ہے اور ایک حدیث مین ہے کہ انسان کا بڑا حصہ گناہون کا زبان کے باعث سے ہوتا ہے اور ایک جگہ فرمایا ہے کہ آیہ یہان بہترین عبادت خاموشی ہی حضرت علیٰ سے کسی نے پوچھا کہ جنت مین جانیکی سہل تدبیر بتایئے آپنے کہا بولا نکرو لوگون نے کہا غیر ممکن ہے تو آپنے کہا اچھا سوائے نیک بات کے اور کچھ نہ کہو اور یہ بھی کہا کہ اگر دس حصے عبادت کے کیے جائین تو نو حصے خاموشی ہے اور ایک حصہ مین دوسری عبادتین حضرت صدیق اکبرؓ منہ مین سنگریزے جمع رکھتے تھے کہ بات نکر سکین حضرت ابن مسعود کا قول ہے کہ قید مین رہنے کے لیے زبان سے بہتر کوئی نہین۔ ربیع بن خیثم نے بیس برس تک کسی سے بات نہین کی جو کچھ کہنا ہوتا نہایت ضروری وہ لکھکر دیتے اور شام کو روزانہ غور کرتے کہ مین نے کچھ بری بات تو نہین لکھی حدیث مین ہے کہ امر فضول کہنا حسن اسلام سے خارج ہے اور بہت باتین ایسی ہوتی ہین جنسے دوسرا شخص گنہگار ہوتا ہے یہ بھی اُسکے نامۂ اعمال مین لکھا جاتا ہے حضرت لقمان حضرت داؤد کے پاس روز جایا کرتے تھے اور وہ زرہ بنایا کرتے تھے مگر اونکی سمجھ مین نہ آتا تھا کہ یہ کیا چیز ہے فضول سمجھکر پوچھتے نہ تھے جب سال بھر کے بعد زرہ تیار ہوئی تو اونکو معلوم ہوا کہ یہ اس کام کی چیز ہے۔

طریقہ بیعت چشتیہ (چشتیہ اور دیگر خاندانون مین بیعت کرنیکا اصول قاعدہ ایک ہی ہے بہت ہی تھوڑا فرق ہے اسلیے صرف چشتیہ طریقہ تحریر کیا جاتا ہے

اول جس روز مرید ہونیکا ارادہ ہو اوسکی شب تمام رات بیدار رہے اور توبہ و استغفار اور عبادت گریہ وزاری مین مصروف رہے اور خدا سے دعا کرے کہ مجھے مرید ہونیکی توفیق دے اور قوت دے کہ مین مرشد کا تابعدار من وعن رہون اور میرے مرشد کو میری محبت ہو اور مجھپر عنایت ... بہتر روز مرید ہونیکا یوم پنجشنبہ یا دوشنبہ ہی ورنہ جو یوم ہو اچھا ہے مرید ہونیکے وقت غسل کرنا چاہیے اور دو رکعت نماز نفل پڑھنا چاہیے بہ نیت استخارہ مرید ہوتے وقت رو بقبلہ اور جانب سجادہ مرشد بیٹھے اور اوسوقت پیر کو لازم ہے کہ اپنے پیر بھائیون اور مریدون اور مریدون کے

اعزہ یا احباب جو کچھ جمع ہو سکین اونکو جمع کرے اور مرید کو سامنے بٹھا کے کلمہ توحید و کلمہ شہادت
و استغفار پڑھائے اور ایک مقراض لیکر پیشانی کا ایک بال اور ایک بال رست کا اور ایک چپ کا
ان تینون بالون کو ایک کرکے تراشے اور خدا سے دعا کرے کہ خداوندا یہ تیرا بندہ گریختہ پھر تیری یا
آیا ہے اور اب بھاگنے سے توبہ کرتا ہے تو اسے اپنے آغوش کرم مین لے اور خطائے گذشتہ کو معاف فرما
اور آیندہ نیکی کی توفیق دے اور کچھ شیرینی پر فاتحہ اپنے مرشدونکا دیکر مرید کو اپنے ہاتھ سے کھلائے
اور باقی کو لوگون مین تقسیم کرے اور ایک کتاب مین مَین نے دیکھا ہی کہ بعد بال کاٹنے کے غسل کرنا چاہیے
غرض مرید اپنا ہاتھ مرشد کے ہاتھ مین دے اور مرشد اوسکا ہاتھ لیکر پھر ہمیشہ اوسکا خیال رکھے
بعد اوسکے مجمع ختم ہو جائے تو خلوت مین بلائے اور اب مرشد کو لازم ہے کہ توجہ باطنی سے اوسکے
تمام احوال باطن کو ملاحظہ کرے جو نقص اور جو ضرورت ہو اوسکے مطابق اوسے تلقین کرے
جاننا چاہیے کہ ذکر اصولا چار طرح پر ہے اول لا الہ الا اللہ دوم سبحان اللہ والحمد للہ و لا الہ
الا اللہ واللہ اکبر سوم لا الہ الا اللہ اور چوتھا صرف اللہ انھین ہر چہار اذکار کی بہت سی
شرطین ہین اور مختلف ترکیبین ہین جنسے سیکڑون طرح کا ذکر پیدا ہوتا ہے اور ہر ایک کی تاثیر جُدا
پیدا ہے اور بعض اذکار کے نام بھی علیحدہ رکھدیئے گئے ہین مثل پاس انفاس اور سلطان الاذکار
وغیرہ کے اور یہ بھی خیال رکھنا چاہیے کہ شریعت مین جو امور کہ سنت اور نفل ہین وہ طریقت مین
فرض و واجب ہین چنانچہ اگر ان پر عمل نکرسکا یعنی شریعت کی ان سنتون اور طریقت کے ان فرائض کو
ادا نہ کرسکا تو یہ طریقت کا سالک ہرگز نہین بلکہ ابھی شریعت ہی مین کامل نہین ہوا مثلاً خلوت مین رہنا
ہمیشہ باوضو رہنا باتین کم کرنا رذائل امور سے پرہیز کرنا روزے رکھنا وغیرہ وغیرہ یہ سب مسنون
اعمال ہین طریقت مین یہ سب فرض ہین اور صرف چشتیہ ہی مین نہین بلکہ تمام خاندانون مین
ہر ایک سنت پر عمل کرنا فرض ہے اگر ایک مرتبہ بھی تارک سنت ہوا فقیرون کے زمرہ مین نہ رہیگا
چنانچہ چند حضرات کے واقعات مثالاً لکھتا ہون اول یہ کہ حضرت نے ایکمرتبہ ایک پاؤن اپنے خلوتخانہ
سے باہر نکالا غیب سے آواز آئی کہ اے یہی ہمارے تیرے عہد تھا فوراً انھون نے چھری لیکر اپنی ٹانگ

Marfat.com

جڑسے کاٹ ڈالی اور پھر تمام عمر شرمندگی کی وجہ سے آسمان کو مُنہ اوٹھاکے نہین دیکھا کہ
کیا مُنہ لگا کے سر اونچا کرین ایسا ہی واقعہ حضرت کا ہے کہ اونھون نے ایک مرتبہ اشراق کی نماز مین
کوتاہی کی اوسکے بعد سے پھر کبھی نماز قضا نہوئی۔

فصل نہم
عہد ہائے طریقت

ابدال اوتاد غوث قطب یہ چار بڑے عہدے صاحبان خدمت کے
مقرر ہین اونکے ماتحتین بے شمار ہین جیسا کہ انتظام ظاہری مین
ویسرائے سے لیکر ایک کانسٹبل تک صاحب خدمت ہوتا ہے توسب ادنے و اعلے
عہدہ دارون کے اختیارات و حالات کا بیان کرنا ایسے چھوٹے سے رسالہ مین غیر ممکن ہے
مگر ہان بڑے عہدون کا بیان کیا جاتا ہے آسمانون سے جو صاحبان خدمت متعلق ہوتے ہین
اونکو ابدال کہتے ہین اور اونکے حالات یہ ہین کہ ابدال سات ہوتے ہین اور تمام آسمان و زمین کے
بھی سات سات حصے ہین چنانچہ ہفت اقلیم مین سے پہلی اقلیم کے ابدال کو ساتوین آسمان سے
تعلق ہے اور وہین سے احکام اوسکے لیے صادر ہوتے ہین اور اسی آسمان کے روحانیت سے
اقلیم اول متعلق ہے یہان کا ابدال حضرت خلیل اللہ کا ہمقدم ہوتا ہے دوسرے اقلیم چھٹے آسمان سے
وابستہ ہے اور وہان کے روحانیات و کواکب سے اس اقلیم دوم کو تعلق ہے اور اوسکے انوار کا
پرتو اس اقلیم پر پڑتا ہے یہان کا ابدال حضرت کلیم اللہ کے ہمقلب ہوتا ہے۔ اسیطرح تیسری اقلیم
پانچوین آسمان سے ہے اور اوسکا ابدال حضرت ہارون کے ہمرنگ ہوتا ہے جسکی حمایت تائید نور محمدی
سے ہوتی ہے چوتھی اقلیم چوتھے آسمان کی محکوم ہے یہان کا ابدال حضرت ادریس کا تابع ہوتا ہے
اور حضرت ادریس قطب الاقطاب ہین اور تمام اقطاب روی زمین انھین کی نیابت مین ہوتے ہین
پانچوین اقلیم تیسرے آسمان کے ماتحت ہے اس اقلیم مین اسیکے آسمان کے کواکب کے انوار
اور پرتو ہین اور یہان کا ابدال حضرت یوسف کا ہمقدم ہوتا ہے چھٹے اقلیم آسمان دوم سے
متعلق ہے یہان کا ابدال حضرت عیسیٰ اور حضرت یحییٰ کا ہمعنان ہے ساتوین اقلیم فلک اول سے
وابستہ ہے یہان کا ابدال آدم علیہ السلام کے قلب سے مستفیض ہوتا ہے۔ اوتاد چار ہوتے ہین

Marfat.com

وہ چارون سمتون کی حکومت وانتظام کے لیے معین ہوتے ہین غوث وہ حاکم ہوتا ہے جسکی عدالت مین دادرسی وفریادرسی ہوتی ہے انتظام ممالک اوس سے متعلق نہین بلکہ عدالتون کا افسر ہر ملک مین ایک غوث ہوتا ہی اور تمام اقلیم کا ایک غوث ہوتا ہے اور تمام دنیا کا ایک غوث ہوتا ہے جسے غوث الاعظم کہتے ہین —

اقطاب کئی طرح کے ہوتے ہین ایک قطب ہر شہر مین ہوتا ہے اور ایک ہر ملک اور ایک ہر اقلیم کا اور قطب الاقطاب وہ عہدہ ہے جو تمام روی زمین اور ساتون آسمانون پر حاکم ہوتا ہے جملہ عہدہ دار اوسکے ماتحت ہوتے ہین اور ہیجدہ ہزار عالم کی حفاظت اوسکے ذمہ ہے مگر عالم غیب وعالم شہادت کو دو امامون سے ہوتی ہے قطب کی ادنے مدت تین ۳ سال ہے اور زیادہ سے زیادہ پینتیس سال چار ماہ قطب الاقطاب جسوقت دنیا آتا ہے تو پہلے سب سے عقل اول اوسکی بیعت کرتی ہے پھر ارواح پھر ساکنان آسمان اور پھر عناصر اور پھر تمام مخلوقات جنّات وغیرہ وغیرہ حسب مرتبہ بیعت کرتے ہین حضرت شیخ اکبر فرماتے ہین کہ جب ارواح بیعت کرنے آتے ہین تو قطب الاقطاب سے ہر روح علم الٰہیات مین کچھ ایک ایک سوال کرتی ہے یہ تحقیق ہے کہ حضرت غوث الاعظم قطب الاقطاب تھے علاوہ ان چار کے افراد بھی ہوتے ہین یہ افراد اگرچہ قطب الاقطاب کے ہمپلہ ہون مگر نہ وہ قطب ہوتے ہین اور نہ وہ بیعت قطب کرتے ہین کیونکہ وہ مرتبہ اور قابلیت مین قطب کے برابر ہوتے ہین

فصل دہم
انجام ونتیجۂ طریقت

جسطرح ہر ایک کام کے دو نتیجہ ہین ایک بحالت کامیابی دوسرا بحالت ناکامی اسیطرح طریقت کے بھی ہوسکتے ہین مگر طریقت کی کامیابیان اور ناکامیان دونون متعدد بلکہ بکثرت ہین اور اوسکی مختصر تفصیل یہ ہی کہ مثلاً ستر منازل طریقت ہین تو جس منزل پر سالک پہونچ کے رہجائے وہی اوسکا نتیجہ کامیابی ہے اس حساب سے جتنے مقامات ہین اوتنے ہی نتیجہ ہوے اور اکثر اہل طریقت ایسے ہی ہوتے ہین کہ کسی مشاہدہ سے سیر ہوجاتے ہین یا کسی کرامت سے خوش ہوجاتے ہین تو وہ آگے بڑھنے کے لیے بیتاب نہین ہوتے اور جب تک عاشق کو بیقراری نہوگی اوسوقت تک آگے نہ بڑھے گا تو گویا اونکی ترقی مسدود ہوجاتی ہے مگر جسکو

اللہ اپنی طرف بلاتا ہے وہ برابر چلا جاتا ہے ۔

اب رہے ناکامی کے نتیجے سب سے خراب نتیجہ جو کسی کا ہو سکتا ہے وہ اون اہل طریقت کا ہوتا ہے جو کوئی امر خلاف شرع خواہش نفسانی وطلب دنیا کی وجہ سے کرنے لگتے ہین یا اپنے پیر سے منحرف ہو جاتے ہین انکا ٹھکانا اسفل السافلین مین بھی نہین کیونکہ اس سے بڑھکے کوئی گناہ طریقت مین نہین اور وہ لوگ جنسے مرشد کمال ناراض ہو جائے یہانتک کہ بد دعا کرے یا جس شخص کو کسی ولی کامل سے دشمنی ہو جائے وہ بھی مثل شیطان کے مردود ہو جاتا ہے

؎ گر خدا خواہد کہ پردہ کس درد		میلش اندر طعنۂ نیکان زند

ایک اعتبار سے خدا کا ملنا سہل ہے اور ایک اعتبار سے مشکل ہے قربت اوسکی رگ گردن اور رگ قلب سے زیادہ ہے اور دوری اوسکی اسقدر ہے کہ جسقدر ازل سے ابد دور ہے قواعد کے رو سے طریقت کی حالت اور شریعت کے تعلقات اور حقیقت و معرفت کے معاملات ذیل کی مثال سے واضح ہونگے ۔

معرفت گویا معشوق ہے اور حقیقت اوسکا محل ہے اور طریقت اوسکی راہ ہے اور شریعت زاد راہ و توشہ و سامان سفر وغیرہ ہے ۔ قاعدہ ہے کہ جب کوئی مسافر کسی شخص سے ملنے کو چلتا ہے اور اوسکی منزل بہت دور و دراز برسون کی راہ ہوتی ہے تو وہ گھر سے بہت کچھ روپیہ اور ہر موسم کے لیے لباس اور بستر اور رستہ کیلیے کھانا اور ظروف ضروری اور اسلحہ جنسے قزاقون سے بچاؤ اور اپنی حفاظت ہو یہ سب اسباب ہمراہ لیچلتا ہے اور چونکہ کبھی اس سے پہلے وہ اس راستے سے واقف ایسا نہین تھا کہ کبھی اپنی آنکھ سے تمام مقامات راہ دیکھے ہوا اور اپنے پیرون سے چلا ہوا سیلے ایک ایسے شخص کی بھی ضرورت ہے جو کہ بخوبی اس رستہ سے واقف ہو اور متواتر ادھر سے گزرا ہو اور لوگون کو پہونچا چکا ہو ایسے رہبر کو مرشد و پیر کہتے ہین اور اوس سامان کو اوامر و نواہی شریعت اور اسلحی کو علوم معقول کہتے ہین کیونکہ علم و عقل ہی کے ذریعہ سے شیطان سا قزاق نفس سا چور مغلوب ہو سکتا ہے اور ان دونون کی کیفیت یہ ہے

کہ نفس تو گھر سے ساتھ ہو لیتا ہے بلکہ ہر وقت ساتھ لگا رہتا ہے اور شیطان مع اپنے ذریات کے اوس راہ مین رہزنی کے لیے تیار ہو جاتا ہے اوسوقت علم وعقل کے اسلحے کام آتے ہین اگر اس مین کمی ہوتی ہے تو شیطان غالب ہو جاتا ہے اور اکثر موقعون پر مرشد مدد کرتا ہے کیونکہ اکثر علم وعقل کو بھی مغلوب ہو جانا پڑتا ہے غرض یہ کہ شریعت وطریقت وحقیقت ومعرفت وغیرہ کی بالکل یہی حالتین ہین اور جس چیز مین کمی ہوتی ہے اوسکے حساب سے نتیجہ خراب نکلتا ہے کیونکہ اگر اسلحہ کمزور ہون یا رہنما کا ہاتھ چھوٹ جائے یا راہ مین پہاڑون دریاؤن جنگلون غارون درندون اور گزندون سے ضرر پہونچے تو اس دور و دراز راہ مین کوئی تعجب نہین

فصل یازدہم
منتہائے طریقت

منتہائے طریقت اور انجام طریقت کے الفاظ قریب قریب ہین اور مفہوم بھی قریب ہے مگر پھر بھی فرق ہے اسلیے یہ فصل قائم کی گئی اصل یہ ہے کہ ایک اعتبار سے طریقت کا کوئی منتہا نہین اور جو ہے اوسے کوئی نہین جانتا اور جو جانتا ہے وہ بتا نہین سکتا نہ وہ اپنے ہوش مین رہتا ہے مگر جسقدر بیان مین آسکتا ہے انشاء اللہ تعالی وہ بیان کیا جائیگا دوسرے اعتبار سے طریقت کا منتہا حقیقت ہے کیونکہ جسقدر منازل تصوف ہین اور وہ بے شمار ہین اونکے چار حصے بڑے کر دیے گئے ہین شریعت طریقت حقیقت معرفت تو اس حساب سے شریعت کا منتہا طریقت ہے اور طریقت کا منتہا حقیقت ہے اور حقیقت کا منتہا معرفت ہے گویا معرفت آخری منزل ہے یا الہی راہ پر جسکے بعد راستہ نہین اور اگر ہے تو اوسکا علم نہین اور اگر علم ہے تو اوسکا عالم و واقف اپنے ہوش مین نہین اور اگر اپنے ہوش مین آئے بھی تو جسوقت وہ ہوش مین آیا اوسوقت وہ اوس مقام پر نہ رہا اور چونکہ وہ منتہای معرفت پر بحالت بیخودی و بیہوشی تھا اسلیے وہ جانتا ہی نہین کہ وہ کیا حالت تھی کونسا مقام تھا اور کیسا تھا اور اگر کوئی ایسا زبردست صاحب ظرف کامل المعرفۃ اللہ نے پیدا بھی کیا جو کہ اوسکا عالم بحالت ہوش وحواس رہے تو وہ راز ہے اوسکا بیان کرنا کفر ہے چنانچہ افشاء سر الربوبیۃ کفر سے یہی مقامات مراد ہین جو کہ بصیغہ راز ہین اور اگر یہ بھی

Marfat.com

فرض کرلیا جائے کہ کفر نہوتا تو بھی وہ بیان مین نہین آسکتا کیونکہ وہ عالم باطن کا بطون در بطون ہے اور عالم باطن کے ادنی یعنی بالکل ظاہری اشیا و واقعات بھی بیان سے تعلق نہین رکھتے کیونکہ نکات والفاظ و عبارات والسنۃ جو کچھ ہین وہ سب عالم ظاہر کے اشیا کے اظہار کے لیے وضع ہوے ہین عالم باطن کے لیے الفاظ موضوع نہین ہوے چنانچہ سات بطن کلام مجید کے بھی ہین باطن در باطن مگر چونکہ وہ عالم باطن سے متعلق ہین اسلیے وہ عالم باطن مین نہین آسکتے تو بس ان امور کو ملحوظ رکھکے

اب جاننا چاہیے کہ ہر شخص کا منتہائے طریقت وہ مقام ہے جہان وہ ٹھہر جاے اور اسکے آگے نہ بڑھے یا نہ بڑھ سکے اور اسکی چند صورتین ہین اول یہ کہ قوت روحانی کی ترقی کسیوجہ سے بند ہوجاے تو وہ جس مقام پر پہونچ چکا ہے اوسکے آگے نہ بڑھ سکیگا اور قوت روحانی کی ترقی ان امور پر موقوف ہے کہ جو ریاضت و ذکر و شغل و فکر و تصفیہ قلب و اصول و قواعد طریقت و آداب طریقت و اغذیہ و پرہیز وغیرہ سے تعلق رکھتے ہین کیونکہ یہ سب امور روحانی قوتین بڑھانے مین بڑی مدد کرتے ہین اگر انمین سے کوئی فروگذاشت ہورہے گا تو روحانی ترقی ہوگی اور جب روح کی قوت ترقی پذیر نہوگی تو سالک آگے نہ بڑھ سکیگا لہذا جس مقام پر پہونچگیا وہی اوسکا منتہا ہوگیا اور اگر خلاف ان امور کے کرتا رہیگا تو رجعت ہوتی جائیگی جب خلاف کرنا چھوڑدیگا تو رجعت موقوف ہوجائیگی ورنہ رجعت اس حد تک ہوجائیگی کہ اوسکی بھی انتہا نہین

دوسری صورت یہ ہے کہ جسقدر ظرف جس سالک کا ہے وہ اسی مقام تک پہونچ سکتا ہے آگے نہین بڑھسکتا اسکی ایک خاص وجہ ہے وہ یہ کہ جب ظرف بھر جاتا ہے اور اوسمین گنجایش بڑھنے کی نہین رہتی تو مشاہدہ تجلیات سالک کو متحیر کردیتا ہے اور اس عالم مین لاکر ڈالدیتا ہے جس مین وہ ہمیشہ کے لیے رہجاتا ہے اوسکو عالم حیرت کہتے ہین بس یہ ترقی موقوف ہوجاتی ہے اور وہی مقام کہ جو اوسکے مشاہدہ مین بحالت حیرت رہتا ہے اوسکا منتہا ہے تیسری صورت منتہای طریقت کے قائم ہوجانیکی یہ ہے کہ سالک کسی مشاہدہ پر قانع ہوجائے اور اوسکے

Marfat.com

قلب کو وہ تسکین ہو جائے جو کہ ایک عاشق کو دیدار سے ہو جاتی ہے ہر چند کہ عاشقونکو دیدار کے
بعد گفتگو اور قربت کی خواہش بڑھتی جاتی ہے مگر ممکن ہے کہ کسیکا عشق محدود ہو اور صرف
دیدار سے اوسکو مستقل تسکین ہو جائے تو ایسا ہی سالکون مین بھی ممکن ہے کہ کسی تجلّی کے
مشاہدہ سے مستقل سکون ہو جائے اور وہ آتش شوق جو روز بروز مشتعل ہوتی جاتی تھی دفعۃ
کافور ہو جائے تو وہی مقام (مشاہدہ) اوسکا منتہا ہو جائیگا مگر یہ صورت کم واقع ہوتی ہے
کیونکہ ہر ایک عشق مین خواہ وہ مجازی ہو یا حقیقی بشرطیکہ صادق ہو قدرۃ ترقی پذیر ہوتا جاتا ہے
بلکہ اوس عشق کے صادق ہونے مین کام ہے جو ترقی پر نہوتا ہم ایک صورت یہ بھی ہے
کہ کسی نعمت حسن سے وہ سیراب ہو جائے گو ایسا کم ہو۔
یہ تو منتہای طریقت کا بیان تھا اسی مقام پر مختصر ذکر منتہای حقیقت کا بھی آنا چاہیے وہ اسطرح
کہ حقیقت بھی ایک راہ ہے جو کہ عالم باطن مین گئی ہے اور ہر عالم باطن ایک دلچسپ مقام ہے
جہان کی سیر مین سالک کی عمر ختم ہو جائے وہی اوسکا منتہا ہے مگر طریقت کے ابتدائی مقامات
ایسے ہین جن مین اگر عمر ختم ہو جائے تو انسان بعد مرنیکے یہ لازم نہین کہ آگے بڑھ نہ سکے بخلاف
اہل حقیقت کے کہ خواہ وہ کسی مقام پر فوت ہون ہر مقام پر آزاد ہین مقید ہرگز نہین اور اونکے
تصرفات بھی نامتناہی ہین (اندرون حقیقت) دوسرا منتہا حقیقت کا یہ ہے کہ ظرف اوسکو
قبول نکرے یعنی سالک اپنے ہوش وحواس کو کھو دے اور حیرت طاری ہو جائے جیسا کہ طریقت مین
بیان ہوا تو وہ بھی اوسکا منتہا ہو جائیگا اور ایک صورت منتہا کی یہ بھی ہے کہ اپنی حقیقت سے
کماحقہ آگاہ ہو جائے جسوقت اپنی حقیقت سے واقف ہو گیا تو یہ اصلی منتہای حقیقت ہے
مگر یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ اب اسکے آگے کوئی اور اصلی منتہا حقیقت نہین مطلب اسکا یہ ہے کہ
ابتک جو منتہا بیان ہوے وہ سب عارضی تھے مگر یہ منتہا اصلی ہے کہ انسان اپنی اور اپنے
نوع کی حقیقت سے آگاہ ہو جائے کیونکہ یہ مقام نہایت مشکل ہے یہان رسائی اوسیوقت
ہو سکتی ہے جبکہ کامل واکمل ہو اور اسکا مفصل بیان انشاء اللہ تعالی باب حقیقت کے

Marfat.com

فصول مین آئیگا اس فصل مین صرف اتنا کہنا اور یاد دلانا اور باقی ہے کہ منتہای معرفت عقل و قیاس اور بیان سے باہر ہے جسکا خلاصہ ہم اوپر بیان کرچکے ہین البتہ ہم بھی کہتے ہین اور ہر شخص کہسکتا ہے کہ آنرا کہ خبر شد خبرش باز نیامد ٭ یا یون کہا جائے کہ منتہای معرفت مین انسان انسان نہین رہتا بلکہ اپنی کسی حیثیت مین نہین رہتا گو ظاہر مین قالب انسان ہو

فصل دوازدہم
ذکر و شغل

ذکر اون الفاظ کو کہتے ہین جنکے پڑھنے سے معبود مطلق اور مقصود برحق کی یادآوری ہوتی ہے اور اظہار عبودیت و پرستش ہوتا ہے

اسکی تین حالتین ہین اول یہ کہ محض زبان سے دوسرے محض قلب سے تیسرے زبان و قلب دونون سے سب سے کمتر درجہ ذکر کا وہ ہی کہ صرف زبان سے ہو اور سب سے بہتر یہ ہے کہ زبان و قلب دونون سے ہو کیونکہ زبان جو ایک عضو انسانی ہے اگر صرف اوس سے ذکر ہو اور قلب سے بالکل نہو تو گو کمتر ہے مگر تین وجہون سے خالی از فائدہ نہین اول یہ ہی جو عضو جسوقت خدا کی طرف متوجہ ہے وہ اوسوقت بہتر اون حالت سے ہے کہ ماسوا کی طرف مشغول ہو ایک تو اسلیے ذکر لسانی خالی از فائدہ نہین دوسرے یہ امر کہ اگر بکثرت زبان سے ذکر کیا جاتا ہے تو چونکہ زبان و قلب مین تعلق ہے اسلیے کبھی نہ کبھی قلب بھی اسکی وجہ سے ذاکر ہو جاتا ہی اوسکے علاوہ اسکے جب ہمیشہ زبان ذاکر رہیگی تو ایک نہ ایک مرتبہ قلب کو شرم آئیگی اور وہ بھی متوجہ ہوگا تیسری بات یہ ہے کہ خود ذکر گو وہ لسانی ہو ایک عرصہ کے بعد اوسمین یہ تاثیر قدرتا ہی کہ قلب کو اپنی طرف متوجہ کرلے اور چوتھی بات یہ ہے یا یون کہا جائے کہ اوسکی تشریح ہے کہ ذکر جس شی کا بکثرت ہو آخر مین اوسکی محبت پیدا ہو جاتی ہے اور جب محبت ذرہ برابر بھی ہو تو وہ عشق کی حد تک آجاتی ہے ان وجوہ سے محض زبان سے بھی ذکر خالی از فائدہ نہین مگر یہ فائدہ [illegible] بہت زیادہ مفید نہین بلکہ جب تک قلب بھی شریک نہو خارج از طریقت ہے چنانچہ شریعت مین جب کہ زبان سے عبادت کرنا فرض ہے اوسی طرح طریقت مین قلب سے بتدریج شریعت [illegible] ذکر [illegible] کرتا ہے اور منتہی شریعت و سنت یہ ہے کہ ذکر بہ زبان کے ساتھ قلب [illegible] ہو [illegible]

طریقت کی یہ صفت ہے کہ زبان و قلب مین قلب شریک غالب ہو اور حق طریقت صرف قلب سے ہمیشہ ذاکر رہتا ہے کوئی سانس خالی از ذکر نہین ہوتی خواہ سوے یا جاگے یا چُپ رہے یا باتین کرے۔

جاننا چاہیے کہ ذکر کے لفظون کی دو حالتین ہین اول یہ کہ وہ اذکار جو قرآن و حدیث مین صاف صاف مذکور ہین دوسرے وہ الفاظ جنکو بزرگان دین نے مرتب کیا ہے ہر چند کہ یہ الفاظ جو بزرگون نے مرتب کیے ہین بزرگی مین اوس مرتبہ پر نہین ہین جس مرتبے پر خدا و رسول کا کلام ہے مگر انکی بھی تاثیر نہایت زبردست ہے اور اسکی خاص وجہ یہ ہے کہ خاص حالت مین اونکے مُنہ سے وہ کلمات نکلے ہین اور وہ خاص حالت تاثیر کے لیے مخصوص ہے دوسری بات یہ ہے کہ کسیکی روح ویسا ہی [illegible] وہ کلمات زیادہ تر اظہار ولی نہین کرتے جو منقول ہوا ہے بلکہ وہ کلمے اپنے ہی سے نکلے ہین چنانچہ وہی کلام داخل ذکر و شغل ہو گیا اول اون اذکار کا ذکر کیا جاتا ہے جو منقول ہین

اللہ یہ اسم ذات ہے جو تمام تاثیرون پر حاوی ہے اسی سے ابتدا ہے اور اسی پر انتہا ہے اسکے طریقے بے شمار ہین اور ہر خاندان مین ایک [illegible] طریقہ [illegible] ہے لیکن [illegible] سماعت کرتا ہے کوئی بدن جس و دم [illegible] لفظ پڑھتا ہے کوئی صرف اللہ اسکے صورات بھی مختلف ہین دماغ سینہ و قلب [illegible] ضربات و الم کیے جاتے ہین [illegible] ذکر

لا الہ الا اللہ اسکے طریقے بھی بہت سے ہین [illegible] ایک طریقہ [illegible]

وہ یہ ہے کہ جب [illegible] تو لا [illegible] اور جب [illegible] الا اللہ کے اسیطرح بار بار سلسلہ و اشتغال [illegible] ایک [illegible] کے بعد [illegible] ذکر [illegible]

[illegible] کی توجہ [illegible] ہے تو جلد سے جلد یہ بات پیدا ہو جاتی ہے [illegible] لا الہ الا اللہ کے [illegible] محمد رسول اللہ بھی کہنا ضرور ہے علاوہ ان [illegible] مین [illegible] [illegible] کیا جاتا ہے سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر [illegible] اور اس ذکر کے [illegible] علاوہ [illegible]

ایک ذکر یہ ہے سبحان اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ اور ایک آیۃ کریمہ بھی ہی
مگر وہ خاص خاص لوگون کو بتائی جاتی ہے ہر ایک کو نہین۔ اسی طرح سے اوراد کا رہی
منقول ہین اور اس مین بعض مقام پر الفاظ کا تقدم وتاخر بھی ہے۔

دوسرے قسم کا ذکر جو کہ منقول نہین ہے اوسمین سے اول تو اکثر دعائین ہین جیسے کہ
اللھم انت الرب وانا العبد فمن یرحم العبد الا الرب یا رب الخ دوسری قسم یہ ہے
کہ لا الہ الا اللہ کے بعد اول تو لا معبود الا اللہ پھر ایک مقام پر لا موجود الا اللہ
آ جاتا ہے۔ ترکیب ذکر اپنی اپنی جگہ پر آئیگی۔

ذکر و شغل۔ ذکر کے بہت اقسام ہین جو ضروری ہین وہ بیان مین آتے ہین ایک طرح یہ
ذکر کی چار قسمین حسب ذیل ہین ذکر ناسوتی ذکر ملکوتی ذکر جبروتی ذکر لاہوتی ہر ایک قسم کی
دو دو قسمین ہین چنانچہ ذکر ناسوتی ایک تو اسکو کہتے ہین جو کہ زبان سے ادا ہو اور دوسری
ذکر ناسوتی یہ ہے لا الہ الا اللہ ذکر ملکوتی ایک تو اسے کہتے ہین کہ دل ذاکر ہو دوسری
الا اللہ ذکر جبروتی اول یہ ہے کہ روح سے ذکر ہو دوسرے اللہ کہ بھی ذکر جبروتی
کہتے ہین ذکر لاہوتی اول ذکر سر کو کہتے ہین دوسرے ہو ہو کو بھی کہتے ہین۔

ذکر کے چند نام ہین اور ہر ایک کا جدا طریقہ ہے سمجھ اونکے حسب ذیل ہین نفی واثبات او
وہ لا الہ الا اللہ ہے ذکر اسم ذات اللہ ذکر اثبات مجرد الا اللہ ذکر پاس انفاس
یعنی جب سانس اندر لیجائے تو لا الہ کہے اور جب باہر نکالے تو الا اللہ کہے ذکر [illegible]
اور وہ یہ ہے اللہ سمیع اللہ بصیر اللہ علیم [illegible]
انہین سے ہر ایک ذکر کے بہت بہت [illegible] نفی و اثبات [illegible]
ذکر اسم ذات بیس طرح سے ہے علی ہذا القیاس نقشبندیہ [illegible] وغیرہ مین مختلف [illegible]
طریقے ہین۔ جاننا چاہئے کہ شغل ذکر کے علاوہ ہے [illegible] ذکر سے پیدا [illegible] مگر [illegible]
ترکیبون [illegible]

Marfat.com

شغل لبساط شغل برزخ شغل دارئیہ قادریہ شغل سلطان محمودہ شغل سلطان نصیرہ
اُن سات اشغال سے اور بہت اشغال پیدا ہوئے ہین یعنی تھوڑا تھوڑا ان ترکیبو نمین
فرق ہے اور جب ذکر و شغل مین مبتدی کامیاب ہوتا ہے تو لطائف کیطرف توجہ کیا جاتا ہے
جاننا چاہیے کہ لطائف بھی ذکر و شغل مین داخل ہین اصولاً چھہ لطیفہ ہین جنکو لطائف ستہ
کہتے ہین اونکے ساتھہ نام اور ہر ایک کے نور کا بھی رنگ لکھا ہے جو کہ شاغل کو مشاہدہ ہوتا ہے

۱۔ لطیفۂ قلبی رنگ نور سرخ اور مقام جانب چپ یعنی قلب۔

۲۔ لطیفۂ روحی نور سفید جانب راست یعنی جگر کا مقام۔

۳۔ لطیفہ نفسی قریب ناف نور برنگ زرد۔

۴۔ لطیفۂ سرّی نور سبز مقام وسینہ۔

۵۔ لطیفہ خفی نور نیلگون مقام پیشانی۔

۶۔ لطیفہ اخفی مقام ام الدماغ نور برنگ سیاہ

چونکہ اذکار و اشغال و لطائف کو تفصیلی کتابین بکثرت ہین اور جس مرید کو جس قسم کے
ذکر و شغل کی ضرورت ہوئی اوسکو اوسکا پیر خود ہی تعلیم کردیگا ہمکو تمام قواعد اور جملہ شاخہائے اذکار
و اشغال لکھنے کی ضرورت نہین کیونکہ یہ کتاب در اصل حقائق مین ہے نہ کہ طرائق مین۔

فصل سیزدہم
فکر

جاننا چاہیے کہ فکر کے بغیر ذکر ایسا ہے جیسا کہ قالب بے روح فکر سے
مراد یہان یہ ہے کہ مقصود و معبود حقیقی کا خیال اور اوسکا تصور بھی
ہونا چاہیے اگر ایسا نہو گا بلکہ محض زبان سے ذکر کرتا رہیگا تو یہ گویا بے سود ثابت ہوگا۔ کوئی لذت
یا تاثیر بدون فکر نہین پیدا ہوسکتی چنانچہ قلب و دماغ کا ہی کام ہے کہ تصور و خیال رکھے
جسطرح زبان کا کام نام لینا ہے اور فکر کا استعمال تصوف مین اس موقع پر بھی ہوتا ہے کہ جب
کسی معاملہ مین کوئی مشکل و قابل غور صورت پیش آجاتی ہے اور سمجھہ مین نہین آتی اوسوقت فکر کا
کام ہوتا ہے محض بیوقوفون اور بیلون کی طرح جتنے سے کام نہین چلتا ہے بلکہ نہایت

Marfat.com

عقلمندی کے ساتھ عبادت کرنا چاہیے اور برابر فکر سے کام لینا چاہیئے خصوصاً ایسے موقع پر کہ جب کوئی مکاشفہ ہو مثلاً عالم رویا یا اور کسی حالت یعنی بین النوم والیقظہ کوئی اطلاع یا حکم ہو یا کچھ مشاہدہ ہو تو اوسوقت فکر اس امر مین لازم ہے کہ آیا یہ واقعہ صحیح ہے یا غلط اور اوسوقت اپنے علوم وعقول سے کام لیکر اس امر کا قطعی فیصلہ کرلے کہ اوسمین شیطان کی مداخلت تو نہین ہے چنانچہ حق و باطل کی شناخت اس کتاب کی اکثر فصول سے بھی ہوتی ہے اور جو لوگ صاحب علم ہین وہ جانتے ہین کہ حق و باطل مین کیا فرق ہے غرضکہ اگر علم و عقل یہ فیصلہ کرے کہ یہ مکاشفہ یا یہ حکم حق ہے تو اوس پر عمل کرے اور اگر یہ تحقیق ہو جائے کہ شیطانی واہمہ ہے تو لاحول بھیجے ایسے موقعون پر فکر کی نہایت شدید ضرورت ہے یہانتک کہ اگر بیفکری اور بے پروائی کریگا تو صرف یہی نہین کہ ترقی مسدود ہو جائیگی بلکہ گمراہ ہو جائیگا چنانچہ ایک زاہد بے علم کا واقعہ جو کہ فکر کا مادہ صحیح نرکھتا تھا مشہور ہے کہ حالت عبادت مین شیطان اوسکے پاس آیا اور کہا کہ مین فرشتہ آپکے پاس خدا کی طرف سے آیا ہون وہ آپکی عبادت سے اسقدر خوش ہوا کہ آپکو طلب فرمایا ہے اور مین سواری بھی ہمراہ لایا ہون یہ زاہد بیفکر بہت خوش ہوکر باہر نکلا اور جس سواری پر سوار ہوے وہ گدھا تھا اور جہان پہونچائے گئے وہ مزبلہ بول و براز تھا غرض بیفکر اور زاہد بے علم کا یہ انجام ہوتا ہے

فصل چہاردہم
مراقبہ و توجہ

مراقبہ کے لغوی معنی گردن نیچے کرکے بیٹھنا اصطلاح مین بھی قریب قریب یہی معنی ہین کہ گردن نیچے کرکے اور آنکھ بند کرکے بیٹھنا اور دل مین تصور کرنا اب وہ تصور چند صور تون سے ہے ایک یہ کہ اپنے قلب کی حالت پر غور کرنا کہ اوسکی کیا کیفیت ہے آیا کوئی بات پیدا ہوئی ہے یا نہین دوسری صورت یہ ہے کہ جو حالت قلب کی پیدا ہو گئی ہے اوس پر غور کرنا کہ یہ کس قسم کی ہے اور اوسکی کیا کیفیت ہے غرض اوسکے مفصل حالات دریافت کرنیکے لیے تصور کرنا ہر ایک ذکر و شغل اور ہر عبادت کے بعد مراقبہ کرنا چاہیے تاکہ کچھ حالت قلب کی معلوم ہو اگر کوئی پتہ نہ لگے تو یہ خیال کرنا چاہیے کہ ابھی

Marfat.com

کہ ابھی عبادت کا اثر نہین پڑا ہے فکر کرے اوسکے نقائص کو دور کرے یعنی جو امور کہ تاثیر کو مانع ہین اونکے دفع کرنے کی طرف آیندہ خیال رکھے مثلاً غذا عمدہ اور زیادہ کھاتا ہے تو اوسے چھوڑ دے تاکہ تاثیر عبادت پیدا ہو اور اگر کم عبادت کرتا ہے تو زیادہ کرے کیونکہ قلیل وقت عبادت کرنا اور تمام شبانہ روز دنیوی کامون مین مصروف رہنا اہل طریقت کو کچھ نفع نہین ہو سکتا - مراقبہ مین تمام مکاشفات اور تصفیہ قلب کی ابتدا ہوتی ہے اور جسقدر کہ اس طریقہ کو اسیقدر ترقی ہوتی جاتی ہے اوسیقدر کام بڑھتے جاتے ہین جو لوگ منتہی ہوتے ہین اونکو ضرورت نہین کہ وہ گردن بھی نیچے کرین کبھی اونکو اپنے قلب کی یا دوسرے کی حالت معلوم ہو بعضی کو صرف آنکھ بند کر لینا اور بعض کو صرف خیال اوسطرف لیجانا کافی ہے چونکہ گردن نیچی کرنے اور آنکھ بند کرنے سے چپ و راست اور سامنے کی راست یا کسی طرف دھیان نہین بٹتا ہے اسلیے اسی طریقہ سے ابتدا مین مشق کرائی جاتی ہے -

توجہ اوس حالت کو کہتے ہین کہ کوئی شخص کسی طرف روحانی طور پر متوجہ ہو اور کسی امر کا ارادہ کرے مثلاً پیر یہ قصد کرے کہ مرید کا قلب اپنی قوت متصورہ سے صاف ہو جائے یا اوسکے قلب کو ذکر کی طرف متوجہ کرے تو اوسکو توجہ کہتے ہین یا مثلاً کسی مرید کا قلب بہت سخت ہے تو اوسکو نرم کرنیکے لیے مرشد اوسکے قلب کا تصور کرکے اوسے چھیڑے اور کسی ترکیب سے اوسے نرم کرنا چاہے اوسکو بھی توجہ کہتے ہین توجہ کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ پیر و مرید آمنے سامنے بیٹھے ہون اور دونو آپس مین ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہون اور تخلیہ ہو تو بہتر ہے اس حالت مین کہ پیر اپنے مرید مبتدی پر توجہ ڈال رہا ہو مرید کو بطور مراقبہ یہ غور کرنا چاہیے کہ میرے قلب کی کیا کیفیت ہوتی ہے اوسکو فوراً گدگدی یا خفیف خارش یا خلش یا کوئی اور ایسی ہی کیفیت محسوس ہوگی

اقسام مراقبات اقسام مراقبات بہت ہین کیونکہ جس مقصد کے لئے مراقبہ کیا جائے اوسیکی رعایت سے اوسکا نام رکھ لیا جاتا ہے چنانچہ چند مراقبات لکھے جاتے ہین -

مراقبہ توحید افعالی یہ مراقبہ اس صورت مین ہوتا ہے جبکہ تمام موجودات و مظاہر کو تجلی سے

منور و معمور تصور کرے اور کسی شے کو اوسکی ہیئت کذائی و ظاہری کی حیثیت سے نہ دیکھے مراقبۂ فناء صفات اوسیکو مراقبۂ توحید صفاتی بھی کہتے ہین یعنی جملہ صفات حق کی نفی کرکے صرف تصور ذات رکھے مراقبۂ فناء ذاتی یہ اسطرح ہے کہ اپنے قلب مین صرف نور احدیت کو دیکھے اور ماسوا کا وہم و گمان بھی نرہے مراقبہ نایافت لطیفہ سری پر نظر باطن ڈالکے تصور ذات پر تمرکز کرے —

فصل پانزدہم کشف و الہام و بشارت قریب قریب ایک ہی ہین - جسطرح پیغمبرون پر وحی آتی ہے اوسی طرح اولیاء اللہ پر جو معاملات پوشیدہ منکشف ہوتے ہین وہ اگر خود دل و قلب مین ہون اور اطلاع کرنے والا ظاہر نہو تو الہام ہے اور اگر کوئی آواز آئے یا کوئی صورت ظاہر ہو جسکے ذریعہ سے اطلاع ہو تو وہ بشارت ہے اور اگر بالقصد ہو تو اوسے واردہ کہتے ہین اور اگر خواب مین کوئی اطلاع ہو تو اوسے الہام کہتے ہین جو کشف کہ اپنے ارادہ سے ہو [illegible] کسی امر کے معلوم کرنیکا ارادہ کرے اوسے مکاشفہ کہتے ہین جاننا چاہیئے کہ تصور و کشف زیادہ تر واقعات سے متعلق ہے اور الہام خیالات سے اور بشارت اعتقادات اور اطلاعات سے —

میں چند سال پہلے جانتا تھا کہ کشف وغیرہ مین غلطی کا احتمال ہی نہین ہے کیونکہ تمام کتب متعلقہ تصوف و علم کلام مین ایسا ہی لکھا دیکھا ہے مگر ایک بزرگ سے گفتگو ہوئی انہون نے یہ کہا کہ کشف مین غلطی کا احتمال ہرگز نہین [illegible] بشرطیکہ وہ کشف کی تعریف پر صادق آئے [illegible] جو علامات [illegible] کشف کہتے ہین [illegible] کو [illegible] الہام [illegible] مین غلطی کا احتمال نہان ہوسکتا ہے [illegible] [illegible] کے کشف مین غلطی کا احتمال [illegible] بعض مقامات کی [illegible] اور [illegible] کشف [illegible] کا احتمال نہین ہوسکتا [illegible] اول [illegible] شیطان اور نفس [illegible] ہوجاتا ہے کہ [illegible] مین [illegible]

غلط یا صحیح کرسکتا ہے دوسرے یہ کہ اونکی سمجھ ایسی ہوتی ہے کہ وہ ہاتف غیبی کا مطلب ایک اشارہ مین سمجھ جاتے ہین - بشارتین وغیرہ جو ہوتی ہین وہ ہر ایک کے حسب لیاقت ہوتی ہین یعنی ایسے الفاظ بشارتون مین ہوتی ہین جو اوسکے لیے شایان ہوتی ہین چنانچہ علما کو جب بشارت ہوتی ہے کلام مجید کے آیات کے پیرایہ مین اور جاہلونکو بالکل معمولی الفاظ مین علی ہذا القیاس کشف وبشارت اور الہام وواردات قلبی علاوہ اہل طریقت کے اون لوگو کوبھی حاصل ہوتے ہین جو کہ اہل دنیا ہین مگر دنیا کے بندے نہین ہین اور نہ سراپا سیاہ کار ہین الا یہ شرط ہی کہ تائب ہوکر عبادت کرنا شروع کرین اور کسی مزار پر حاضر ہون اور باوضو سوئین اور تعلقات دنیا حتی الامکان کم کردین ان لوگون کو اگرچہ چندہی روز کے لیے کوئی ضرورت درپیش ہو اور کسی سے بیعت نہو جبھی بشارت ہوتی ہے اگر اس مین سب سے زیادہ ایک فطری شرط ضروری ہے وہ یہ کہ یہ نعمتین اون لوگونکو نہین حاصل ہوسکتین جو بدباطن بدنفس اور منافق ہین جب تک یہ فطری عیوب جدا نہو ان اسوقت تک قلب مین کسی طرح کی روشنی نہین پیدا ہوسکتی خواہ وہ کیسی ہی ادنی ہو اور یہ عیوب بغیر اسکے کہ کسی کامل کی توجہ ہو اور کسی طرح نہین دور ہوسکتی -

تعریف کشف یہ ہے کہ امور غیبی اور معانی حقیقی پر (جو کہ حجاب یا باطن مین ہون) اطلاع پانا کشف کی دو صورتین ہین اول معنوی دوسرے صوری کشف صوری یہ ہے کہ حواس خمسہ سے محسوس ہو مثلاً کوئی صاحب کشف آنکھ سے کسی ایسی شئے کو دیکھ لے جو کہ بظاہر اوس سے غائب ہو جیسے روح کو مجسم دیکھ لیا یا کسی شئے کو خواہ وہ کسی عالم مین ہو دیکھ لے یا کوئی آواز سنے حالانکہ وہ قریب نہو یا سونگھے یا چکھے یا چھوئے یہ سب محسوسات کشف صوری مین ہوتے ہین کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ انہین سے بعض جمع ہوجاتے ہین مثلاً چکھا بھی اور اوسکی خوشبو بھی آئی کشف معنوی یہ ہے کہ حواس باطنی سے محسوس ہو مثلاً واردات قلبی یعنی خودبخود دل مین کسی بات کا آنا یا قوت متخیلہ یا مدرکہ یا ذہن یا حس مشترک سے کوئی امر محسوس ہونا یہ سب کشف معنوی ہی علاوہ انبیا کے اولیا پر بھی فرشتہ نازل [illegible] جبرئیل تشریف نہین لاتے ہین

Marfat.com

اگرچہ بعض محققین نے نزول ملک سے انکار کیا ہے مگر جلیل القدر بزرگون کو مثل حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے مشاہدہ ہوا ہے اور چند مثالون سے واضح ہوتا ہے کہ ضرور ملائک نازل ہوکر اولیاء اللہ کو اطلاع کرتے ہین ایسا نہین کہ صرف قلب تک الہام و کشف محدود ہو یا صرف نداء غیبی پر موقوف ہو۔

طریقہ کشف ارواح سبوح قدوس رب الملائکہ والروح اسکا شغل ایکہزار مرتبہ اس طرح کرے کہ سبوح کہہ کے جانب راست ضرب لگائے قدوس پر جانب چپ رب الملائکۃ کہہ کے جانب آسمان والروح والروح جب کہے تو اپنے قلب یا سینے کی جانب ضرب لگائے۔

طریق کشف استقبال یا احد جانب راست یا صمد جانب چپ ضرب لگائے ایکہزار مرتبہ روزانہ

فصل شانزدہم

قبض و بسط

قبض و بسط دو اصطلاحین ہین بسط اوسکو کہتے ہین کہ قلب روشن ہو یا لذت حاصل ہو یا مشاہدہ حاصل ہو یا حقیقت منکشف ہو یا کوئی تاثیر و کیفیت حاصل ہو غرض یہ ہے کہ حسب حیثیت و ظرف جسکو جو کیفیت و لذت حاصل ہو اوسکا نام بسط اور جب وہ کیفیت نرہے تو قبض ہے مثلاً مشاہدہ کے قابل ہو اور حجاب ہو جائے یا لذت آرتی ہو وہ جاتی رہے یا اور کوئی تاثیر و کیفیت جو کچھ ہو وہ نرہے غرض قبض و بسط دونون ایک دوسرے کی ضد ہین مگر انکا سلسلہ عجیب و غریب طریقے سے نامتناہی ہے اور اوسکی صورت یہ ہے کہ ابتدا سے مبتدی کو بسط ہوا اور گھنٹہ دو گھنٹہ یا دو ایک روز کے بعد قبض ہو گیا کچھ عرصہ تک قبض رہا پھر بسط ہو گیا اسیطرح یہ سلسلہ برابر چلا آتا ہے اور کبھی مرنے سے پہلے ختم نہین ہوتا کوئی سالک دنیا مین بلکہ کوئی کامل ایسا نہین جسکو ہمیشہ بسط رہے اور نہ کوئی ایسا ہمیشہ قبض رہتا ہے اور جسکو ہمیشہ کے لیے قبض ہو جائے وہ خارج از طریقت ہے۔

اس اجمال کی شرح یہ ہے کہ اکثر صوفی یہ جانتے ہین کہ قبض و بسط بلا سبب ہوتا ہے یعنی ایک قدرتی تغیر ہے کہ وہ ہمیشہ ہر سالک کو لازم ہے مگر یہ امر اصول کے خلاف ہے کہ قبض و بسط قدرتی ہو بلکہ

Marfat.com

قبض و بسط مسبب اون اسباب کا جو دو طرح کے ہین یا کو وہ لازم ہین یعنی قدرتی ہین جنکا ذمہ دار
سالک نہین اور یا قدرتی ہین مثال اسکی یہ ہے کہ مثلاً ایک سالک کا مکاشفہ جو اوسے ہر وقت
حاصل تھا موقوف ہو گیا اب اوسکے دو قسم کے اسباب ہو سکتے ہین ایک تو خاص اوسکی بے احتیاطی
مثل اسکے کہ اوسنے باوضو رہنا متروک کیا تو اسکا ذمہ دار وہ خود ہے یا مثال ہین یہ واقعہ
پیش ہو سکتا ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرت کو نماز مین وہ کیفیت نہ حاصل ہوئی جو اونکے شایان تھی
اونھون نے نماز تو حسب شرع جیون تیون کر کے ادا کر لی مگر جلدی سے گھر مین جا کے اوس
سبب کو جو کہ ایک سونے کا ٹکڑا تھا دفع کیا یعنی مستحق کو دیدیا اوسوقت وہ قبض دفع ہو گیا تو
ایسے اسباب کا ذمہ دار خود صاحب طریقت ہے اب رہے وہ اسباب جنکا علم انسان سے
ناممکن ہو یعنی نہ تو وہ خود معلوم کر سکتا ہو اور نہ اوسکو اپنے مرشد سے کوئی مدد اس معاملہ مین
مل سکے تو وہ قبض عام صوفیون کے نزدیک بلا سبب ہے اور اوسکا ذمہ دار سالک نہین یہ بات تو
خلاف اصول ہے کہ وہ بے سبب ہو مگر یہ سچ ہے کہ ذمہ داری اپنی نہین اسکی حقیقت یہ ہے
کہ جو قبض بلا سبب کہلاتا ہے وہ دو صورتون سے ہوتا ہے پہلی صورت تو یہ ہے کہ عالم باطن کے
اُسپر وہ اثر پڑا جسنے اُسکی روشنی پر پردہ ڈال دیا ہے جب تک وہان سے اوسکا دفعیہ نہو اوسوقت تک
یہ قبض رفع نہین ہو سکتا مگر عالم باطن کے یہ آثار ایسے نہین ہین کہ اونکا ذمہ دار انسان نہو بلکہ
اونکا فاعل تو روح ہوتی ہے مگر وہ اسقدر باریک فعل ہوتا ہے کہ اس عالم مین اوسکا حس
نہین ہو سکتا اور اگر مرشد حقیقت رس ہوتا ہے تو اوسے علم ہو جاتا ہے مگر اوسکو اجازت نہین
کہ ہر ایک پر ظاہر کر دے اور دوسری صورت یہ ہے کہ بسط کے آگے قبض ہے اور ہر قبض کے آگے بسط
یعنی ہر دو مشاہدون کے درمیان ایک حجاب ہے اور ہر دو حجاب کے اندر ایک مشاہدہ ہے جسکی نسبت
خدائی تعالی خود فرماتا ہے سیجعل اللہ بعد عسر یسرا اور ان مع العسر یسرا مگر آخر مین صرف
مشاہدہ ہے چنانچہ یہ آیہ پوری یون ہے ان مع العسر یسرا ان مع العسر یسرا
تو جب ہر مشاہدے کے بعد حجاب ہے اور حجاب اسلیے ہے کہ اوسکے آگے کا مشاہدہ اور یہ سلسلہ

Marfat.com

برابر چلا گیا ہے تو اوسکو لوگ قبض و بسط کہتے ہین اور چونکہ قدرتی امور ہین لہذا کہا جاتا ہے
کہ یہ قبض و بسط قدرتی ہے اس سے بری ہونا محال ہے مگر اصل بات یہ ہے کہ اس مشاہدے
اور حجاب کو جو کہ سلسلہ لازمی ہے قبض و بسط نہ کہنا چاہیے کیونکہ قبض کسی کشادگی کے بند ہو جانیکو
کہتے ہین بخلاف اسکے مشاہدے کے بعد جو حجاب دوسرے مشاہدے کے لیے ہوتا ہے وہ کشادگی
اول کی بندش نہین ہوتی بلکہ یہ حجاب پیش خیمہ ہوتا ہے آنیوالے مشاہدے کا اس حساب سے وہ حجاب
جو کسی مشاہدہ کے ہے وہ اوس مشاہدے سے بہتر ہے جو قبل اس حجاب کے تھا کیونکہ وہ منزل ادنی کا
مشاہدہ تھا اور یہ حجاب منزل اول کے مشاہدہ کا مقدمہ ہے اسلیے اس مشاہدے و حجاب کو
بسط و قبض نہین کہنا چاہیے۔

ایک باریک امر اس قبض و بسط کی بحث مین اور بھی قابل اندراج ہے وہ یہ کہ ہر قبض کے زمانے مین
سلسلہ بسط و قبض ہوتا ہے اور ہر بسط کے زمانے مین سلسلہ قبض و بسط ہوتا ہے اور اسیطرح
ہر مشاہدے کے زمانے مین قبض و بسط اور ہر حجاب کے زمانے مین سلسلہ بسط و قبض ہوتا ہے اسکی
مزید تشریح صرف اسقدر اور ہو سکتی ہے کہ مثلا ایک دن کسیکو قبض یا بسط یا مشاہدہ یا حجاب رہا
تو اس دن کے ہر پھر مین قبض و بسط ہوتا ہے اور ہر پہر کے قبض و بسط کے ہر گھنٹہ مین بھی بسط
و قبض ہوتا ہے اور ہر گھنٹہ کے ہر منٹ مین بھی قبض و بسط ہے یہانتک کے ہر سانس کے اندر
ایک قبض اور ایک بسط ہے چنانچہ بعض قبضون اور بعض بسطون اور بعض مشاہدون اور بعض حجابون
کے زمانے کے ہر سانس جو باہر نکلتی ہے وہ بحالت قبض ہوتی ہے اور جو سانس اندر آتی ہے وہ
بحالت بسط ہوتی ہے اور قبض کے زمانے مین جو سانس باہر نکلتی ہے وہ بحالت بسط ہوتی
اور جو سانس اندر آتی ہے وہ بحالت قبض ہوتی ہے۔

مین نے ایک فقیر کو دیکھا جسکو گیارہ برس سے قبض تھا اور اونکو اپنے بسط کی طرف سے انتہائی
تکالیف کیوجہ سے مایوسی ہو گئی تھی اور اون کے کل کمالات سلب ہو گئے تھے وہ ایک معمولی
آدمی کیطرح ہو گئے تھے مگر اونکے بھی تمام اوقات مین اختلاف تھا اور کبھی قبض کبھی بسط بحالت قبض

بڑھ جاتا تھا ایک بزرگ کامل نے اونسے وعدہ کیا تھا کہ عنقریب تمہارا قبض رفع ہو جائیگا

فصل ہفتدہم
مشاہدہ

مشاہدہ کی مثال بالکل ایسی ہی جیسی کہ کسی عاشق کو بہزار محنت و فکر و غم کے بعد دیدار معشوق نصیب ہو اس دیدار کو اصطلاح صوفیہ یعنی عاشقان حقیقی کے زبان مین مشاہدہ کہتے ہین جو کہ اہل طریقت کو حاصل ہوتا ہی مگر ہر مشاہدہ دیدار معشوق اصالتاً نہین ہی بلکہ اونکی صورتین کم از کم ستر ہین اور زیادہ سے زیادہ ستر ہزار اور اوسکی تشریح اسطرح ہے کہ مثلاً ایک تیک منور مشعل پر ستر ہزار فانوس اسطرح ہین کہ ایک پر ایک فانوس رکھا ہی تو مشاہدۂ اول مبتدی کو جب حاصل ہوتا ہی ایک فانوس اوٹھ جاتا ہے اور پہلا فانوس بظاہر ایسا تاریک معلوم ہوتا ہی کہ قبل اوسکے اوٹھنے کے کوئی جھلک اوس مشعل کی نہین دکھائی دیتی پھر اور زیادہ محنت و ریاضت کے بعد دوسرا فانوس اوٹھتا ہی اسیطرح ہر ایک فانوس اوٹھ جاتا ہی اور آخر مین وہ مشعل اوسوقت نظر آتی ہے جب انسان نہین رہتا بلکہ ایک خاص قربت ہوتی ہے اور اوس قربت کی حد کوئی شخص نہین بتا سکتا۔

اس مشاہدے کی مزید کیفیت یہ ہے کہ جسوقت بلندی کو پہلا مشاہدہ ہوتا ہے تو وہ اوسیکو اپنا معشوق سمجھتا ہے اور یہ جانتا ہے کہ مجکو دیدار مطلوب حاصل ہو گیا اوس ذوق و شوق بے انتہا کیوجہ سے اوسپر ایک حالت طاری ہو جاتی ہے جیسا کہ کسی عاشق صادق کو دیدار کے وقت ہوتی ہے لیکن تھوڑے عرصہ کے بعد اوسکا دل اور آگے بڑھنا چاہتا ہے چنانچہ جب وہ اور آگے بڑھجاتا ہے تو دوسرا فانوس اوٹھ جاتا ہے پھر وہ پہلے مشاہدہ کو حجاب سمجھنے لگتا ہے اور دوسرے مشاہدہ کو واقعی دیدار سمجھتا ہے مگر جب تیسرا فانوس اوٹھتا ہے تو اوسوقت بھی یہی کیفیت ہوتی ہے یہ سلسلہ انتہا تک چلا جاتا ہے بشرطیکہ عشق اوسکا ہمیشہ رہنما رہے ایک دوسری کیفیت اسمین یہ بھی ہوتی ہے کہ ہر دو فانوسون کے درمیان ایک ایسی چیز ہوتی ہے کہ جب پہلا فانوس اوٹھ چلتا ہے تو قبل دوسرے فانوس کے نظر آنے کی تاریکی ہو جاتی ہے اسی تاریکی کو حجاب بین المشاہدین کہتے ہین اور اس مشاہدہ کی صورت اصلی یون واقع ہوتی ہے کہ سالک کا قلب جسوقت صاف ہو جاتا ہی تو اوسکو اپنے قلب ہی مین یہ تجلیات نظر آنا شروع ہوتے ہین گویا قلب ایک آئینہ ہوتا ہے

جس پر ستر نہین غبار کی ہوتی ہین جب پہلی تہ غبار کی رفع ہوتی ہے تو پہلا فانوس اوسمین جلوہ فگن ہوتا ہے اور جب دوسری تہ ہٹتی ہے تو دوسرا فانوس علی ہذا القیاس یہ سلسلہ مشاہدات و حجابات تو مسلسل جاری ہو جاتا ہے مگر کچھ مشاہدات تو طریقت مین رہتے ہین اور کچھ حقیقت مین اور آخر کے معرفت مین مشاہدہ کو مکاشفہ بھی کہتے ہین اگر تھوڑا سا فرق بھی معلوم ہوتا ہے وہ یہ کہ مکاشفہ مین دنیوی امور بھی داخل ہین چنانچہ مکاشفہ کی دو قسمین ہین علوی اور سفلی مکاشفہ کی دو حالتین ہین ایک یہ کہ جزئیات کا کشف ہو جیسے زید کہان ہے کب آئیگا یا اوسکے جی مین کیا ہے یہ ادنی درجے کے صوفیون کا کشف ہے جو لوگ اسپر قناعت کرتے ہین یا اسکو کوئی نعمت سمجھتے ہین یا اس سے کوئی غرض حاصل کرتے ہین وہ ایسے ہو کے رہجاتے ہین آگے نہین بڑھ سکتے اور مشاہدات اونسے بہت دور رہین دوسرے جمال صفات و اعیان کا مکاشفہ یہ اوس سے بہتر ہے مگر مکاشفہ علوی عین مشاہدہ ہے اوسکے بہت مراتب ہین بعض اونمین سے بیان ہوتے ہین۔

مشاہدۂ علوی کی ایک صورت سماعی بھی ہے اور وہ سب سے اعلی یہ ہے کہ کلام خدا کو بلا واسطہ سنا جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج مین خدا سے اوسکا کلام سنا یا حضرت موسی ع نے طور پر اور اسکے بعد اوس مشاہدے کا مرتبہ ہے جو ملک کے واسطہ سے سننے مین آئے جیسے نبی پر وحی اور ولی پر بھی فرشتہ نازل ہوتا ہے حضرت امام غزالی نے اس سے انکار کیا ہے اور حضرت شیخ اکبر نے اقرار کیا ہے قول آخر صحیح ہے چنانچہ مثالون سے واضح ہوا ہے یعنی بذریعہ ملائکہ خدائی طرف سے کاغذات اوترے ہین اور مولانا بحر العلوم لکھنوی جب کسی مسئلہ مین توقف کرتے تھے تو قلم خود لکھتا تھا ظاہر ہے کہ قلم مین بالذات یہ قوت نہین [illegible] بالارادہ ہو لہذا سوائے ملک کے اور کوئی نہین لکھتا تھا ایسی ہی بہت مثالون سے یہ فیصلہ ہو سکتا کہ نزول ملک اولیاء اللہ پر ضرور ہوتا ہے مگر ہر ایک پر نہین بلکہ اعلی مرتبہ کے کاملین پر البتہ حضرت جبرئیل کا نزول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہوا اور نہ ہوگا

اب رہا مشاہدہ عینی اوسکے مراتب ہین عناصر مین جو مشاہدہ [illegible] کرتا ہو وہ مشاہدہ علوی کہ [illegible]

پہلی منزل ہے اس سے بلند مرتبہ مشاہدۂ علوی کا وہ ہے کہ افلاک مین مشاہدہ تجلی ہو اس سے بلند کرسی اور پھر عرش اور اس سے بلند عالم ارواح اس سے بلند کتاب محو و اثبات پھر لوح محفوظ پھر عقل اول ہین سب سے بلند جو مرتبہ ہے اسکے بعد ایک آخری مرتبہ مگر آگے اسکے جای ادب ہے

فصل ابجد ہم ان سب الفاظ کے معانی قریب قریب ہین کیفیت ایک تغیر طبیعت ہے کیفیت وحال و وجدان جو کہ ذکر و شغل یا مشاہدہ و مراقبہ وغیرہ سے پیدا ہوتا ہے اور اوسکا ادنی درجہ یہ ہے کہ خود اپنے کو بھی ظاہر و علم نہو اور اسکے بعد یہ درجہ ہے کہ اپنے کو ظاہر ہو مگر دیگر اہل ظاہر کو نہ معلوم ہونے پائے اور آخر درجہ ایک تو یہ ہے کہ اپنے صفات یعنی حواس و ہوش و خودی گم ہو جائے اور دوسرے یہ کہ روح شدت اثر سے منتقل ہو کر اوس عالم مین پہونچ جائے اور اوس نور سے قربت دائمی حاصل کرے جسکے مشاہدہ نے اوسکو مغلوب الحال کر دیا ایسی کیفیت مین کہ روح انتقال کرے دو صاحبونکو بالصراحت دیکھا ہے ایک حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رح دوسرے متاخرین مین حضرت مولانا شاہ محمد حسین صاحب الہ آبادی حضرت قطب الاقطاب کو اس شعر پر یہ کیفیت ہوئی تھی ؎ کشتگان خنجر تسلیم را ۔ ہر زمان از غیب جان دیگر است اور مولانا صاحب کو اس شعر پر ؎ گفت قدوسی فقیری در فنا و در بقا ۔ خود بخود آزاد بودی خود گرفتار آمدی کیفیت کی چند کیفیتین ہین اول یہ کہ جسکو کیفیت کبھی نہو وہ خارج از طریقت ہے کیونکہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اوسپر عبادت کا مطلق اثر نہین اور یہ ایک سخت روحانی مرض ہے جسکا علاج سوای خدا کے کوئی نہین کر سکتا ۔ اور جسکو کیفیت ہو وہ اگر اپنی کیفیت پر غالب نہ آسکے تو یا اوسکے ضبط و ظرف کا قصور ہے یا کیفیت نہایت سخت و شدید اسقدر ہے کہ اوسکے قابل نہین لیکن اگر ایسی کیفیت ہو مغلوب الحال ہو کر پھر صاحب کیفیت رجوع نکرے اور بحال نہو تو یہ قصور ضبط و ظرف نہین بلکہ کمال جذب تجلی ہے اور اس جذب نے اپنے مجذوب کو اپنی پوری قوت سے کھینچ لیا بہت سے مبتدی ایسے ہوتے ہین کہ ادنی کیفیت پر متاثر ہو جاتے ہین اور کھڑے ہو جاتے ہین یہ اونکی کمال کم ظرفی ہے اور بعض مصنوعی کیفیت دکھاتے ہین تاکہ

Marfat.com

لوگ اونکو صاحب باطن اور درویش سمجھین ایسے لوگ دنیاداروں سے اور سخت گناہگاروں سے بھی بدتر ہین کیونکہ دنیادار عاصیون سے اہل اللہ کو کوئی تعلق نہین اور ان مصنوعی فقیرون کی وجہ سے اہل اللہ بدنام ہوتے ہین لہذا یہ زیادہ مردود ہین ۔

جاننا چاہیے کہ کیفیت کے لیے ضرور نہین لگاتا ہو یا کوئی اور شغل ہو صاحب کیفیت کو ہر ایک امر مین کیفیت ہوتی ہے بقول شاعر ؎ ہر چیز مین لذت ہے اگر دل مین مزا ہو ٭ جو لوگ لطیف القلب ہین اور طبعاً عاشق نہین اونکو بھی کیفیت ہوتی ہے خواہ وہ داخل سلسلہ ہون یا نہون

جاننا چاہیے کہ کیفیت اصل مین عشق و محبت کے باعث سے ہوتی ہے جسکو عشق نہین وہ صاحب کیفیت نہین ہوسکتا اور جسے عشق نہین وہ بے رہبر ہے منزل مقصود کو پہونچ نہین سکتا بلکہ زاہد خشک ہے اوسکو طریقت سے کوئی تعلق نہین اور عشق ہی محرک تمام کیفیات و تغیرات کا ہوسکتا ہے ابتدا مین ہر مبتدی کی کیفیتون کا زیادہ اظہار ہوتا ہے مگر جسقدر مراتب بلند ہوتے جاتے ہین اوسیقدر تمام کیفیات مغلوب ہوتے جاتے ہین یہانتک کہ ایک خودی تو رہتی ہے اور باقی سب اشیا عشق معشوق اور عاشق ایک ہوتے جاتے ہین

فصل نوزدہم **تصفیۂ قلب**

تصفیۂ قلب سلوک طریقت مین حاصل ضروری ہے خواہ اوسکا ارادہ کیا جاوے یا لکھا جائے کیونکہ بدون تصفیۂ قلب مشاہدات درپیش نہین ہوتے اور جب تک مشاہدے نہون سالک آگے نہین بڑھتا ۔ اسکی مثال بالکل ایسی ہے کہ دل مثل ایک آئینہ کے ہے اور آئینہ جب تک صاف نہوگا کوئی عکس اوسمین صورت پذیر نہوگا چنانچہ جب دل صاف شفاف ہوجاتا ہے اوسیقدر تجلیات کا مشاہدہ ہوتا ہے یا کہنا چاہیے کہ جسقدر صاف ہوتا ہے اوسیقدر تجلیات کا جلوہ روبرو آتا جاتا ہے یہانتک کہ جب بالکل صاف ہوجاتا ہے کوئی شئے پوشیدہ نہین رہتی ہر ایک شئے خواہ وہ کسی عالم سے متعلق ہو اس آئینہ دل مین عکس انگن ہوے بغیر نہین رہ سکتی اس تصفیۂ قلب کے لیے ہر ایک خاندان مین جدا جدا اذکار و اشغال ہین بلکہ ہر ایک شخص کے لیے علحدہ علحدہ ترکیبین ہین جنکا دل مین نقش

Marfat.com

صاف ہوجائے۔ کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ مرشد کی ایک نگاہ مین مرید کا دل ایسا صاف ہو گیا ہے کہ اگر کوئی شخص ہزار برس محنت کرے جب بھی اتنا صاف نہو۔ مگر ایسا کم ہوتا ہے کسیکو یہ امید نرکھنا چاہیے بلکہ ریاضت و عبادت سے عموما تصفیۂ قلب ہوتا ہے بلکہ اگر کسیکا قلب مرشد کی ایک توجہ سے فی الفور صاف ہو گیا ہے تو وہ اپنے حواس مین نہین رہا ہے اور مجذوب ہو گیا ہے اکثر کا جذب تو ایک عرصہ کے بعد کم ہو گیا مگر اکثر ہمیشہ مجذوب رہے اور بحالت مجذوبیت کوئی لطف نہین جسکا مفصل ذکر فصل جذب و سلوک مین آئیگا۔

جسکا قلب صاف ہوتا ہے وہ لوح محفوظ دیکھتا ہے اور اوسی انوار و تجلیات کا مشاہدہ ہر وقت رہتا ہے اور ہر فن کا حال اوسے خدا کی مدد سے معلوم رہتا ہے اور بہت دور دراز ممالک و مقامات اور کل اشیا اپنی جگہ پر سے بیٹھے بیٹھے دیکھتا ہے چنانچہ صحابہ کے حالات مفصل دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ حضرت صدیق اکبر اور حضرت عمر فاروق رضہ اکثر اپنی جگہ پر بیٹھکر اون مجاہدین کے حالات سے واقف ہو جاتے تھے جو ہزار ون کوس پر جہاد کرنے کو جاتے تھے مگر چونکہ شرع مصلحت یہی ہے اسلیے اس راز کو اکثر نے پوشیدہ رکھا اور دعوای روشنضمیری کسی نے نہین کیا اب چونکہ باطل باطل امور کے دعوے ہو رہے اور دروغ کو فروغ دیا جارہا ہے تو امر حق کیون نظاہر کیا جائے اور کس لیے گمنامی اور لاعلمی کے پیروی مین چھپا رکھا جائے۔ اہل تصوف کی ادنی ترکیبون کو جو کہ تصفیۂ قلب اور دیگر کرامات سے متعلق ہین اہل دنیا لیگئے اور اونسے دجوی نام لیے اور مسلمانون سے مقابلہ کرنیکو تیار ہوے اور اونکے نام مختلف علوم کے پیرایون مین رکھے گیے مثل مسمریزم و مساٹرم وغیرہ کے درحقیقت یہ تصوف کی معمولی شاخین ہین جنکو اہل دنیا نے لیکر دین اعتراض کو اونسے جدا کر دیا۔
انشاءاللہ تعالی ہم اون تمام کمالات دنیوی کو بھی اس کتاب مین درج کر دینگے کیونکہ دین مثل کل کے ہے اور دنیا ایک جز ہے کل کے حاصل ہونیسے جز بھی حاصل ہو جاتا ہے بیان اول تصفیۂ قلب کی وہ ترکیبین لکھی جاتی ہین جو اہل دنیا بھی کر سکتے ہین اور جو کمالات دنیوی سے

اگرچہ بعض محققین نے نزول ملک سے انکار کیا ہے مگر جلیل القدر بزرگون کو مثل حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے مشاہدہ ہوا ہے اور چند مثالون سے واضح ہوتا ہے کہ ضرور ملائک نازل ہو کر اولیاء اللہ کو اطلاع کرتے ہین ایسا نہین کہ صرف قلب تک الہام وکشف محدود ہو یا صرف نداء غیبی پر موقوف ہو۔

طریقہ کشف ارواح سبوح قدوس رب الملائکۃ والروح اسکا شغل ایکہزار مرتبہ اس طرح کرے کہ سبوح کہہ کے جانب راست ضرب لگائے قدوس پر جانب چپ رب الملائکۃ کہہ کے جانب آسمان والروح والروح جب کہے تو اپنے قلب سینے کی جانب ضرب لگائے۔

طریق کشف استقبال یا احد جانب راست یا صمد جانب چپ ضرب لگائے ایکہزار مرتبہ روزانہ

فصل ۱۶ شانزدہم

قبض وبسط

قبض وبسط دو اصطلاحین ہین بسط اوسکو کہتے ہین کہ قلب روشن ہو یا لذت حاصل ہو یا مشاہدہ حاصل ہو یا حقیقت منکشف ہو یا کوئی تاثیر وکیفیت حاصل ہو غرض یہ ہے کہ حسب حیثیت وظرف جسکو جو کیفیت ولذت حاصل ہو اوسکا وہی بسط۔ اور جب وہ کیفیت نرہے تو قبض ہے مثلاً مشاہدہ کے قابل ہوا اور حجاب ہو جائے یا لذت ا رتی ہو وہ جاتی رہے یا اور کوئی تاثیر وکیفیت جو کچھ ہو وہ نرہے غرض قبض وبسط دونون ایک دوسرے کی ضد ہین مگر انکا سلسلہ عجیب وغریب طریقے سے نامتناہی ہے اور اوسکی صورت یہ ہے کہ ابتدا سے بتدی کو بسط ہوا اور گھنٹہ دو گھنٹہ یا دو ایک روز کے بعد قبض ہو گیا کچھ عرصہ تک قبض رہا پھر بسط ہو گیا اسیطرح یہ سلسلہ برابر چلا آتا ہے اور کبھی مرنے سے پہلے ختم نہین ہوتا کوئی سالک دنیا مین بلکہ کوئی کامل ایسا نہین جسکو ہمیشہ بسط رہے اور نہ کوئی سالک ہمیشہ قبض رہتا ہے اور جسکو ہمیشہ کے لیے قبض ہو جائے وہ خارج از طریقت ہے۔

اس اجمال کی شرح یہ ہے کہ اکثر صوفی یہ جانتے ہین کہ قبض وبسط بلاسبب ہوتا ہے یعنی ایک قدرتی امر ہے کہ وہ ہمیشہ ہر سالک کو لازم ہے مگر یہ امر اصول کے خلاف ہے کہ قبض وبسط قدرتی ہو بلکہ

قبض و بسط مسبب اون اسباب کا جو دو طرح کے ہین یا کو وہ لازم ہین یعنی قدرتی ہین جنکا ذمہ دار
سالک نہین اور یا قدرتی ہین مثال اسکی یہ ہے کہ مثلاً ایک سالک کا مکاشفہ جو اوسے ہر وقت
حاصل تھا موقوف ہو گیا اب اوسکے دو قسم کے اسباب ہو سکتے ہین ایک تو خاص اوسکی بے احتیاطی
مثل اسکے کہ اوسنے باوضو رہنا متروک کیا تو اسکا ذمہ دار وہ خود ہے یا مثال ہین یہ واقعہ
پیش ہو سکتا ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرت کو نماز مین وہ کیفیت نہ حاصل ہوئی جو اونکے شایان تھی
اونھون نے نماز تو حسب شرع جیون تیون کر کے ادا کر لی مگر جلدی سے گھر مین جا کے اوس
سبب کو جو کہ ایک سونے کا ٹکڑا تھا دفع کیا یعنی مستحق کو دیدیا اوسوقت وہ قبض دفع ہو گیا تو
ایسے اسباب کا ذمہ دار خود صاحب طریقت ہے اب رہے وہ اسباب جنکا علم انسان سے
ناممکن ہو یعنی نہ تو وہ خود معلوم کر سکتا ہو اور نہ اوسکو اپنے مرشد سے کوئی مدد اس معاملہ مین
مل سکے تو وہ قبض عام صوفیون کے نزدیک بلا سبب ہے اور اوسکا ذمہ دار سالک نہین یہ بات تو
خلاف اصول ہے کہ وہ بے سبب ہو مگر یہ سچ ہے کہ ذمہ داری اپنی نہین اسکی حقیقت یہ ہے
کہ جو قبض بلا سبب کہلاتا ہے وہ دو صورتون سے ہوتا ہے پہلی صورت تو یہ ہے کہ عالم باطن کے
اُسپر وہ اثر پڑا جسنے اُسکی روشنی پر پردہ ڈال دیا ہے جب تک وہان سے اوسکا دفعیہ نہو اوسوقت تک
یہ قبض رفع نہین ہو سکتا مگر عالم باطن کے یہ آثار ایسے نہین ہین کہ اونکا ذمہ دار انسان نہو بلکہ
اونکا فاعل تو روح ہوتی ہے مگر وہ اسقدر باریک فعل ہوتا ہے کہ اس عالم مین اوسکا حس
نہین ہو سکتا اور اگر مرشد حقیقت رس ہوتا ہے تو اوسے علم ہو جاتا ہے مگر اوسکو اجازت نہین
کہ ہر ایک امر ظاہر کر دے اور دوسری صورت یہ ہے کہ لبط کے آگے قبض ہے اور ہر قبض کے آگے بسط
یعنی ہر دو مشاہدون کے درمیان ایک حجاب ہے اور ہر دو حجاب کے اندر ایک مشاہدہ ہے جسکی نسبت
خدائی تعالی خود فرماتا ہے سیجعل اللہ بعد عسر یسرا اور ان مع العسر یسرا مگر آخر مین صرف
مشاہدہ ہے چنانچہ یہ آیہ پوری یون ہے ان مع العسر یسرا ان مع العسر یسرا
تو جب ہر مشاہدے کے بعد حجاب ہے اور حجاب اسلیے ہے کہ اوسکے آگے کا مشاہدہ اور یہ سلسلہ

Marfat.com

برابر چلا گیا ہے تو اوسکو لوگ قبض و بسط کہتے ہین اور چونکہ قدرتی امور ہین لہذا کہا جاتا ہے
کہ یہ قبض و بسط قدرتی ہے اس سے بری ہونا محال ہے مگر اصل بات یہ ہے کہ اس مشاہدے
اور حجاب کو جو کہ سلسلہ لازمی ہے قبض و بسط نہ کہنا چاہیے کیونکہ قبض کسی کشادگی کے بند ہو جانیکو
کہتے ہین بخلاف اسکے مشاہدے کے بعد جو حجاب دوسرے مشاہدے کے لیے ہوتا ہے وہ کشادگی
اول کی بندش نہین ہوتی بلکہ یہ حجاب پیش خیمہ ہوتا ہے آنیوالے مشاہدے کا اس حساب سے وہ حجاب
جو کسی شاہدہ کے ہے وہ اوس مشاہدے سے بہتر ہے جو قبل اس حجاب کے تھا کیونکہ وہ منزل ادنی کا
مشاہدہ تھا اور یہ حجاب منزل اول کے مشاہدہ کا مقدمہ ہے اسلیے اس مشاہدے و حجاب کو
بسط و قبض نہین کہنا چاہیے۔

ایک باریک امر اس قبض و بسط کی بحث مین اور بھی قابل اندراج ہے وہ یہ کہ ہر قبض کے زمانے مین
سلسلہ لبسط و قبض ہوتا ہے اور ہر بسط کے زمانے مین سلسلہ قبض و بسط ہوتا ہے اور اسیطرح
ہر مشاہدے کے زمانے مین قبض و بسطا اور ہر حجاب کے زمانے مین سلسلہ لبسط و قبض ہوتا ہے اسکی
مزید تشریح صرف اسقدر اور ہو سکتی ہے کہ مثلا ایک دن کسیکو قبض یا بسط یا مشاہدہ یا حجاب رہا
تو اوس دن کے ہر پہر مین قبض و بسط ہوتا ہے اور ہر پہر کے قبض و بسط کے ہر گھنٹہ مین بھی بسط
و قبض ہوتا ہے اور ہر گھنٹہ کے ہر منٹ مین بھی قبض و بسط ہے یہانتک کے ہر سانس کے اندر
ایک قبض اور ایک بسط ہے چنانچہ بعض قبضون اور بعض بسطون اور بعض مشاہدون اور بعض حجابون
کے زمانے کے ہر سانس جو باہر نکلتی ہے وہ بحالت قبض ہوتی ہے اور جو سانس اندر آتی ہے وہ
بحالت بسط ہوتی ہے اور قبض کے زمانے مین جو سانس باہر نکلتی ہے وہ بحالت بسط ہوتی
اور جو سانس اندر آتی ہے وہ بحالت قبض ہوتی ہے۔

مین نے ایک فقیر کو دیکھا جسکو گیارہ برس سے قبض تھا اور اونکو اپنے بسط کی طرف سے انتہائی
تکالیف کیوجہ سے مایوسی ہو گئی تھی اور اون کے کل کمالات سلب ہو گئے تھے وہ ایک معمولی
آدمی کیطرح ہو گئے تھے مگر اونکے بھی تمام اوقات مین اختلاف تھا اور کبھی قبض کبھی بسط بحالت قبض

Marfat.com

بڑھ جاتا تھا ایک بزرگ کامل نے اونسے وعدہ کیا تھا کہ عنقریب تمھارا قبض رفع ہو جائیگا

فصل ہفتم
مشاہدہ

مشاہدہ کی مثال بالکل ایسی ہی جیسی کہ کسی عاشق کو بہزار محنت و فکر و غم کے بعد دیدار معشوق نصیب ہو اس دیدار کو اصطلاح صوفیہ یعنی عاشقان حقیقی کے زبان مین مشاہدہ کہتے ہین جو کہ اہل طریقت کو حاصل ہوتا ہی مگر ہر مشاہدہ دیدار معشوق اصالتاً نہین ہی بلکہ اونکی صورتین کم از کم ستر ہین اور زیادہ سے زیادہ ستر ہزار اور اوسکی تشریح اسطرح ہے کہ مثلاً ایک ایک منور مشعل پر ستر ہزار فانوس اسطرح ہین کہ ایک پر ایک فانوس رکھا ہی تو مشاہدۂ اول مبتدی کو جب حاصل ہوتا ہی ایک فانوس اوٹھ جاتا ہے اور پہلا فانوس بظاہر ایسا تاریک معلوم ہوتا ہی کہ قبل اوسکے اوٹھنے کے کوئی جھلک اوس مشعل کی نہین دکھائی دیتی پھر اور زیادہ محنت و ریاضت کے بعد دوسرا فانوس اوٹھتا ہی اسیطرح ہر ایک فانوس اوٹھ جاتا ہی اور آخر مین وہ مشعل اوسوقت نظر آتی ہے جب انسان نہین رہتا بلکہ ایک خاص قربت ہوتی ہے اور اوس قربت کی حد کوئی شخص نہین بتا سکتا۔

اس مشاہدے کی مزید کیفیت یہ ہے کہ جسوقت بلندی کو پہلا مشاہدہ ہوتا ہے تو وہ اوسیلہ اپنا معشوق سمجھتا ہے اور یہ جانتا ہے کہ مجکو دیدار مطلوب حاصل ہو گیا اوس ذوق و شوق بے انتہا کیوجہ سے اوسپر ایک حالت طاری ہو جاتی ہے جیسا کہ کسی عاشق صادق کو دیدار کے وقت ہوتی ہے لیکن تھوڑے عرصہ کے بعد اوسکا دل اور آگے بڑھنا چاہتا ہے چنانچہ جب وہ اور آگے بڑھجاتا ہے تو دوسرا فانوس اوٹھ جاتا ہے پھر وہ پہلے مشاہدہ کو حجاب سمجھنے لگتا ہے اور دوسرے مشاہدہ کو واقعی دیدار سمجھتا ہے مگر جب تیسرا فانوس اوٹھتا ہے تو اوسوقت بھی یہی کیفیت ہوتی ہے یہ سلسلہ انتہا تک چلا جاتا ہے بشرطیکہ عشق اوسکا ہمیشہ رہنما رہے ایک دوسری کیفیت اسمین یہ بھی ہوتی ہے کہ ہر دو فانوسون کے درمیان ایک ایسی چیز ہوتی ہے کہ جب پہلا فانوس اوٹھ چلتا ہے تو قبل دوسرے فانوس کے نظر آنے کی تاریکی ہو جاتی ہے اسی تاریکی کو حجاب مین المشاہدین کہتے ہین اور اس مشاہدہ کی صورت اصلی یون واقع ہوتی ہے کہ سالک کا قلب جسوقت صاف ہو جاتا ہی تو اوسکو اپنے قلب ہی مین تجلیات نظر آنا شروع ہوتے ہین گویا یہ قلب ایک آئینہ ہوتا ہے

Marfat.com

جس پر سِتر تہین غبار کی ہوتی ہین جب پہلی تہ غبار کی رفع ہوتی ہے تو پہلا فانوس اوسمین جلوہ فگن ہوتا ہے اور جب دوسری تہ اٹھتی ہے تو دوسرا فانوس علی ہذا القیاس یہ سلسلہ مشاہدات و حجابات کا مسلسل جاری ہو جاتا ہے مگر کچھ مشاہدات تو طریقت مین رہتے ہین اور کچھ حقیقت مین اور آخر کے معرفت مین مشاہدہ کو مکاشفہ بھی کہتے ہین مگر تھوڑا سا فرق بھی معلوم ہوتا ہے وہ یہ کہ مکاشفہ مین دنیوی امور بھی داخل ہین چنانچہ مکاشفہ کی دو قسمین ہین علوی و سفلی سفلی مکاشفہ کی دو حالتین ہین ایک یہ کہ جزئیات کا کشف ہو جیسے زید کہان ہے کب آئیگا یا اوسکے جی مین کیا ہے یہ ادنی درجے کے صوفیون کا کشف ہے جو لوگ اسپر قناعت کرتے ہین یا اسکو کوئی نعمت سمجھتے ہین یا اس سے کوئی غرض حاصل کرتے ہین وہ اسیکے ہو کے رہجاتے ہین آگے نہین بڑھ سکتے اور مشاہدات اونسے بہت دور رہین دوسرے جملہ صفات و اعیان کا مکاشفہ یہ اوس سے بہتر ہے مگر مکاشفہ علوی عین مشاہدہ ہے اوسکے بہت مراتب ہین بعض اونمین سے بیان ہوتے ہین۔

مشاہدۂ علوی کی ایک صورت سماعی بھی ہے اور وہ سب سے اعلی یہ ہے کہ کلام خدا کو بلا واسطہ سنا جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج مین خدا سے اوسکا کلام سنا یا حضرت موسیٰ ع نے طور پر اور اسکے بعد اوس مشاہدے کا مرتبہ ہے جو ملک کے واسطے سے سننے مین آئے جیسے نبی پر وحی اور ولی پر بھی فرشتہ نازل ہوتا ہے حضرت امام غزالی نے اس سے انکار کیا ہے اور حضرت شیخ اکبر نے اقرار کیا ہے قول آخر صحیح ہے چنانچہ مثالون سے واضح ہوا ہے یعنی بذریعہ ملائکہ خدا کی طرف سے کاغذات اوترے ہین اور مولانا بحر العلوم لکھنوی جب کسی مسئلہ مین توقف کرتے تھے تو قلم خود لکھتا تھا ظاہر ہے کہ قلم مین بالذات یہ قوت نہین کہ [illegible] بالارادہ ہو لہذا سوائی ملک کے اور کوئی نہین لکھتا تھا ایسی ہی بہت مثالون سے یہ ثابت ہو چکا کہ نزول ملک اولیاء اللہ پر ضرور ہوتا ہے مگر ہر ایک پر نہین بلکہ اعلی درجے کے کاملین پر البتہ حضرت جبرئیل کا نزول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہوا اور نہو گا۔

اب رہا مشاہدہ عینی اوسکے مراتب ہین عناصر مین جو مشاہدہ تجلی الٰہی [illegible] علوی کہ

پہلی منزل ہے اس سے بلند مرتبہ مشاہدہٗ علوی کا وہ ہے کہ افلاک مین مشاہدہ تجلی ہو اس سے بلند کرسی اور پھر عرش اور اس سے بلند عالم ارواح اس سے بلند کتاب محو و اثبات پھر لوح محفوظ پھر عقل اول مین سب سے بلند مرتبہ ہے اسکے بعد ایک آخری مرتبہ مگر آگے لکھے جای ادب ہے

فصل ہجدہم ان سب لفظوں کے معانی قریب قریب ہین کیفیت ایک تغیر طبیعت ہے کیفیت و حال و وجدان جو کہ ذکر و شغل یا مشاہدہ و مراقبہ وغیرہ سے پیدا ہوتا ہے اور اوسکا ادنی درجہ یہ ہے کہ خود اپنے کو بھی ظاہر و علم نہو اور اسکے بعد یہ درجہ ہے کہ اپنے کو ظاہر ہو مگر دیگر اہل ظاہر کو نہ معلوم ہونے پائے اور آخر درجہ ایک تو یہ ہے کہ اپنے صفات یعنی حواس و ہوش و خودی گم ہو جائے اور دوسرے یہ کہ روح شدت اثر سے منتقل ہو کر اوس عالم مین پہونچ جائے اور اوس نور سے قربت دائمی حاصل کرلے جسکے مشاہدہ نے اوسکو مغلوب الحال کردیا ایسی کیفیت مین کہ روح انتقال کرے دو صاحبونکو بالصراحت دیکھا ہے ایک حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رح دوسرے متاخرین مین حضرت مولانا شاہ محمد حسین صاحب الہ آبادی حضرت قطب الاقطاب کو اس شعر پر یہ کیفیت ہوئی تھی ؎ کشتگان خنجر تسلیم را ٭ ہر زمان از غیب جان دیگر است اور مولانا صاحب کو اس شعر پر ؎ گفت قدوسی فقیری در فنا و در بقا ٭ خود بخود آزاد بودی خود گرفتار آمدی

کیفیت کی چند کیفیتین ہین اول یہ کہ جسکو کیفیت کبھی نہو وہ خارج از طریقت ہے کیونکہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اوسپر عبادت کا مطلق اثر نہین اور یہ ایک سخت روحانی مرض ہے جسکا علاج سوای خدا کے کوئی نہین کرسکتا۔ اور جسکو کیفیت ہو وہ اگر اپنی کیفیت پر غالب نہ آسکے تو یا اوسکے ضبط و ظرف کا قصور ہے یا کیفیت نہایت سخت و شدید اسقدر ہے کہ اوسکے قابل نہین لیکن اگر ایسی کیفیت ہو مغلوب الحال ہو کر پھر صاحب کیفیت رجوع نکرے اور بحال نہو تو یہ قصور ضبط و ظرف نہین بلکہ کمال جذب تجلی ہے اور اس جذب نے اپنے مجذوب کو اپنی پوری قوت سے کھینچ لیا بہت سے مبتدی ایسے ہوتے ہین کہ ادنی کیفیت پر متاثر ہو جاتے ہین اور کھڑے ہو جاتے ہین یہ اونکی کمال کم ظرفی ہے اور بعض مصنوعی کیفیت دکھاتے ہین تاکہ

Marfat.com

لوگ اونکو صاحب باطن اور درویش سمجھین ایسے لوگ دنیاداروں سے اور سخت گناہگارون سے بھی بدتر ہین کیونکہ دنیادار عاصیون سے اہل اللہ کو کوئی تعلق نہین اور ان مصنوعی فقیرون کی وجہ سے اہل اللہ بدنام ہوتے ہین لہذا یہ زیادہ مردود ہین۔

جاننا چاہیے کہ کیفیت کے لیے ضرور نہین لگانا ہو یا کوئی اور شغل ہو صاحب کیفیت کو ہر ایک امر مین کیفیت ہوتی ہے بقول شاعر ؎ ہر چیز مین لذت ہے اگر دل مین مزا ہو ٭ جو لوگ لطیف القلب ہین اور طبعاً عاشق نہین اونکو بھی کیفیت ہوتی ہے خواہ وہ داخل سلسلہ ہون یا نہ ہون

جاننا چاہیے کہ کیفیت اصل مین عشق و محبت کے باعث سے ہوتی ہے جسکو عشق نہین وہ صاحب کیفیت نہین ہو سکتا اور جسے عشق نہین وہ بے رہبر ہے منزل مقصود کو پہونچ نہین سکتا بلکہ زاہد خشک ہے اوسکو طریقت سے کوئی تعلق نہین اور عشق ہی محرک تمام کیفیات و تغیرات کا ہو سکتا ہے ابتدا مین ہر مبتدی کی کیفیتون کا زیادہ اظہار ہوتا ہے مگر جسقدر مراتب بلند ہوتے جاتے ہین اوسیقدر تمام کیفیات مغلوب ہوتے جاتے ہین یہانتک کہ ایک خودی تو رہتی ہے اور باقی سب اشیا عشق معشوق اور عاشق ایک ہوتے جاتے ہین

فصل نوزدہم

تصفیہ قلب

تصفیہ قلب سلوک طریقت مین حاصل ضروری ہے خواہ اوسکا ارادہ کیا جاوے یا لکھا جائے کیونکہ بدون تصفیہ قلب مشاہدات دریش نہین ہوتے اور جب تک مشاہدے نہون سالک آگے نہین بڑھتا۔ اسکی مثال بالکل ایسی ہے کہ دل مثل ایک آئینہ کے ہے اور آئینہ جب تک صاف نہوگا کوئی عکس اوسمین صورت پذیر نہوگا چنانچہ جب دل صاف شفاف ہو جاتا ہے اوسیقدر تجلیات کا مشاہدہ ہوتا ہے [illegible] کہنا چاہیے کہ جسقدر صاف ہوتا ہے اوسیقدر تجلیات کا جلوہ روبرو آتا جاتا ہے یہانتک کہ جب بالکل صاف ہو جاتا ہے کوئی شے پوشیدہ نہین رہتی ہر ایک شے خواہ وہ کسی عالم سے متعلق ہو اس آئینہ دل مین عکس افگن ہوے بغیر نہین رہ سکتی اس تصفیہ قلب کے لیے ہر ایک خاندان مین جدا جدا اذکار و اشغال ہین بلکہ ہر ایک شخص کے لئے علیحدہ علیحدہ ترکیبین ہین جسکا دل جس نسخے [illegible]

صاف ہوجاے۔ کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ مرشد کی ایک نگاہ مین مرید کا دل ایسا صاف ہوگیا ہے کہ اگر کوئی شخص ہزار برس محنت کرے جب بھی اتنا صاف نہو۔ مگر ایسا کم ہوتا ہے کسیکو یہ امید نرکھنا چاہیے بلکہ ریاضت وعبادت سے عموما تصفیۂ قلب ہوتا ہے بلکہ اگر کسیکا قلب مرشد کی ایک توجہ سے فی الفور صاف ہوگیا ہے تو وہ اپنے حواس مین نہین رہا ہے اور مجذوب ہوگیا ہے اکثر کا جذب تو ایک عرصہ کے بعد کم ہوگیا مگر اکثر ہمیشہ مجذوب رہے اور بحالت مجذوبیت کوئی لطف نہین جسکا مفصل ذکر فصل جذب وسلوک مین آئیگا۔

جسکا قلب صاف ہوتا ہے وہ لوح محفوظ دیکھتا ہے اور اوسی انوار وتجلیات کا مشاہدہ ہر وقت رہتا ہے اور دلون کا حال اوسے خدا کی مدد سے معلوم رہتا ہے اور بہت دور دراز ممالک ومقامات اور کل اشیا اپنی جگہ پر سے بیٹھے بیٹھے دیکھتا ہے چنانچہ صحابہ کے حالات مفصل دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ حضرت صدیق اکبر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ اپنی جگہ پر بیٹھکر اون مجاہدین کے حالات سے واقف ہوجاتے تھے جو ہزارون کوس پر جہاد کرنے کو جاتے تھے مگر چونکہ شرع مصلحت پر مبنی ہے اسلیے اس راز کو اکثر نے پوشیدہ رکھا اور دعوای روشن ضمیری کسی نے نہین کیا اب چونکہ باطل باطل امور کے دعوے ہورہے اور دروغ کو فروغ دیا جارہا ہے تو امر حق کیون نہ ظاہر کیا جائے اور کس لیے گمنامی اور لاعلمی کے پیروی مین چھپا رکھا جائے۔ اہل تصوف کی ادنی ترکیبون کو جو کہ تصفیہ قلب اور دیگر کرامات سے متعلق ہین اہل دنیا لیگئے اور اونسے دنیوی کام لیے اور مسلمانون سے مقابلہ کرنیکو تیار ہوے اور اونکے نام مختلف علوم کے پیرایون مین رکھے گئے مثل مسمریزم وسائرزم وغیرہ کے درحقیقت یہ تصوف کی معمولی شاخین ہین جنکو اہل دنیا نے لیکر دین اعتراض کو اونسے جدا کردیا۔

انشاء اللہ تعالی ہم اون تمام کمالات دنیوی کو بھی اس کتاب مین درج کردینگے کیونکہ دین مثل کل کے ہے اور دنیا ایک جز ہے کل کے حاصل ہونیسے جز بھی حاصل ہوجاتا ہے بیان نیز اول تصفیہ قلب کی بہ ترکیبین لکھی جاتی ہین جو اہل دنیا بھی کرسکتے ہین اور جو کمالات دنیوی

Marfat.com

متعلق ہین بعد اوسکے وہ ترکیبین بھی لکھی جائینگی جو خاص تصوف مین داخل ہین۔
صفائیِ قلب کے لیے چند امور فطری اور چند کسبی لازم ہین۔ فطری امور حسب ذیل ہین
مزاج یا تو قریب قریب معتدل ہونا چاہیے یا صفراوی یعنی یہ دونون مزاج بہتر ہین اور
بدتر مزاج اس کام کے لیے بلغمی ہے کیونکہ بلغمی مزاج کو یا تو محنت زیادہ کرنا پڑیگی اور یا
علاج کرکے خلط بلغم کو کم کرنا چاہیے اور معتدل مزاج ہر کام کو خوب کرسکتا ہے دؔوسرا امر
یہ ہے کہ صحت اچھی ہونا چاہیے اگر کوئی بیماری ہو تو اول اوسکے علاج سے فراغت کرلینا
چاہیے اور اگر کوئی جلدی عارضہ ہو تو مضائقہ نہین مگر سب سے زیادہ بُری یعنی مخالف
عوارض امراض دماغی وقلبی ہین مثل جُنون وصرع وفالج ولقوہ واسترخاوضعف دماغ
وسکتہ وکابوس ودردسر وسباط وسہر وحبس دماغی واختلاج وخفقان وتبخیر وغیرہ
اور اگر خلطی امراض ہون تو بھی علاج کرنا چاہیے کہ وہ اوسط درجے مین مخالف ہین دوسرا امر یہ ہے
کہ عمر بلوغ کے بعد چالیس سے کم ہو اور اگر اس سے زیادہ ہو اور صحت عمدہ ہو تو بھی ممکن ہے
کہ کامیابی ہو جائے تیسرا امر یہ ہے کہ کوئی سخت فکر وغم واندیشہ یا خوف یا خیال غالب نہو
ایسی حالت مین بھی کامیابی کی امید نہین اولاً اس سے نجات حاصل کرنا چاہیے لیکن اگر
کسی سے عشق ہو تو ایک صورت کامیابی کی ہے جسکا ذکر آگے آئیگا۔ چوتھا امر یہ ہے کہ
طبیعت کا فطری میلان گناہون کی طرف یا دیگر جرائم کی طرف نہو اگر فطری میلان ایسا ہوگا
کہ اوسکو ترک کرنا مشکل ہے تو کامیابی بھی مشکل ہے کسبی امور یہ ہین کہ اول گناہِ کبیرہ سے
توبہ کرنا چاہیے۔ خصوصاً جھوٹ اور شراب اور زنا سے دؔوم اوس حرکت کو چھوڑ دینا چاہیے
جو اوسکی عقل پر غالب آجایا کرتی ہو مثلاً نشہ یا غصہ یا طمع یا اور کوئی ایسی حرکت اگر یہ حرکت
فطری ہوگی تو بدون مرشد کامل نہین نکل سکتی اور اگر فطری نہو بلکہ عادت ہوگئی ہو تو
کوشش کرے کہ اول اوسے چھوڑے پھر اسطرف متوجہ ہو جب ان امور سے فراغت
ہوجائے تو کسی ایک طرف اپنے قلب کو متوجہ کرے خصوصاً کسی انسان کی طرف لیکن

Marfat.com

اگر خدا کیطرف ہو تو بہت جلد کامیابی حاصل ہو جاتی ہے اور ساتھہی اس لطیفۂ قلب سے دیگر کمالات دینی و دنیوی بھی حاصل ہو جاتے ہین اگر یہ نہو سکے تو کسی مرشد کامل کیطرف خواہ وہ زندہ ہو یا اوسکا وصال ہو چکا ہو اگر وصال ہو چکا ہو تو اون کے مزار کی جا کے زیارت کرے مگر یہ وہ بزرگ ہون جنکا اعتقاد اوسی تمام بزرگون مین سب سے زیادہ ہو یا سب سے زیادہ ہو تو کم ہی نہو یعنی کوئی نقص باطنی اونکے کمال مین اوسے محسوس نہو جیسا کہ کسی کا عقیدہ حضرت غوث پاک کی طرف یا حضرت غریب نواز کی طرف یا کسی اور کامل کیطرف ہو جنکے مزار پر بہ آسانی جا سکتا ہو خصوصاً اگر اپنے شہر ہی مین مزار ہو تو بہت ہی بہتر ہے مثلاً اگر لکھنؤ مین ہو تو مخدوم شاہ مینا صاحب رح کے مزار پر جائے اگر دہلی مین ہو تو حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رح یا حضرت مولانا سلطان نظام الدین محبوب الٰہی رح یا اور کوئی شہر ہو اور وہان کوئی ایسے ہی بزرگ کا مزار ہو جنکا عقیدہ دل مین بخوبی جم چکا ہو اون کے مزار پر جسقدر زیادہ عرصہ تک ممکن ہو حاضر رہے اور تنہائی ہو یعنی اور نہ کوئی اور بھی موجود ہو تو مضائقہ نہین تصور قلب اور حضور قلب کے ساتھہ آنکھین بند کئے کھڑا ہو جائے یا بیٹھنا ممکن ہو تو بیٹھ جائے اور یہ تصور کرے کہ صاحب مزار کو دیکھ رہے اور وہ اوسے دیکھ رہے ہین لیکن یہ خیال رکھے کہ وہ گیا ارشاد فرماتے ہین چالیس روز کے اندر ہی اندر کچھ نہ کچھ ارشاد ضرور ہوگا اور اگر ہر وقت اونکا خیال رکھے اور شب کو سوتے وقت باوضو سوئے اور اوسی خیال سے سوئے تو چند ہی روز مین کچھ ہدایت ہوگی جو کچھ ہدایت ہو اوسپر عمل کرے تمام لوگون کے بہ نسبت زیادہ جلد اوسے کامیابی حاصل ہوگی۔ اور اگر نماز و روزہ اور درود شریف بکثرت پڑھتا رہے گا تو بہت ہی جلد کامیابی ہوگی مگر اسطرح ہوگی کہ اول خواب مین وہ باتین نظر آئینگی جو آیندہ ہونے والی ہین پھر رفتہ رفتہ قلب مین وہ باتین آنے لگین گی جو صحیح اور بالکل ٹھیک ہین جسقدر نماز روزہ اور کثرت درود شریف اور اون بزرگ کی محبت و عقیدت مین زیادتی کریگا اوسیقدر جلد کامیابی ہوتی جائیگی اور

روز بروز ترقی ہوتی جائیگی یہانتک کہ قلب بالکل صاف ہو جائیگا لیکن شرط یہ ہے کہ چند امور کا ہمیشہ پرہیز رکھنا پڑیگا اول یہ کہ اگر کسیکا راز معلوم ہو جاوے تو نہ زبان پر لاوے اور نہ دل مین اوسپر غرہ کرے اور نہ کسیکو کوئی نقصان اس صفائی قلب کیوجہ سے پہونچاوے اور نہ کوئی ناجائز فائدہ اس سے اوٹھاوے اگر ایسا کریگا تو یہ کامیابی فی الفور کافور ہو جائیگی کیونکہ کم ظرفی اور خودغرضی ان تمام باطنی کمالات کے دشمن ہین واضح ہو کہ یہ کوئی سحر یا جادو نہین ہے بلکہ علاوہ ان کمالات کے دینی فوائد بھی اسمین بہت عظیم ہین تو انکو ضائع کرنا چاہیے اور اتقا و پرہیزگاری کے ساتھ کرے انشاء اللہ تعالی ہر ایک دنیادار کے مقابلہ مین غالب آئیگا اور کوئی اشراقی خواہ کیسا ہی کامل ہوگا اسکے سامنے نہ ٹھہر سکیگا جسکی محنت اسکے مقابلہ مین اتنی دنون کی ہوئی کہ اگر اوسکی مشقت چالیس سال کی ہے اور اسکی چالیس روز کی تو بھی یہی غالب رہیگا - وجہ اسکی یہ ہے کہ اس شخص کو مدد بہت بڑے بزرگ سے ہمیشہ ملتی رہیگی بسبب محبت اور عقیدت اور اوس تصور کے جو اوسے ہمیشہ اوس بزرگ سے رہتا ہے تو گویا یہ دو ہین اور جیسا مشہور ہے دو دست کہ ہزار سے بڑھکر اور اسکا مقابل ایک بھی نہ ہوگا لیکن ہر ایک سے مقابلہ کرنا بھی نازیبا ہے بلکہ اگر کوئی شخص خود بخود زبردستی مقابلہ پر آمادہ ہو اور وہ کافر ہو - تو اوسکو چاہیے کہ فورا خیال ہی خیال مین اپنے اون بزرگ سے کہ جنکا اسکو تصور ہے جو مدد چاہے وہ لے خواہ اوسنے یہ مدد لے کہ اوسکے دل کا حال معلوم ہو یا یہ عرض کرے کہ اس کافر کا دل اور کمال سلب ہو جائے جو چاہے وہ عرض کرے خدا سے امید ہے کہ فورا اسکا مقصد پورا ہوگا اور وہ سخت شکست کھائیگا -

تصفیہ قلب کے حصول مین چند امور نہایت نازک ہین اونکا بیان کرنا اور خیال رکھنا ضرورت ہے ایک یہ کہ صفائی قلب کی ابتدا بہت نازک ہے اور اوس کا احساس بہت مشکل ہے مثلا بیٹھے بیٹھے خود بخود دل مین ایک بات آجائے تو وہ الہام غیبی ہے یا چند باتین دل مین آئین گرچہ بات سب سے پہلے دل مین آتی ہے اور اوسے وہ ہوا غلط

جانتا ہے تو بس یہی صحیح ہے - اور ایک بات یہ ہے کہ ان تمام باتون کو راز سمجھے جو کہ درمیان
اون بزرگ اور اس شخص کے ہے اگر کسی سے کوئی راز بیان کریگا تو کامیاب نہوگا اور اس
رازداری کا سلسلہ ابتدا سے ہے یعنی یہ کہ اولاً کسی سے یہ نکہے کہ مین فلان کام کے لیے فلان
بزرگ کی خدمت مین جاتا ہون یا اونکی محبت وتصور مین رہتا ہون اور جب یہ پوشیدہ رہے
تو یہ بھی نہ کہے کہ فلان امر مجکو معلوم نہوا یعنی کوئی خواب یا بشارت بیان نکرے جاننا چاہیے
کہ بشارت تین طرح پر ہے اول دل مین خود بخود آنا اور اوسپر ایسا وثوق ہوجانا کہ کسی طرح
وہ خیال غلط نہ معلوم ہو دوسرے طریقہ کی بشارت یہ ہے کہ مزار کے سامنے یا اپنے بستر پر
یا جانماز پر بیٹھتے پڑھتے آنکھین بند کرلے یا خود بخود ہوجائے اور کوئی آواز کان مین
آجائے یا اوس کا دل خود ہی اوسکے کان مین کچھ کہدے یعنی بلا اوسکے ارادے کے ایک بات
اوسکے جی مین آجائے اور دل شگفتہ ہوجائے تو یہ بھی بشارت ہے تیسرا طریقہ بشارت کا
یہ ہے کہ خواب وبیداری کے درمیان جسے عالم رویا کہتے ہین اور ایک طرح کی غنودگی
ہوتی ہے اوس حالت مین کسی امر کا معلوم ہونا یہ بھی بشارت ہے - یہ تین طریقے خاص
بشارت کے ہوتے ہین مگر ایک خفیف طریقہ جو کہ سب سے ادنی ہے وہ خواب کا ہے کہ خواب مین
کوئی بات معلوم ہو - مگر خواب مین غلطی کا احتمال سب طریقون سے زیادہ ہوتا ہے البتہ
ایک صورت غلط نہونے کی ہے وہ یہ کہ اون بزرگ کی زیارت خواب مین ہو پس جو کچھ
وہ فرمائین وہ غلط نہین ہوسکتا کیونکہ اولیاء اللہ کی صورت مین شیطان نہین آسکتا
باقی صورتون مین خواب مین غلطی کا بھی قوی احتمال ہوتا ہے اگرچہ علاوہ خواب کے اول کے
تینون طریقون مین بھی غلطی کا احتمال ہوتا ہے مگر بہت کم اب رہا یہ امر کہ کیونکر یہ معلوم ہو
یہ واقعہ غلط ہے یا صحیح یعنی شیطان کی طرف سے ہے یا خدا کی طرف سے تو اوسکی خاص شناخت
یہ ہے کہ خدا کی طرف سے جو واقعہ معلوم ہوگا یا کوئی حکم ہوگا اوسکا اثر بہت عمدہ قلب پر پڑیگا
اور تسکین کامل ہوجائیگا اوس مین کوئی شک وشبہ نرہے گا اور جو کہ شیطان کیطرف سے ہوگا

اوسپر یقین کبھی نہوگا ہمیشہ شک رہیگا لہذا اسکا اندازہ ضرور رکھنا چاہیے - یہ احتمالات ابتدا مین ہوتے ہین رفتہ رفتہ شیطان مغلوب ہوتا جاتا ہے اور سچائی کا غلبہ ہوتا جاتا ہے مگر بہت احتیاط سے کام لے اور نہایت عاجز وحقیر اور طالب صادق رہے کم ظرفی اور خود غرضی اور غرور نکرے ورنہ بالکل کامیابی نہوگی اور اگر ہوگی تو جاتی رہیگی چند روز کے بعد ایک خاص طریقہ اوسکے لیے ہمیشہ کیواسطے معین ہو جائیگا پھر اوس مین فرق نہوگا مثلاً خواب کسی خاص وقت پر خصوصاً فجر کے وقت یا عالم رویا یا بیداری یا قلبی طریقہ اوسکے لیے مقرر ہو جائیگا اور پھر ہمیشہ اوس سے کام ہوتا رہے گا

تصفیہ قلب اہل طریقت اہل طریقت کو تصفیۂ قلب اور ترکیبون سے حاصل ہوتا ہے اور جلد اور عمدہ بلا زوال حاصل ہوتا ہے اونکی تنزلی کا احتمال بہت کم ہوتا ہے بہ نسبت اہل دنیا کے کیونکہ اونکے جملہ نقائص اونکا مرشد رفع کرتا جاتا ہے اور ہمیشہ ہدایت کرتا رہتا ہے تاکہ موانع رفع ہوتے رہین -

اہل طریقت کے لیے مختلف تدابیر ہین اور متعدد اذکار واشغال ہین بلکہ مرشد اپنے مرید کے حسب حال طریقہ تعلیم کرتا ہے منجملہ اونکے ایک طریقہ یہ کہ جب سانس اندر کو لے تو لا الٰہ کہے اور جب باہر کو سانس نکالے تو الا اللہ ہر وقت یہی عمل رکھے اور قلب کا تصور رکھے چند روز مین دل صاف ہو جائیگا اور تصفیۂ قلب شروع ہو جائیگا -

دوسرا طریقہ یہ بھی ہے کہ قبلہ رخ باوضو چار زانو اسطرح بیٹھے کہ انگشت پا اور اوسکے برابر کی اونگلی سے کھائی مین گھٹنے کا بطن آجائے دونون پانون مین - اور سیدھا ہاتھ بائین ہاتھ پر رکھکے زور سے دباوے اور آنکھین بزور بند کرے سانس [illegible] بند کرے اور قلب کی حرکت کی طرف متوجہ ہو زبان سے ہر حرکت پر اللہ کہے اور یہ خیال کرے کہ قلب مین ایک سوراخ ہے اور لفظ اللہ اوسکے اندر ہر حرکت قلب پر گرتا ہی اور جاتا ہے اسطرح قلب کے اندر جو زنگ ہے وہ گھسکر صاف ہوتا جاتا ہے چند منٹ یعنی

Marfat.com

جسقدر ممکن ہو پے در پے سانسون کو بند کرتا رہے جب دیکھے کہ اب سانس مین بالکل قوت نہین رہی تو پھر کسی وقت پر موقوف رکھے اور دن اور رات مین دو تین مرتبہ بھی عمل کرے اور سانس کو جسقدر قوت ہوتی جائے اوسیقدر بڑھاتا جائے یہانتک کہ گھنٹون کی سانس لمبی ہو جائیگی اور حرکت قلب کی بہت زور سے اور بلند آواز ہوتی جائیگی اور ذکر اللہ حرکت و آواز قلب کے ساتھ برابر جاری ہو جائیگا جب یہانتک نوبت پہونچے تو پھر یہ آواز دوسرے لوگ سنینگے اور اوسوقت سے تصفیہ قلب شروع ہو جائیگا اور یہ صفائی بڑے اعلی درجہ کی صفائی ہوگی اور اس سے اسقدر فوائد ہین کہ بیان مین نہین آسکتے چنانچہ جسقدر کمالات اس کتاب مین درج ہین اونمین سے اکثر اسی طریقہ کے ذکر سے درجہ کمال کو پہونچتے ہین اسکے لیے چند شرائط لازمی ہین اونکا بیان کرنا بھی لازمی ہے اول یہ کہ ذاکر اگر حار مزاج ہو تو مرطوب اور روغنی اشیا استعمال کرے ورنہ خون آنے لگے گا اور حدت کمال درجہ پر بڑھجائیگی دوسرا امر یہ کہ حالت بھوک یا شدت سے پیٹ بھرا ہو اوسوقت نہ چاہیے تیسرا امر یہ کہ گرمی کا موسم اور وقت گرمی کا نہو چوتھا امر یہ ہے کہ مباشرت اس طریقہ مین نہ چاہیے کیونکہ اگر مباشرت کریگا ترقی نہوسکے گی اور اون کمالات کو نہ پہونچ سکیگا جو اس سے عجیب و غریب حاصل ہوتے ہین اور انکی تفصیل انشاء اللہ تعالی آیندہ ہوگی۔

دوسری ترکیب تصفیہ کی یہ ہے کہ جسقدر ممکن ہو خدا کے خوف یا اوسکی قربت کے لیے روئے جسقدر روئیگا اوسیقدر قلب صاف ہوگا اور شرط یہ ہے کہ گناہون سے باز رہے کیونکہ گناہون کی کثرت قلب کو سیاہ کرتی ہے اور ظالمون اور دنیا کے طالبون کی صحبت سے پرہیز کرے کیونکہ اس سے بھی دل سیاہ ہوتا ہے چنانچہ حدیث شریف مین ہے رویۃ وجہ الظالم یمیت القلب اور درویش کامل کی صحبت سے قلب صاف و پاک ہوتا ہے اور اگر کسی ایسے بزرگ کی محبت اسکو ہو جائے تو سوای معمولی امور کے کوئی محنت صفائی قلب کیلیے نہین کرنا پڑتی جسقدر یہ محبت بڑھتی جائیگی اوسیقدر دل صاف و شفاف ہوتا جائیگا اور

اور اگر خدا کی محبت ہو تو اس سے بہتر کوئی شئے تصفیہ قلب کے واسطے ممکن نہین

فصل ۱۴ طریقت مین تزکیہ نفس جزو اعظم ہے بلکہ اسی پر دارومدار طریقت کا ہے

تزکیہ نفس

اگر اسکا ایک ادنی شمہ رہجائے تو طریقت مین نقصان عظیم ہے اور مشکل بھی صرف یہی ہے گویا طریقت مین قالب تو عبادت ہے اور روح تزکیہ نفس ہے اور اس تزکیہ کا ذکر باری تعالی نے خود بھی اپنے فرقان حمید مین ارشاد فرمایا ہے اور اگر قرآن وحدیث کے تمام ممنوعات جمع کیے جائین تو تین ربع اوس سے ہونگے جو متعلق تزکیہ نفس ہونگے بلکہ شاید کوئی ایسا مسئلہ ہو جو تزکیہ نفس کے باب مین نہو ورنہ فعل و حقیقت ہر امر و نہی کی بھی تزکیہ نفس ہے جسکو تزکیہ نفس حاصل ہو اوس سے کوئی گناہ صغیرہ و کبیرہ عمداً نہین ہو سکتا اور جسکا نفس غالب ہو اوس سے کوئی گناہ صغیرہ یا کبیرہ بچ نہین سکتا خدا کے قانون مین تزکیہ نفس کا یہ اصول ہے کہ جس نفسانی فعل سے مخلوق کو زیادہ ضرر پہونچتا ہے جیسے جھوٹ غلبہ بتا بدمعاملگی دغا جعل چوری وغیرہ وغیرہ یا جس سے فاعل اپنے کو اور اپنی نسل کو نقصان پہونچتا ہے جیسے زنا و خودکشی وغیرہ یا جس سے اور نفسانی برائیاں بھی پیدا ہوتی ہین جیسے شراب یا جس سے بیغیرتی اور غصہ بڑھتا ہے جیسے اکل گوشت خنزیر و شیر یا جس سے روح نفسانی کو نقصان اور نفس کو تقویت ہوتی ہے جیسے ترک فرض عین وہ سب افعال حرام ہین اور جس نفسانی فعل سے اس سے کم نقصان مذکورہ بالا اشیا کو ہوتا ہے وہ مکروہ ہین اور جسمین بہت ہی خفیف سا ضرر ہوتا ہے احتمال ضرر ہے اونکا ترک اولی ہے اور جس روحانی فعل سے نفس خوب زیر ہوتا ہے وہ فرض عین قرار دیے گئے ہین جیسے نماز روزہ حج زکوۃ اور جسکی کثرت سے نفس زیر ہو جاتا ہے وہ افعال مسنون ہین اور جس سے زور کم ہوتا ہے اور نفس مین خوف ... ہو جانیکا پیدا ہوتا ہے وہ افعال مستحب قرار دیے گئے ہین یہی اصول یہ تمام اصول قانون شریعت کے ہی ہین۔

جاننا چاہیے کہ انسان مین دو چیزین بہت بڑی ایک دوسرے کے مقابل ہین ایک نفس
دوسرے روح یہ دونون ایک دوسرے کے ضد ہین نفس کے تمام افعال وخواص بد ہین
اور روح کے نیک جو راستہ خدا کی طرف گیا ہے وہ روحانی ہے اور جو اوسکے خلاف گیا ہے
وہ نفسانی ہے یعنی نفسانی افعال خدا سے دور کرتے ہین اور روحانی قربت پیدا کرتے ہین
اوسکی خاص وجہ یہ ہے کہ روح انسانی خدا کی روح ہے اور نفس انسانی شیطنت کا جزء ہے
تو ہر شے اپنے اصل کی طرف راجع ہوتی ہے اسی لیے روح ہمیشہ قربت خدا کی تحریک کرتی ہے
اور نفس قربت شیطان کی اس مین جو غالب ہوتا ہے اوسکے موافق نتیجہ نکلتا ہے چنانچہ اخوان الشیاطین
ہمیشہ شیطان سے مدد لیتے ہین اور نجس اشیا سے کام لیتے ہین تا کہ شیطان خوش ہو مثل
ساحرون کے اور عاشقان خدا ہمیشہ طہارت کا خیال رکھتے ہین اور خدا ہی سے مدد لیتے ہین
اور جب ساحر روح کو بالکل مغلوب کر دیتا ہے اور نفس کو غالب تو اپنے فن مین کامل ہو جاتا ہے
اور صاحب طریقت جب نفس کو بالکل مغلوب کر دیتا ہے تو خدا رسیدہ ہو جاتا ہے گویا نفس
وروح ایک ترازو کے دو پلے ہین جب ایک جھکیگا تو دوسرا ضرور اونچا ہوگا تو اہل طریقت
تمام وہ افعال کرتے رہتے ہین جنسے نفس مغلوب اور روح غالب ہو لہذا تمام افعال کے
دو بڑے حصے کر دیے گئے ہین ایک حصے سے روح کو قوت وتازگی اور لطافت وصفائی
حاصل ہوتی ہے دوسرے سے تزکیہ نفس ہوتا ہے یعنی نفس پاک وصاف اور اسقدر صاف کیا جاتا ہے
کہ گویا نہین رہتا تزکیہ اون لوگون کی بنائی ہوئی اصطلاح ہے جو یہ کہتے ہین کہ روح ونفس
ایک ہی شے ہے صرف افعال کا فرق ہے جب افعال نیک ہون تو روح سے نسبت کرتے ہین
اور جب افعال بد ہون تو نفس سے تعبیر کرتے ہین اسی لیے اونھون نے مغلوبیت نفس کا نام
تزکیہ نفس رکھا ہے اور اسکی دلیل یہ ہے کہ خدا نے خود نفس کی تین صورتین دکھائی ہین نفس امارہ
نفس لوامہ نفس مطمئنہ اور نفس امارہ کی مذمت کی ہے اور نفس مطمئنہ کی صفت کی ہے
یا ایتہا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ متاخرین نے اقدام وتفہیم کے لیے

Marfat.com

نفس کے دو حصے کر دیے ہین نفس امارہ کو محض نفس کہتے ہین اور نفس مطمئنہ کو روح کہتے ہین
لہذا ہم بھی اپنے مضامین مین آسانی کے لیے بھی بہتر سمجھتے ہین کہ نفس و روح علیحدہ علیحدہ
کر دین - اور یہ احتمال بھی ہے کہ نفس امارہ اور نفس مطمئنہ علیحدہ علیحدہ ہو
ہم اوپر یہ بیان کر آئے ہین کہ ایک حصہ افعال کا وہ ہے جنکے ترک سے نفس کا تزکیہ ہوتا ہے
تو اب ہم اونکو بیان کرتے ہین - غصّہ - خود پسندی - طمع - شقاوت یہ چند باتین ہین جنسے
نفس مرکب ہے اگر یہ چار دن نہ رہین تزکیۂ نفس کو کمال ہو جائے شریعت مین انکا غلبہ تو
حرام ہے مگر طریقت مین انکا موجود رہنا حرام ہے جبتک نیست و نابود نہو جائے
اوسوقت تک کامل طریقت نہین اور جسقدر انمین کمی ہوگی اوسیقدر طریقت مین قدم آگے
بڑھتا جائے گا تشریح ان چارون کی ضروری ہے -
غصّہ ایک صفت جلالی ہے اور چونکہ طریقت راہ جمالی ہے اسلیے جلال اوسکے خلاف و ضد ہے
تو اسکا رہنا باعث فنای کمال ہے - اسکا غلبہ تو جب ہوتا ہے کل قوتین اور تمام کمالات
مغلوب ہو جاتی ہین اسلیے یہ شریعت مین حرام ہے مگر طریقت مین اسکا محض وجود اسلیے
حرام ہے کہ ایک نجس شے ہے جسکو طاہر کے پاس نرکھنا چاہیے کیونکہ نجاست سے طہارت
جاتی رہتی ہے چند مثالون سے یہ واضح ہوگا کہ غصّہ بالکل فنا ہو جانے کی کیا علامت و صورت
ہے - حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب کرّم اللہ وجہہٗ کے روئی مبارک پر ایک کافر نے
مغلوب و مجبور اور بے بس ہو جانے کی وجہ سے تھوک دیا ظاہر ہے کہ ایسے شخص کے منہ پر
کوئی شخص تھوک دے خصوصًا بحالت جنگ بدل کہ اظہار غصّہ کا خاص وقت ہے کتنا
غضب اوسے ہوگا مگر غصہ آجانا تو درکنار وہ غصّہ جو دین کے لیے تھا اور جو ہوا تھا
وہ بھی جاتا رہا اور اتنا بھی نرہا کہ آپ اوسکے سینہ پر جسطرح سوار ہو گئے تھے سوار رہتے آپ
فورًا اوٹھ آئے اور اوسے قتل نکیا اگر قتل کرتے تو اونکا نفس تو ہرگز شریک نہوتا مگر اور لوگونکو
یہ خیال ہو سکتا ہے کہ حضور کا نفسانی غصہ بھی شاید اس قتل مین شریک ہو گیا ہو چونکہ وہ

تمام اہل طریقت کے پیشوا تھے لہذا پیشوا و نکو ایسی باتون کی احتیاط اور زیادہ چاہیے تاکہ
مثال مین یہ تذکرہ آسکے تو غصہ کی نفسانی آگ آپکی ذات مین اسدرجہ سرد ہو چکی تھی کہ روحانی
حدت بھی تھوڑی دیر کو اوسکے اثر سے سرد ہو گئی اس سے عمدہ مثال غصہ کے نرہنے کی
اور کوئی نہین یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی واقعات سے صدہا مثالین مل سکتی ہین کہ
لوگ آپکو کیا کیا تکلیفین پہونچاتے تھے یہانتک کہ راستہ مین آپکا لباس پاکیزہ کوڑے کرکٹ
سے آلودہ ہو جاتا تھا کہ مگر آپ کے چہرے پر شکن نہ آتی تھی اور یہ دو ایک مرتبہ نہین ہوا بلکہ
تین برس تک برابر ہر روز ایک نہ ایک واقعہ ایسا ضرور ہوتا تھا بلکہ بعض روزون مین کئی مرتبہ
اور جو باتین گذرین مین اونکو اسلیے بیان نہین کرتا ہون کہ یہ کتاب اونکی سوانح عمری تو ہی نہین
پھر ایسی باتین کیون لکھون جنسے خود میرے قلب اور تمام ناظرین کو صدمہ پہونچے۔ اسیطرح
حضرت امام حسین علیہ السلام کے تمام واقعات کربلا سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ کوئی تکلیف ونکو لیے
باقی نہین رہی اور کسی بات پر اونکو غصہ نہ آیا اسکی دلیل علاوہ اسکے کہ واقعات مین نہین
یہ بھی ہے کہ اگر اونکو غصہ آجاتا تو زمین کا طبقہ اولٹ جاتا کیونکہ کاملان طریقت کا غصہ خدا کا
غصہ اور اوسیکا قہر و غضب ہوتا ہے اوسکی پناہ نہین ہے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ رسول خدا اور صحابہ
اور ائمہ کی مثال ہملوگون کے لیے کیونکر قائم ہو سکتی ہے وہ ایسے ہی زبردست تھے جو ستقل تحمل
تھے ہم سرون تو یہ کہان نصیب مگر ہم کہتے ہین کہ ان سب پر مصیبتین بھی تو اتنی پڑی ہین کہ کسی پر
نہین پڑتین تم پر جو واقعات درپیش ہوا تم اونھین کے لیے کافی تحمل و حلم اختیار کرو چنانچہ
اُمت کی چند مثالین لکھ دیتا ہون حضرت خواجہ خواجگان معین الدین چشتی رح جب اجمیر میں
تشریف لائے تو ایک جگہہ زمین پر آکے بیٹھ گئے وہان اتفاق سے راجہ کے اونٹون کے
بیٹھنے کی جگہہ تھی ساربان جو آئے تو اونھون نے منع کیا اور نہایت سختی سے اونکو وہان سے
اوٹھا دیا آپ وہان سے اوٹھ آئے گو ذرا بھی توہین و تکلیف پر ذرا بھی غصہ نہین آیا حالانکہ یہ وہ شخص
تھے جنھون نے اونٹون کو تو کیا اونکے مالک راجہ ہند کو تخت حکومت پر نہ بیٹھنے دیا۔ اسیطرح

Marfat.com

بلکہ اس سے سو حصے زیادہ ہر کامل پر تمام عمر مین سیکڑون واقعات ایسے گزر جاتے ہین مگر وہ غصہ نہین کرتے آجکل کے فقیر ایسے ہین کہ لباس تو فقیرون کا پہن لیا مگر صفات فقر سے واقف تک نہین بلکہ دنیا دارون سے بھی زیادہ صاحب نفس ہوتے ہین اگر کوئی سلام نکرے یا پشت کرکے کھڑا ہو جائے یا اچھی جگہ نہ بٹھائے تو اوسکے خون کے پیاسے ہو جائین جاننا چاہیے اور خوب پہچان لینا چاہیے کہ ایسے لوگ درویشی اور طریقت سے اسقدر دور ہین جسقدر مشرق سے مغرب دنیا دار اوسسے بہتر ہین - اور جن فقیرون کے واقعات سے یہ ظاہر ہوا ہے کہ وہ کبھی اپنی توہین پر غصہ مین آئے ہین تو درحقیقت وہ خدا کا غصہ تھا جو اونکے پردے مین ظاہر ہوا جیسا کہ حضرت موسیٰ کا غضب قوم فرعون پر اور حضرت نوحؑ کا غصہ اونکی امت پر علی ہذا یہ خوب سمجھ لینا چاہیے کہ غصہ نفسانی کی کمی ہونی چاہیے نہ کہ غصہ روحانی کی -- غصہ روحانی وہ غصہ ہے جو یا تو ہمدردی کی شکل مین ہوتا ہے مثلاً ظالم پر غصہ آئے تا کہ اوسکو کسی مظلوم کے لیے سزا دے یا کافر پر مجاہد کو غصہ آئے کہ وہ خدا کو برا کہتا ہے یا اور کسی ایسے ہی امر کیواسطے اور نفسانی غصہ وہ غصہ ہے جو خاص اپنی توہین یا تحقیر یا تکلیف پر یا اپنی کسی نفسانی خواہش کے لیے آئے -

دوسرا فعل خودپسندی یہ بھی فقیر مین نہ رہنا چاہیے غصہ کے بعد اسکا دوسرا نمبر ہے جو کہ خاص نفسانی فعل ہے اور مخالفت طریقت مین غصہ سے کچھ ایسا کم نہین ہے خودپسندی کا بڑا پیمانہ تکبر و غرور ہے یہ تو شریعت مین بھی حرام ہے بلکہ شیطان کے ملعون و مردود ہونے کا یہی خاص سبب ہوا مگر طریقت مین ادنی سے ادنی خودپسندی بھی حرام ہے اور غصہ اگر نفس کا جسم ہے تو خودپسندی اوسکی جان ہے کیونکہ تزکیہ نفس مین یہ سب سے زیادہ اہم اور ضروری ہے اور بہت ہی باریک ہے - چند صورتین اور مثالین بیان کرتا ہون امید ہے کہ خودپسندی کی باریکیان واضح ہو جائین گی - اسکی اول دو حالتین ہین - جلی خودپسندی - اور خفی - جلی کو سب جانتے ہین کہ اپنے کو کچھ سمجھنا اور تعریف کا خواہشمند ہونا یا اپنی محنت کو قابل صلہ و [illegible] خیال کرنا

Marfat.com

یا اپنے آپکو فقیر درویش یا نیک یا عاشق حقیقی یا عابد وزاہد یا عالم وقابل جاننا یہ تو جلی خودپسندیون کی صورتین ہین خفی بیان کرنیسے سمجھ مین نہ آئیگا مثال سے واضح ہوگا حضرت مخدوم مولانا شاہ صفی جوکہ حضرت مخدوم شاہ مینا قدس سرہ کے خلیفہ حضرت سعد کے خلیفہ تھے اسنکے پڑوس مین ایک امیر آدمی رہتا تھا اوسکے خدمتگار کا نام بھی صفی تھا مگر تصغیر کی وجہ سے صفیا پکارا جاتا تھا تو اوسکا مالک صفیا کہہ کے اوسے پکارتا تھا آپ کھڑے ہوجاتے تھے اور یہ خیال کرتے تھے کہ مجکو کسی نے پکارا خودپسندی کا مادہ اسقدر آپ سے دور ہوگیا تھا کہ آپ کو یہ خیال ذرہ برابر نہوتا تھا کہ مجکو کوئی اس تحقیر سے نہ پکارے گا کیونکہ اونکو یقین کامل تھا کہ وہ نہایت حقیر ہین حالانکہ اونکا مرتبہ باطن مین جو کچھ تھا وہ ظاہر ہے کہ اونکے غلامون نے مُردون کو جلایا ہے یعنی حضرت شاہ خادم صفی رحمۃ نے خفی خودپسندی یہ بھی ہے کہ جلی خودپسندی اپنے مین نپاکر خوش ہو اسکی وضاحت یہ ہے کہ مثلاً ریاضت کی یا کوئی اور نیک کام کیا اور اوس پر فخر وناز نکیا اور اس بات پر خوش ہوا کہ مین نے اس نیک کام پر فخر نہین کیا تو یہ خوشی بھی خفی خودپسندی ہے یا یہ خفی خودپسندی بھی اپنے مین نہ پائی اور اسپر خوش ہوا تو یہ بھی خودپسندی کا ایک باریک شعشہ ہے اسی طرح یہ سلسلہ مسرت جبتک قطع نہو اوس وقت تک سلسلہ خودپسندی نہین جاتا۔ ریا بھی داخل خودپسندی ہے یعنی جلی خودپسندی ہے اور ریا نہونے پر خوش ہونا یہ خفی خودپسندی ہے علی ہذا القیاس یہ سلسلہ مسرت بھی منقطع ہوجائے یا اپنے آپکو فقیر یا عابد یا عالم یا نیک نہ سمجھے بلکہ ہیچ وناچیز اور گناہگار اور سب سے بدتر جانے اور اس بات پر خوش ہوا کرے کہ مین اپنے آپکو برا سمجھتا ہون اور سب سے بدتر جانتا ہون یہ خوشی بھی داخل خودپسندی ہے اور اسکا سلسلہ بھی اسیطرح منقطع ہونا چاہیے۔ ایک درویش حیدرآباد دکن مین ہین اونھون نے ایک تفسیر لکھنا شروع کی وہ تفسیر نہایت عمدہ تھی جسنے دیکھی اوسنے تعریف کی وہ جزو جزو شائع کرتے تھے اونھون نے بند کردی مین نے پوچھا کہ ایسی نعمت کو آپ نے کیون روک دیا اول تو اونھون نے حیلہ حوالے کیے پھر جب مین نے سب عذرات اونکے

بیکار ثابت کیے تو اونھون نے اصل بات بطور راز کے یہ بتائی کہ لوگونکی تعریف سے یہ خیال پیدا ہوا کہ ایسا نہو ان تعریفون پر نفس خوش ہونے لگے یا اوسکی خفی و اخفی خود پسندی کا کوئی سلسلہ قائم ہو جائے لہذا اوس فعل ہی کو چھوڑ دیا اور اس فعل کے ترک کا بھی اونکو غالبًا افسوس پیدا ہوگا کیونکہ اگر یہ مسرت بھی کہ اگر ایسے فعل کو ترک کردیا گویا بڑا عمدہ کام کیا تو یہ بھی وہی سلسلہ نفسانی ہے اسیطرح اور بہت باریک شاخین ہین جو نہ تو بیان مین آسکتی ہین نہ سمجھ مین آسکتی ہین اور نہ اونسے چھٹکارا ہوسکتا ہے البتہ اوسیوقت ان نفسانی باریکیون سے فریب سکتا ہے جبکہ سالک بیخود اور بیہوش ہو اگر طریقت مین بیخودی نہوتی تو سالک ایک قدم آگے نہین بڑھ سکتا تھا کیونکہ نفس کی چالاکیان بہت باریک ہین اونکا خیال مین رکھنا اور اوسے بچنا بہت مشکل ہے کہ جیسے کرامت و معجزہ یعنی سوای اولیاء اللہ کے کوئی نہین بچ سکتا وہ بھی اوسی حالت مین جب وہ بے خود ہون - ایک خفی خود پسندی یہ بھی ہے کہ نفس جو کہے وہ کرنا چاہیے اور جو نکہے وہ کیا اگر یہ اصول افعال مباح مین چلتا ہے ایسا نہین کہ نماز پڑھنے کو جی چاہے تو نماز نہ پڑھے کیونکہ نماز کا شوق تو روح کی طرف سے ہوتا ہے البتہ امور مباح ہین یہ اصول فیروز ... اگر صرف اسی پر اختیار ہو جائے تو ہزارہا کمالات حاصل ہوسکتے ہین چنانچہ یہ کام جن اہل ہنود فقرا نے کیے ہین صاحب تصوف و کرامت وہ بھی ہوگئے ہین جوگی جے پال کی ایک مثال کافی ہے انکو یہ قوت تھی کہ ہوا مین اوڑ سکتے تھے زمین مین غرق ہو جاتے اور پہاڑ کو جڑ سے اوکھاڑتے اور ایسے ہی ہزارون خرق عادات پر اختیار تھا کسی نے پوچھا کہ آپ کو یہ کمالات کیونکر حاصل ہوے کہا صرف اس بات سے کہ نفس نے جو کہا وہ کبھی نہین کیا ... شریعت سے کوئی تعلق نہ تھا اسلیئے اچھی بات کو کہا تو وہ بھی نہ کی اور اوسوقت ... یہانتک کہ جب حضرت خواجہ غریب نواز رح سے مقابلہ ہو کر مغلوب ہوے اور دل مین یہ خیال آیا کہ ایسے اکمل شخص کا شاگرد و مطیع ہو جانا چاہیے تو اوسوقت وہ چلے گئے اور جے پال نے کہا کہ اچھا ہوا جو ہم وہانسے چلے آئے اپنے ہزارون برس کے مذہب کو بھلا چھوڑ دیتے اوسوقت

Marfat.com

اسکے مسلمان ہوگئے اور حضرت کے ہاتھ پر بیعت کی۔

طمع تیسری چیز ہے جس سے نفس مرکب ہے طمع در اصل محبت دنیا ہے اور چند امور اسکے متعلق ہین اونکا ذکر کرنا ضروریات سے ہے۔ جسکو طمع ہوگی اوسکو توکل ضرور ہوگا کیونکہ جسکو خدا اور اوسکے مسبب الاسباب ہونیکا یقین ہے وہ ضرور اوسپر بھروسا کریگا یہانتک کوئی شئے خلاف توکل اوسپر غالب نہ آئیگی اوسوقت تک انسان متوکل رہیگا چنانچہ جب محبت دنیا و مافیہا غالب ہوجاتی ہے اوسوقت توکل نہین رہتا لہذا طمع مخالف توکل ہے دوسرے قناعت جب طمع ہوگی تو قناعت نہین ہوسکتی کیونکہ طمع ایک دنیوی محبت ہے اور محبت مین افراط و تفریط کا فطری مادہ ہے جس سے وہ زیادتی حصول چاہتاہے لہذا قناعت نہین ہوسکتی تیسری بات یہ ہے کہ طمع اور عشق مین ضد ہے جسکو عشق ہے وہ معشوق سے کوئی شئے عزیز نہین رکھ سکتا اور جسکو طمع ہوگی اوسے محبت دنیا ہوگی وہ کبھی عاشق نہین ہوسکتا لہذا طریقت کی راہ مین طمع نہایت زبردست رہزن ہے اور صرف طریقت ہی کے مخالف نہین بلکہ پابند شریعت بھی وہ شخص نہین کہا جاسکتا جو کہ طامع و حریص ہو کلام مجید مین جابجا طمع یعنی محبت مال و متاع دنیا کی مذمت ہے اور قارون کو صرف طمع کی وجہ سے ملعونیت حاصل ہوئی۔ اور طامع کے لیے لازم ہے کہ بخیل ہو اور بخیل دشمن خدا ہے تو کجا عشق خدا اسی بات کو مولانا نے فرمایا ہے ؎ ہم خدا خواہی و ہم دُنیای دون ؛ این خیال است و محال است و جنون یعنی محبت دنیا بھی ہو اور محبت دین بھی یہ محال ہے کیونکہ دونون ایک دوسرے کی ضد ہین جو کوئی فقیر طالع و حریص ہو سمجھو کہ وہ فقیر نہین بلکہ دنیادار سے بدتر ہے کیونکہ دنیادار تو طالب دنیا ہے اوسے دھوکا نہین ہوسکتا اور فقیر سے دھوکا ہوسکتا ہے۔

شقاوت شقاوت بھی ایک خاص روحانی نقص ہے جو کہ جزو اعظم مروت کا دشمن شقاوت کی زیادتی تو شریعت مین بھی حرام ہے یعنی کسی پر ظلم کرنا قتل کرنا یا اوسکی طرح دل دکھانا مگر طریقت مین ادنی سے ادنی درجہ تک کی شقاوت حرام مطلق ہے لغوی معنی

تو اسکے دل کی سختی ہین اور اصطلاح مین اون تمام امور کو کہتے ہین جنسے خلاف حلم و رحم
و ہمدردی و محبت کوئی فعل واقع ہو چنانچہ یہ امر شریعت و طریقت دونون مین مسلم ہے کہ
کسی کو صدمہ پہونچانے اور دل دکھانے سے بندہ کے کوئی گناہ عظیم نہین اور یہی وہ معاصی ہین
جنکو خدا معاف نکریگا کیونکہ یہ حق العباد ہین اللہ اپنے گناہ تو معاف کرسکتا ہے کہ وہ ارحم الراحمین
ہے مگر دوسرون کے گناہ وہ اپنے آپ اگر معاف کردے تو اوسے حق مالکانہ ضرور حاصل ہے
کیونکہ وہ سب کا مالک اور سب اوسکے بندے ہین مگر یہ انصاف کے خلاف ہوگا لہذا بندونکا
گناہ کرکے کوئی شخص سبکدوش نہین ہوسکتا خواہ تمام عمر ہر سانس مین ایک کلام مجید پڑھے
شقاوت کی موٹی مثالین تو سب جانتے ہین مگر باریک مثالون کا بیان کرنا متعلق طریقت ہے
اور انھین پر عمل کرنیسے داخل طریقت ہوسکتا ہے چنانچہ یہ امر بھی طریقت مین داخل شقاوت
کیا گیا ہے کہ کسی کی خطا نہ بخشی جاوے اور اوسے سزا دیجاوے یا اوسے ندامت ہو یا او
کسی طرح کا رنج پہونچے خواہ وہ کیسا ہی عظیم گناہ کرے چنانچہ حضرت امام اعظم رح ایک وقت مین
امام تھے جو کوئی مسجد مین نماز پڑھنے آتا اونکو یہ معلوم ہو جاتا کہ یہ شخص فلان گناہ کیا کرتا ہے
لہذا اپنے فرض منصبی کے اعتبار سے وہ اوسکو نصیحت کرتے مگر یہ بھی پہچان لیتے تھے کہ ہر ایک کو
میری ذات سے صدمہ پہونچتا ہے اور دل دکھتا ہے لہذا اونھون نے خدا سے دعا کی کہ یارب
میری یہ صفائی قلب جاتی رہے کہ مین کسی کے افعال سے آگاہ ہون نہ مجھے علم ہوگا نہ مین کسیکو
چنانچہ ایسا ہی ہوا ایک مرتبہ حضرت مخدوم شاہ مینا قدس سرہ کو ایک گھوڑا کسی نے نذر دیا تھا
اور وہ میدان مین چرا کرتا تھا ایک آدمی اوسے چرا لیگیا لوگون نے تلاش کیا اور مع گھوڑے کے
اوسے پکڑ لائے آپ نے اوسکی نسبت کہا کہ یہ [illegible] گھوڑا نہین ہے اسے چھوڑ دو [illegible]
تو خلاف واقعہ بیان کرنا منظور کیا اور [illegible] نہین لیا کہ کوئی [illegible] ہو اور اوسکا دل دکھے
خواہ وہ چوری کیون نہو۔ اور ساتھ ہی اسکے آپ نے اپنے دل مین [illegible] کردیا ہوتا
تاکہ اوسپر قیامت کا مطالبہ نہ ہے یہ اہل طریقت اس خیال کے لوگ ہوتے ہین جو کہ یہ چاہتے ہین

کہ کاش تمام اُمّت کے گناہون کی سزا ہمکو ملجائے اور کسی کو تکلیف نہ پہونچے چنانچہ اہل شریعت اور اہل طریقت مین جہان اور فرق ہین ایک یہ بھی ہے کہ اہل شریعت وہ ہین جو عذاب دوزخ سے ڈرتے ہین اور اہل طریقت خدا کی دوری سے ڈرتے ہین اور اوسکے بعد اونکو یہ خوف رہتا ہے کہ امت رسول پر عذاب ہو کاش وہ سارا عذاب ہمپر ہو جائے تو شقاوت کی باریک مثالون مین سے یہ دو مثالین دیگئین انکا ذکر خدای تعالی نے اپنے کلام پاک مین بھی جابجا کیا ہے والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس اس آیۃ مین غصّہ اور شقاوت دونکی تردید کی گئی ہے چنانچہ آنحضرت کی زندگی کا زیادہ حصہ ان چارون پرہیزونسے بھرا ہوا ہے غصہ سے طمع نہ کرتے تھے غرور وخود پسندی نام کو نہ تھی محلہ کی عورتون کا سودا لا دیا کرتے تھے اور جو کوئی برا کہتا تھا تو برا نہ مانتے تھے حالانکہ وہ پیغمبر تھے ہر بدی اور گناہ سے معصوم تھے مگر چونکہ تمام اچھون کے پیشوا تھے اسلیے اونکی تعریف مین خدا نے فرمایا ہے وانک لعلی خلق عظیم جاننا چاہیے کہ خلق عظیم ایک ایسی صفت ہے آنحضرت موصوف کیے گئے ہین کہ تمام عالم کی خوبیان اسمین آگئین اور کوئی خوبی ایسی نہین جو اسمین نہو اور کوئی بدی ایسی نہین جو اس پر عمل کرنے والی ہین پائی جائے خلق عظیم کا لغوی معنی تو بہت بڑا خلق ہے مگر بہت بڑے خلق اور خلق مین ایک عجیب وغریب فرق ہے وہ یہ کہ تھوڑے خلق والے آدمی سے تھوڑی نیکیان ہوتی ہین اور کچھ خوبیان رہجاتی ہین لیکن خلق عظیم جسکو حاصل ہو اوس سے کوئی نیکی نہین رہتی اور کوئی گناہ نہین ہوسکتا چنانچہ اگر خلق عظیم کی تفسیر و تشریح کیجائے تو ایک جز کی کتاب علیحدہ ہو مگر یہان چند سطرون سے زیادہ گنجائش نہین لہذا صرف اسی پر کفایت کرتا ہون کہ صاحب خلق عظیم سے کوئی شخص رنجیدہ نہین ہوسکتا اور نہ کسیکو نقصان پہونچ سکتا ہے خواہ وہ اچھا ہو یا برا چنانچہ کفار نے آپکی اکثر تعریفین کی ہین اور یہانتک کہ آپکا جہاد بھی اس اصول پر تھا کہ جیسے مقتولون اور کافرون کو روحانی فائدے پہونچتے تھے یہانتک کہ اونکی بعثت کا خاص منشا یہ تھا کہ جاہلیت کی گمراہی سے جو اونکو گھیرا ہے تو

اوسکی وجہ سے دنیا مین بھی فتنہ و فساد اور گشت و خون کرتے رہتے تھے اور عاقبت مین دوزخ کا سامنا ہوتا ان تکالیف دینی و دنیوی سے بچانے کے لیے آپ مبعوث ہوے اور اسی بات کو خدا نے خود فرمایا ہے وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ خلاصہ یہ کہ اگر صرف خلق عظیم کا لفظ کوئی شخص سمجھ لے اور عمل کرے تو شریعت وطریقت کا عامل ہے مگر چونکہ یہ مشکل امر ہے کہ ایک لفظ سے ہر شخص کل امور نکال لے اسلیے علم تصوف کی ضرورت پڑی تاکہ خلق عظیم کے ہر جزو کو علیحدہ علیحدہ دکھا دیا جائے۔

فصل ۱۲
سلوک وجذب

طریقت مین دو حالتین ہین سلوک وجذب سلوک اوس حالت کو کہتے ہین کہ طریقت کے راستے پر باحواس وہوش رہے ہو اور جذب یہ ہے کہ اپنے ہوش مین نرہے اس حساب سے اہل طریقت مین چار صورتین نکل سکتی ہین ۱۔ سالک ۲۔ مجذوب ۳۔ سالک مجذوب ۴۔ مجذوب سالک ۵۔ سالک وہی کہتے ہین جو کبھی مغلوب الکیفیت نہوتا ہو مگر چونکہ یہ ناممکن ہی کہ طریقت مین کوئی کیفیت ایسی کبھی نہو جو غالب آجائے اسلیے صاحب طریقت کبھی سالک محض (بلا کیفیت) نہین ہوسکتا بلکہ وہ شخص خارج طریقت ہے اور گویا طریقت کی پہلی سیڑھی پر اوسکا قدم نہین ۲۔ مجذوب اوسے کہتے ہین جو ہمیشہ بیہوش رہے اور ہوش مین آنیکی امید نرہے وہ اول تو ترقی نہین کرتا جس مقام پر ہوتا ہے وہین رہتا ہے نہ آگے بڑھ سکتا ہے اور نہ پیچھے کا احوال اوسے یاد ہے اور چونکہ یہ لوگ ناقص ہوتے ہین اور بسبب بیہوشی کے پابند شریعت بھی نہین ہوتے لہذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجذوبون کے پاس جانیکی ممانعت فرمائی ہے ۳۔ سالک مجذوب وہ ہے جو اکثر اوقات اپنے ہوش مین رہے اور کبھی کسیوقت مغلوب الحال ہوجایا کرتا ہو ایسے اہل طریقت کو سب پر ترجیح ہے انمین سے بعض ایسے صاحب ظرف گذرے ہین جنکو کسی نے کبھی مغلوب الحال نہین دیکھا جو کیفیت اونکی حالت ہوئی وہ تنہائی مین ہوئی۔ جیساکہ صحابہ کرام اور اونکے بعد بہت سے اولیاء اللہ گذرے ہین

Marfat.com

کا مجذوب سالک وہ فقرا ہین جو اکثر جذب مین رہتے ہین مگر کبھی ہوش مین بھی آجاتے ہین
جذب کی دو صورتین ہین اول یہ کہ خدای تعالی کسیکو نعمت وہب اکرام سے عنایت کردے
خواہ کسی کامل کی ایک نوری نظر ایسی پڑجائے یا اور کوئی صورت ایسی دفعتا و اتفاقا
پیش آجاوے تو ایسی حالت مین کوئی شخص اپنے ہوش و حواس مین نہین رہتا کیونکہ دفعتا کسیکے
آنکھ کے سامنے بالکل قریب آفتاب آجائے تو ظاہر ہے کہ فورا آنکھین پھوٹ جاینگی اوسی طرح
عقل و فہم اور ہوش و حواس اکرام سے اوس تجلی نوری کی وجہ سے فنا ہوجاتے ہین اوسکی برداشت تحمل
نہین ہوسکتا بعض فقراکو دیکھا ہے کہ برسون کے بعد رفتہ رفتہ کچھ ہوش مین آگئے ہین اور بعض عمر بھر ہوش مین نہ آئے
تیسری صورت جذب کی یہ ہے کہ گو سالک زینہ بزینہ بقاعدہ سلوک بڑھا مگر کسی مقام پر آکے
اوسکا ظرف متحمل نہو سکا اور بیہوش و بیخود ہوگیا اور یہ بیہوشی و بیخودی تو ابتدائی
مشاہدہ کی حالت مین واقع ہوتی ہے مگر اکثر سالکون کی حالت درست ہوجاتی ہے اور وہ
دوسری منزل کے لیے تیار و ہوشیار ہوجاتے ہین لیکن جسکے ظرف کا خاتمہ ہوجاتا ہے
وہ تو عمر بھر ہوش مین نہین آتا اور ہمیشہ کے لیے مجذوب ہوجاتے ہین یا برسون کے بعد
رفتہ رفتہ ہوش مین آتے ہین مرشد ایسے موقعون پر بہت کام آتا ہے اور بعض سالک
ایسے ہین جنکا ظرف بھر جانے کے بعد اونکو بیہوشی تو نہین ہوتی مگر سیر ہوجاتے ہین
و اس سیری سے ترقی مسدود ہوجاتی ہے جیسا کہ فصل ۱۱ انجام طریقت مین مذکور ہے

فصل ۴۲
وساوس و خطرات

وسوسہ اور خطرہ مین چند امور مابہ الامتیاز ہین اونکے بیان سے ان دونون کا فرق واضح ہوجائیگا۔

وسوسہ بظاہر بلا سبب اور اچانک ہوتا ہے اور خطرہ کسی وجہ سے پیدا ہوتا ہے
وسوسہ کو واہمہ سے بہت دور کا تعلق ہے لیکن علاوہ واہمہ کے اور کسی سے اتنا بھی واسطہ
نہین خطرہ کو قوت متخیلہ سے تعلق ہی۔ خطرہ جواب کے بعد دفع ہوجاتا ہے وسوسہ
جواب سے دفع نہین ہوتا وسوسہ ایک بے اختیاری شے ہے اور اوسکو عقیدہ نہین مانتا

Marfat.com

یا اوسکے خلاف ہوتا ہے خطرہ اگرچہ عقیدہ کے خلاف محسوس ہوتا ہے مگر وہ عقیدہ کو بگاڑنے میں ہر وقت تیار ہی بشرطیکہ جواب کافی نہ ملے ۔ وسوسہ اگر ممکن الوقوع ہو اور قائم ہو جائے تو وہی خطرہ ہی ۔ شریعت میں وسوسہ گناہ نہیں مگر خطرہ گناہ ہے اور طریقت میں دونوں گناہ ہیں کیونکہ وسوسہ اہل طریقت کو گمراہ کرنا چاہتا ہے اور [illegible] وسوسہ نیکیاں یعنی عبادت و ریاضت و شغل وغیرہ ترک و بیکار ہو جاتی ہیں [illegible] عبادت انکی برکات اور حضوری سے باز رکھتا ہے ۔ وسوسہ کا دور کرنا سوای خدا و رسول اور مرشد کے دوسرے کا کام نہیں اپنے دور کرنے سے دفع نہیں ہو سکتا ہے ۔ مگر خطرہ اس حالت میں رفع ہو جاتا ہے جبکہ اپنے دوست یا کسی واقف کار سے جواب شافی مل جائے اور اگر کچھ بھی نہ ہو سکے تو ذکر لا الہ الا اللہ سے رفع ہو جاتا ہے اسطرح کہ خطرہ کو جو کہ در اصل شیطانی ہوتا ہے ایک جانور خبیث و نجس تصور کر کے ذکر کے وقت اوسکے نکالنے کا [illegible] اور یہ ذکر حبس دم کے ساتھ کرے ناف سے سانس گھسیٹ کے قلب میں لائے اور اوسکو لا الہ کہکے اوسے باہر نکالے تو الا اللہ کہے ان تصورات کے ساتھ ذکر کرنے سے خطرہ رفع ہو جاتا ہے ۔ اور مرشد کی اعانت سے توفی الفور دفع ہو جاتا ہے

فصل ۴۳ علم غیب

جو کچھ ہے اور ہونے والا ہے اور سب کی [illegible] میں غیب ہو اور عالم شہادت وہ ہی جس میں تمام موجودات شامل ہیں اور جو کن سے ظہور میں آکر موجود ہو گیا اور غیب وہ ہے جو اپنے خارج میں موجود نہیں صرف [illegible] اور علم میں ہی وسکو سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا اور وہ غیب کو اسطرح [illegible] گھیرے ہوئے ہے جس طرح شہادت کو وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمہا الا ہو [illegible] سے بیان [illegible] کہ تعالی و تقدس کے تمام [illegible] کو کوئی نہیں [illegible] ہو سکتا اور شخص یا شمر کی [illegible] نہیں یا وہ حالات [illegible] [illegible] علم غیب [illegible]

ہوتا ہے جو روشن ضمیر اور صاحب تصفیہ ہین لیکن یہ علم اُنکو اختیاری نہین ہے یعنے ایسا نہین کہ ہر وقت خدا کی طرح حاضر و ناظر رہین کبھی ایسا ہوتا ہے کہ دوسرے مشاہدات کی طرف توجہ ہے تو اُسوقت علاوہ اسکے باقی کی طرف سے بیخبری رہتی ہے لیکن خدا ہر وقت ہر شئے کو یکسان حالت سے دیکھتا رہتا ہے جسکی طرف اُسکی خاص توجہ ہو اُسکو بھی وہ عام اشیا کی طرح دیکھتا رہتا ہے کوئی شئے اُس سے ادنیٰ درجہ مین بھی پنہان نہین رہ سکتی لیکن کامل جسوقت جس شئے کی طرف متوجہ نہین ہے اُسوقت وہ اُسکی حقیقت اور باطن سے آگاہ نہین ہو سکتا ہے اور کبھی واردات قلبی کے روسے خود بخود منجانب خدا علم ہو جاتا ہے بہرصورت یہ ناقص علم اولیاء کاملین کو اُسی حساب سے ہوتا ہے جسقدر اُنکے مراتب زیادہ ہین اور اس علم غیب کو جو کہ ناقص ہو (یعنی بمقابلہ علم خدا) علم لدنی کہتے ہین اور علم لدنی مبتدی کو نہین ہو سکتا بلکہ اکمل کو اور اُس حساب سے جسقدر مراتب ہین مثلاً حضرت موسیٰ کو خدا کے کلام سے علم تھا مگر چونکہ بالتواتر نہ تھا اور درمیان مین الفاظ کا واسطہ تھا اس لیے بمقابلۂ حضرت خضرؑ جنکو علم لدنی بالتواتر اور بدون واسطہ حاصل تھا اور سلسلہ جاری تھا حضرت موسیٰ کا علم کم تھا - جزئیات کا علم علم لدنی نہین - اور اسکی ابتدا ابتدا ہی کو جزئیات ہوتی ہے اور حسب سلوک ترقی ہوتی ہے اور علم لدنی ایک ایسا فیضان ہے جو کسی محنت کے عوض مین نہین بلکہ عطیہ کریمانہ و رحیمانہ ہے کیونکہ علم لدنی ایسا معمولی کمال نہین جو کسی انسانی یا کسوٹی محنت کے بعد حاصل ہو سکے - اب رہی جزئیات علم غیب یہ تصفیہ قلب سے رفتہ رفتہ حاصل ہوتے جاتے ہین -

فصل ۲۴ طی الارض

زمین کی راہ برسون کی طے کرنا خرق عادات مین سے ہے اور اسکی دو صورتین ہین ایک بدون رفتار اور وہ محض تصور و توجہ اور قصد پر موقوف ہے دوسرے بقاعدۂ رفتار اسکا اسم یا حی یا قیوم ہے جلس دم کے ساتھ جب پاس انفاس کی طرح یہ ذکر جاری اور مسلسل ہو جائے تو طی الارض آسان ہے اس قاعدہ سے اکثر اولیاء اللہ طی الارض ہین چنانچہ حضرت مخدوم جہانیان جہان گشت اسی اسم کے کامل تھے

اور اسی کے ذریعہ سے تمام روے زمین پر ایک دن مین ہو آئے تھے علاوہ اسکے
بہت اولیاء اللہ ایسے گزرے ہین جو اس اسم کے کامل ہوے مگر یہ کمال منتہی کو حاصل
ہو سکتا ہے مبتدی اور اوسط درجہ کے صاحب طریقت کو ایسے امور کی طرف توجہ نکرنا چاہیے
کیونکہ جس شخص کا قصد عبادت اور ریاضت سے کشف و کرامت حاصل کرنا ہو وہ خارج
از طریقت ہے سواے اسکے کہ اُسکو عامل کہا جائے اہل طریقت مین اُسکا شمار نہین۔
اور یہ کمالات اہل طریقت کے لیے مخصوص ہین۔ چنانچہ موحدین ہنود بھی طی الارض کے
مقامات طے کر سکتے ہین کیونکہ اُنکے تصرفات ناسوت مین ہو سکتے ہین۔

جاننا چاہیے کہ طی الارض سے مراد یہ ہے کہ زمین کو خلاف عادت اسقدر جلد طے کرنا
کہ جسقدر جلد کسی پرندے سے بھی ممکن نہو اور جسقدر جلد جہان چاہے وہان پہونچ جائے
اسکی دو صورتین ہین اول یہ کہ اسم اعظم کے ذریعہ سے دوسرے جسم اسقدر لطیف ہو جائے
کہ ایک جگہ سے دوسری جگہ پہونچنے مین ہوا کے مثل تکلف نہو بلکہ اُس سے بھی زیادہ تیز
اول اسم اعظم کا ذکر بہتر ہے۔

پہلا اسم اعظم تو وہ ہے جسکی تاثیر رگ رگ مین کثرت ذکر کی وجہ سے سرایت کر جائے
ہر ایک کام اُس سے ہو جاتا ہے اور وہ اسم خدا کا کوئی اسم ہو مگر خصوصاً تین چیزین اسمین
مخصوص ہین اول اسم ذات یا اللہ دوسرے لا الہ الا اللہ تیسرے یا حی یا قیوم۔ اسم ذات
حبس دم کے ساتھ بکثرت ذکر کرنے سے یہ اختیارات حاصل ہو جاتے ہین اگرچہ
یہ محنتین اسقدر مشکل ہین کہ انکی ترکیبین لکھنے سے کچھ فائدہ نہین مگر کتاب کے ناقص رہنے کے
خیال سے مختصراً لکھتا ہون۔ بحالت اصول شریعت و طریقت اسقدر حبس دم کی مشق کرے
کہ جب تک چاہے اُسوقت تک سانس نلے یہ بات مرشد کی امداد و کمال شوق و شغف سے
پیدا ہو سکتی ہے چنانچہ حضرت بدیع الدین شاہ مدار نے ۴۰ روزہ چلہ ایک مرتبہ حبس دم کے
ساتھ کیا تھا اسی حبس دم کی حالت مین ذکر اسم ذات پر بلا قصد و ارادہ اختیار رہے تو

جسوقت حبس دم کرکے ارادہ کریگا اُسی مقام پر پہونچیگا جہان کا قصد ہے - دوسری صورت کلمہ توحید ہے کہ پاس انفاس سے ہوتا ہے جبتک پاس انفاس کا شغل رہیگا اُسوقت تک ہوا پر رہیگا اور اپنے ارادہ سے ہر طرف آگے بڑھ سکتا ہے اور کلمہ شہادت کے پڑھنے سے زمین پر آئیگا -

تیسری صورت یاحی یاقیوم کی ترکیب سے ہے اس ذکر کی کثرت اور تزکیہ نفس و تصفیہ قلب کے بعد قدم راست پر یاحی اور قدم چپ پر یاقیوم پڑھنے سے ہوا پر انسان چل سکتا ہے - حضرت مخدوم جہانیان جہان گشت اسپر عامل تھے اور [illegible] دوسری صورت بلا اذکار کے ہے وہ یہ کہ تزکیہ نفس و تصفیہ قلب میں جب کمال ہو جاتا ہے تو ہر ایک ارادہ پورا ہو سکتا ہے اہل ہنود بھی اس ترکیب سے کام لیتے ہین چنانچہ سب سے سہل طریقہ یہ ہے کہ نفس جو کہے وہ کبھی نکرے جبتک کہ وہ مردہ ہو جاوے مثلاً کھانا کو جی چاہے تو اُسوقت ٹالدے اور جب دل نہ چاہے تو کھالے اسی طرح ہر ایک فعل خلاف نفس کرے جب نفس پر یہ قابو حاصل ہو جائے کہ اُسکی خواہش بے تکلف بند ہو جائے تو جو قصد ہوگا وہ ہو کے رہیگا وجہ یہ ہے کہ نفس ایک کثیف شے ہے اور روح لطیف ہے جب نفس مغلوب ہو جاتا ہے تو کثافت دور ہو جاتی ہے یہانتک کہ جسم تک اسقدر لطیف ہو جاتا ہے کہ اگر چاہے تو کسی کو نظر نہ آئے اور اُسوقت ہوا مین اُڑنا یا زمین مین غرق ہونا کوئی مشکل امر نہین بلکہ جسطرح ہوا کو ان تحریکون مین آسانی ہوتی ہے اُس سے زیادہ آسان ہو جاتی ہے یہی لطافت حضرت آنحضرتؐ کے جسم مبارک مین اسقدر تھی کہ سایہ نہ تھا اور چپکا گھر سے نکل آنا تھا اور یہی وجہ تھی کہ معراج مین آپ اُس مقام تک گئے جہان باوجود کمال لطافت کے حضرت جبرئیلؑ نہین جا سکے گویا آنحضرتؐ کا جسم بھی محض روح تھا اور بظاہر انا بشر مثلکم کے حکم مین تھے ورنہ حقیقت مین آپکی ذات بابرکات وہم و خیال و بیان سے باہر ہے اگر صاف صاف کہا جائے تو خلاف مصلحت ہے اسی خیال سے

خلاف شریعت کہتے ہیں۔ تو غلبۂ روحانیت تمام امور عالم بالا میں ضروری ہے اور ہر عالم کے
تصرفات اُسی وقت ہو سکتے ہیں جب روح کو غلبہ یعنی تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب حاصل ہو
کیونکہ ہر ایک کثافت اسی حالت میں دور ہو سکتی ہے۔

جاننا چاہیے کہ سحر اور چیز ہے اور اہل ہنود کی فقیری دوسری چیز ہے۔ جسقدر فقرا اہل ہنود
ہیں وہ ساحر نہیں ہیں اُنکی مثال بالکل ایسی ہے جیسی کہ ہمارے یہاں عامل اور کامل
میں فرق ہے اُسی طرح ساحر اور فقرا اہل ہنود میں فرق ہے۔ ساحر ارواح خبیثہ اور شیاطین
مسخر کرکے کام لیتے ہیں اور اُنھیں کے ناموں کو رٹتے ہیں اسی سے وہ شیاطین مسخر
ہو کر انکی خدمتگاری کر لیتے ہیں مگر زیادہ سفلی تک اُنکی قوت محدود رہتی ہے اور جب یہ ساحر
مر جاتے ہیں تو اُنھیں شیاطین [illegible] ارواح خبیثہ میں مل جاتے ہیں چنانچہ بڑے بڑے ساحر
جو گزرے ہیں اُنکے نام ہیں [illegible] مشہور ہیں کہ وہ کام کرتے [illegible] اور حاضر ہو سکتے ہیں
اور بعد مرنے کے اپنی [illegible] میں سے لیتے ہیں مگر فقرا اُنکے [illegible] داخل نہیں رہتے کیونکہ وہ
ساحر نہیں ہوتے بلکہ وہ بتوں کی پرستش بھی نہیں کرتے صرف [illegible] سمجھتے ہیں خدا کی پرستش
کرتے ہیں اس لیے وہ فقیر کہلاتے ہیں مگر ان مقامات پر نہیں پہنچ سکتے جو منازل قربت
خدا کے خاص ہیں کیونکہ بدون آنحضرت کی رہنمائی کے کوئی شخص اُن منازل پر قدم نہیں
رکھ سکتا جو خوشنودی خدا کی ہیں البتہ عالم ناسوت میں تصرفات ان فقیروں کو حاصل ہو جاتے
ہیں اور آنحضرت صلعم سے پہلے جو فقرا ایسے گزرے ہیں کہ وہ [illegible] ہیں اُنکو قربت بھی
حاصل ہوئی ہوگی۔ اور بہت سے فقرا ایسے گزرے ہیں جنکو [illegible] کے قواعد پر عمل
کرتے کرتے تصفیہ قلب اسقدر ہو گیا کہ حقیقت محمدی سے واقف ہو گئے اور اُس حقیقت نے
اُنکو مجبور کیا کہ وہ آنحضرت کے گرویدہ ہوں چنانچہ وہ فائز المرام ہو گئے مگر [illegible]
فقرا ایسے گزرے ہیں جو فائز ہوئے ہیں مگر احوال باطنی انکا اہل دنیا پر روشن نہیں ہوا اور
جو لوگ کہ اسقدر تصفیہ قلب نہ حاصل کر سکے کہ حقیقت محمدی کا [illegible] وہ اسی عالم ناسوت تک

Marfat.com

اپنا تصرف رکھتے ہین اصل اصول ہر ایک کمال مین یہی تزکیہ نفس و تصفیہ قلب ہے البتہ ذکر خدا اور کلام خدا برکت اور تاثیر قدرتی سے دونا اثر کرتا ہے اور نصف حصہ ہر ایک کامیابی مین مدد دیتا ہے۔

فصل ۲۵ سلب امراض

مسمریزم کے ذریعہ سے بھی سلب امراض ہوتے ہین اور علاوہ اسکے دو طریقے اور بھی ہین ایک تو خاص اہل طریقت کا ہے دوسرا مبتدیون کا ہے مبتدی جس طریقہ سے سلب امراض کرتے ہین اُسکو عمل شمسی کہتے ہین۔ مسمریزون اور اہل طریقت کے سلب امراض مین دو بہت بڑے فرق ہین ایک یہ کہ مسمریزم سے تمام امراض سلب نہین ہوتے بلکہ صرف وہ امراض جو ورم یا درد یا کسی خلط کی زیادتی سے یا ریاح کے غلبہ سے ہون لیکن جو امراض کسی خلط کی کمی سے ہون یا اعضاے ظاہری و باطنی مین سے کوئی عضو بیکار یا کمزور ہو گیا اُسکا علاج نہین کر سکتے مثلاً کسی کا شش سوکھ گیا ہو یا دماغ خالی ہو گیا اُسکو اچھا نہین کر سکتے بخلاف اہل طریقت کے کہ وہ مبتدی ہون یا منتہی ہر ایک مرض کا علاج کر سکتے ہین دوسرا فرق یہ ہے کہ اہل مسمریزم ایک عرصہ کے بعد خود بھی بیمار ہو جاتے ہین اختلاج و خفقان بلکہ مراق تک مین مبتلا ہو جاتے ہین اور اُنکا علاج نہین ہو سکتا اور جو کمزوری اُنکے دماغ مین پیدا ہو جاتی ہے اُسکی خانہ پری غیر ممکن ہے مگر اہل طریقت ان سب نقصانات سے بچے رہتے ہین۔ منتہی اہل طریقت صرف توجہ مین اتنی قوت رکھتے ہین کہ خواہ کیسا ہی مرض ہو زائل ہو جاتا ہے کوئی خاص طریقہ اُنکا سوا اسکے نہین ہے مگر مبتدیون کو عمل شمسی کی مشق کرائی جاتی ہے اُسکا طریقہ یہ ہے کہ علی الصباح آفتاب جسوقت طلوع ہو اُسوقت سے اُسکی طرف نظر جما کے دیکھنا شروع کرے اول روز ۵ منٹ دیکھے اور پلک نہ جھپکاے اور شام کو کسی بلند مقام پر سے غروب سے پانچ منٹ پہلے سے دیکھنا شروع کرے یہانتک کہ آفتاب غروب ہو جاے اسی طرح ایک ہفتہ تک دونون وقت پانچ پانچ منٹ یہی شغل رکھے آٹھوین روز سے ایک ایک منٹ ہر دو وقت اضافہ کرتا جاے اور جب دیکھے کہ تحمل نہین ہے تو

Marfat.com

اضافہ موقوف کرکے پہلے عادی ہولے پھر بڑھائے اور ساتھ ہی اسکے یہ بھی خیال رکھے کہ چاند کو ہر شب اسی طرح دیکھتا رہے بلکہ جتنی دیر آفتاب دونون وقت مین دیکھتا ہے اُسکا دوچند ماہتاب کو دیکھا کرے خواہ ہلال یا بدر کا زمانہ ہو۔

جب اسقدر قوت ہوجائے کہ آفتاب کو دوپہر کے وقت دیکھ سکتا ہے تو ہر ایک کام آنکھ سے لے سکتا ہے علاوہ سلب امراض کے تسخیر وغیرہ بھی ممکن ہے۔

فصل ۲۶ تسخیر خاص و عام اصلی تسخیر خدا کی ذات کو حاصل ہے کہ سب اُسکو جانتے ہین خواہ کسی مذہب یا کسی ملک کے آدمی ہون یہانتک کہ جانور تک اُسکی عبادت کرتے ہین اور جنات بھی اُسکی پرستش کرتے ہین چنانچہ تفاسیر مین حضرت سلیمانؑ کے واقعات کے متعلق لکھا ہے کہ جب (پہلی مرتبہ) حضرت سلیمانؑ کا لشکر ہوا پر اُنکے جلو مین اُڑا اور اُسکی صورت یون تھی کہ ایک فرش ایک میل طویل اور اسیقدر عریض اور اُسپر کرسیان اہل دربار کی اور بیچ مین تخت سلیمانی یہ فرش ہوا پر معلق ہوا اور فوج جنون اور چرند و پرند کی ہمراہ چلی تو زمین پر ایک جگہ چیونٹی کا سردار مع اپنی چیونٹیوں کے اُنکے چرانے مین مشغول تھا اس لشکر کو دور سے دیکھ کے بادشاہ چیونٹیون نے اپنی رعایا سے کہا کہ اے چیونٹیو اپنے بلون مین چلی جاؤ کیونکہ لشکر حضرت سلیمانؑ کا آرہا ہے ایسا نہو کہ تم سب پامال ہوجاؤ تمام چیونٹیان بلون مین گھس گئین۔ یہ گفتگو حضرت سلیمانؑ نے بھی سنی فوراً اُسکو طلب کیا چونکہ حضرت سلیمانؑ کی تسخیر مین خدا نے ہر ایک جانور کو بھی دیدیا تھا اس لیے وہ حاضر ہوا اُس سے آپنے دریافت کیا کہ تمنے اپنی فوج سے یہ کیا کہا کہ ایسا نہو ہمارے لشکر سے وہ پامال ہوجائین تم جانتے نہین کہ ہماری ذات سے ساکنان ارض کو خصوصاً کمزورون کو آزار نہین پہونچ سکتا بادشاہ نے عرض کی کہ یہ مین جانتا ہون مگر اس سے میرا مطلب [illegible] وہ آپکے دلچسپ لشکر کا تماشا دیکھنے لگین اور دنیا کی طرف متوجہ ہوجائین اور خدا کی عبادت مین [illegible] ہوجائین لہذا میرا فرض تھا کہ مین انکو اس تماشے سے باز رکھون [illegible] ظاہر ہوتا ہے کہ چیونٹی بھی ہر وقت یاد خدا مین رہتی ہے اور یہ کہ وہ اشیا بھی [illegible]

Marfat.com

اور سنتین ادا کرتا رہے اور آیۃ یحبونھم کحب اللہ تا اشد حبا للہ سوا لاکھ مرتبہ
پڑھا کرے مگر جب تک جتنے دنون مین پڑھے اسوقت تک چند امور سے پرہیز رکھے
جھوٹ نہ بولے غیبت نہ کرے کسی کو گالی نہ دے بلا ضرورت ہرگز نہ بولے اگر فضول ہو تو بالکل
بات نہ کرے جو کچھ کہے ضروری بات کہتا ہو [illegible] اور [illegible] اور نمک مرچ کے
اچھے کھانے یعنی گھی گوشت اور دودھ اور پیاز لہسن وغیرہ سے پرہیز رکھے [illegible]
اشیاء کے ترک کا باعث حقیقی انشاء اللہ آئندہ بیان ہوگا اور باوضو رہے [illegible] اور کھانا [illegible]
کم ہو کم کھائے اور کوئی فعل اس عرصہ مین خلاف فرض و سنت نہ کرے اور فعل حرام
و مکروہ کرے حتی کہ اپنی بی بی سے بھی جدا رہے اور ہر وقت اپنے آپ کو افکار دنیوی
اور خود غرضی و حرص و طمع سے خالی رکھے اور اس تسخیر سے کوئی ناجائز فائدہ اٹھانے کی نیت نہ
کرے جب سوا لاکھ مرتبہ اسی حالت مین ختم ہو جائے تو [illegible]
تہجد کی نماز کے بعد پڑھ لیا کرے انشاء اللہ تعالے تسخیر تام حاصل ہوگی اور وہ تسخیر تا
حاصل رہیگی جب تک ناجائز فوائد نہ اٹھائیگا۔

تسخیر خاص۔ یہ جو ذکر ہوا نام تسخیر کا تھا اب تسخیر خاص کا [illegible]
[illegible] تسخیر خاص یعنی کسی خاص شخص کا تسخیر کرنا [illegible]
[illegible] ایک شخص کو خواہ [illegible]
[illegible]
لوگون کی آمد و رفت سے انکا نقصان [illegible]
[illegible] انکا [illegible]
[illegible]
اگر کسی کو تسخیر کرنا چاہین تو اسکی [illegible]
یہ کتاب نہین اس لیے عملیات لکھنے سے مجبوری ہے [illegible]

جسوقت ذکر حبس دم ہو اُسوقت خصوصاً صبح کو صرف تصور اُس شخص کا کافی ہے جسکو تسخیر کرنا مقصود ہو اور جو لوگ حبس دم نہین کرتے ہین پاس انفاس کرتے ہین اُنکے لیے یہ ترکیب ہے کہ لا الٰہ جسوقت کہے اُسوقت تصور یہ کرے کہ وہ شخص جسکو مسخر کرنا ہے قریب آگیا اور جسوقت الا اللہ کہے اُسوقت یہ تصور کرے کہ وہ قدمون پر آکے گر پڑا اور جو لوگ پاس انفاس نہین کرتے وہ بعد نماز صبح جو کوئی ذکر کرتے ہون اُسکے درمیان مین یہ تصور کرنا چاہیئے کہ شخص مذکور دست بستہ ہی سامنے کھڑا ہے چندروز مین وہ مسخر ہو جاتا ہے اور جسقدر زیادہ دیر اور زیادہ دنون تک یہ تصور رکھے گا اُسی قدر زیادہ اثر ہوگا۔ اکثر اہل طریقت جو کامل ہوتے ہین اُنکو تصور کرنیکی ضرورت نہین ہوتی صرف چندمرتبہ خیال کافی ہوتا ہے اور ایک مرتبہ خیال کرنے مین یہ مجال نہین کہ وہ کہین ہو اور فوراً نہ روانہ ہو۔ ایک ذرا سے تصور مین یہ دیکھا گیا ہے کہ آدمی قدمون پر آکے لوٹنے لگا ہے اور مرغ بسمل کی طرح تڑپنے لگا ہے۔ مگر اہل اللہ لوگون کو اسکی حاجت بہت کم ہوتی ہے کہ وہ کسی کو مسخر کرین اگر ایسی ہی شدید ضرورت کسی کے بلانے کی ہوتی ہے ایک معمولی خیال کافی ہوتا ہے۔

فصل ۲۷ بغض و ہلاکت

اہل طریقت مین کسی سے بغض رکھنا یا دو آدمیون کے درمیان بغض کرانا جائز نہین بلکہ مطلق حرام ہے یہانتک کہ کافرون سے بھی دلی دشمنی نہین رکھتے اُنکا عمل ایسا ہی ہے جیسا کہ اس مصرع مین ہے با مسلمان اللہ اللہ با برہمن رام رام۔ اور نہ وہ کسی کو ہلاک کرتے ہین اگر ایسا کرے تو وہ خارج از طریقت ہے مگر بعض واقعات ایسے ہوتے ہین جنسے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ہلاکت کسی شخص کی کسی فقیر کی وجہ سے ہوئی حالانکہ حقیقت مین ایسا کم ہوتا ہے بلکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ مثلاً کسی شخص کو کسی فقیر سے عداوت ہوگئی اور وہ درپے تخریب ہوا تو اُس فقیر کی وجہ سے خدا نے اُسے غارت کر دیا لوگون کو یہ خیال ہوا کہ فقیر نے بددعا کی۔ جاننا چاہیے کہ فقیر کا تو فرض یہی ہے کہ ہزارون دشمنون کی ایذائین اُٹھالے اور محبت الٰہی مین ثابت قدم رہے جیسا کہ امام حسین علیہ السلام اور دیگر

شہداے صحابہؓ نے تسلیم و رضا کو اختیار کیا تو یہ سب انتظامات خداے تعالیٰ خود کر رہا ہے کہ کوئی ظالم اُسکے دوستون کا دل نہ دکھائے علاوہ اس انتظام کے کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ بحالت جذب مین فقیر کے منھ سے جو کچھ برائی کسی کے لیے نکل گئی ہے تو اُسکے لیے خدا نے ویسا ہی کر دیا ہے یہی وجہ ہے کہ ہمیشہ تمام علما نے صوفیون کی عظمت کی ہے خواہ وہ سالک ہی کیون نہون اور مجذوبون سے ملنے کو آنحضرتؐ نے اپنی امت سے منع فرمایا ہے اسی واسطے کہ ایسا نہو اس حالت مین اُنکے منھ سے کچھ نکل جائے اور وہ اُسکے حق مین بُرا ہو علاوہ ان صورتون کے کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ کسی کا کسی سے ایسا تعلق اور محبت ہے کہ وہ دینی معاملات مین مخل ہے اور اُس سے طرح طرح کے نقصانات ہوتے ہین اور صاحب نقصان کسی سالک کے پاس یہ حاجت لے کے گیا ممکن ہے کہ اُسکو اس امر کا خیال آجائے اور وہ خدا سے دعا کرے کہ ان دو گناہگارون کے درمیان ہمیشہ کے لیے جدائی اور بغض ہو جائے اور کوئی صورت اہل دنیا کی طرح بغض و ہلاکت کی واقع نہین ہوتی یہ لوگ جب کسی کے درمیان بغض کرانا اس ضرورت سے چاہتے ہین تو یہ آیت پڑھتے ہین والقینا بینہم العداوۃ والبغضاء الی یوم القیامۃ چونکہ اُنکی زبان مین تاثیر ہوتی ہے اس لیے ذرا اثر ہو جاتا ہے اہل عمل بھی اس آیت سے کام لیتے ہین مگر بڑی محنت شاقہ کرتے ہین اسوقت تاثیر سے واسطہ ہوتا ہے یا اہل جفر اسکے حروف سے کام لیتے ہین اور بہت مرتبہ لکھتے ہین اُسوقت اثر ہوتا ہے مگر اہل طریقت کو ان عملیات اور تحریرون سے کوئی تعلق نہین اس لیے اس کتاب مین جفر و عملیات کے قواعد لکھنے کی کوئی ضرورت نہین۔

فصل ۲۶
قبولیت دعا

یہ مرتبہ سواے اولیاءاللہ کے دوسرے لوگون کو بھی حاصل ہوتا ہے یہانتک کہ گناہگارون اور کافرون کی بھی دعا خداے تعالیٰ سنتا ہے کیونکہ وہ ارحم الراحمین ہے اسکا رحم عام ہے صرف اُسکے دوستون اور مومنون تک محدود نہین البتہ یہ امر ضرور ہے کہ اُسکی رحمت اُن لوگون کے لیے مخصوص ہے اور عام طور پر غیبون اور

Marfat.com

دشمنون کے لیے بھی ہے اس خصوصیت اور عموم مین فرق یہ ہے کہ خداے تعالی اپنے دوستون پر زیادہ رحمت کرتا ہے اور دشمنون اور غیرون پر کم یا اتنا کہ اُنکے دوستون کو جو تکلیفین ہوتی ہین وہ بھی خاص رحمت کی بناء پر ہوتی ہین اُنکا نتیجہ نہایت خوب ہوتا ہے اور اہل دنیا کو جو راحتین ہوتی ہین اُنکا انجام خراب ہے اور جو عاشق ہین وہ اپنے لیے کبھی دعا نہین کرتے البتہ دوسرون کے واسطے دست بدعا ہوتے ہین تو وہ خدا قبول کرتا ہے چنانچہ حضرت غوث پاک اور حضرت عثمان ہارونی اور حضرت غریب نواز کے حالات مشہور ہین۔

فصل ۲۹ — کشف قبور

کشف قبور کے یہ معنی ہین کہ قبر کشادہ ہوجاے اور مدفون کی جو کیفیت ہو معلوم ہوجاے اور اُس سے بات چیت ہو اکثر اہل طریقت کو یہ بات حاصل ہوتی ہے تو وہ کشف قبور کر لیتے ہین اسکی دو ترکیبین ہین اول یہ کہ جو شخص [illegible] مزار کے قریب جا کے مراقب ہوتے ہین جب وقت مراقبہ کرتے ہین قبر [illegible] اندر جو کچھ حالت ہے آشکار ہوجاتی ہے اور صاحب قبر سے جو کچھ کہنا سننا ہے وہ کہہ سن لیتے ہین [illegible] [illegible] الگ [illegible] ہین اُنکو [illegible] ہوتی ہے اسکے لیے [illegible] اور [illegible] ہے اور علاوہ اُسکے اعمال کی زیادہ محنت کرنی [illegible] کامیابی بھی کم ہوتی ہے اور اگر کامیابی ہوتی ہے تو دوسرے کو [illegible] ہوتی ہے [illegible] اہل طریقت کے دوسرون کو کشف قبور کرنا چاہیے [illegible] یا [illegible] اور پھر آسمان کی طرف یا روح اور قبر کی جانب یا روح اور اپنے دل پر یا روح الروح کی ضرب لگاے ۔ یہی شغل برابر جاری رکھے۔

فصل ۳۰ — [illegible]

اہل اللہ کو جو قوت ہوتی ہے اسکی [illegible] سے عام لوگ [illegible] [illegible] اُنکی حیات مین اُنکے سامنے یا [illegible] وصال مزار پر جا کے [illegible] سے بڑا فائدہ ایسے حاصل ہوتے ہین [illegible] لوگون کو [illegible] اور وہ ایسے فائدے ہوتے ہین کہ کسی دوسری عبادت سے

Marfat.com

ممکن نہین انھین وجوہ سے حدیث مین ارشاد ہوا ہے کہ من زار قبری وجبت لہ شفاعتی
یعنے جسنے میری قبر کی زیارت کی اُسکی شفاعت مجھے لازم ہے یہ ظاہر ہے کہ زیارت آنحضرت
آنحضرت کو کوئی فائدہ نہین اور نہ یہ شفاعت کسی نیکی کے عوض مین وعدہ کی گئی ہے بلکہ تاثیر
زیارت ہی ہے جیسا کہ آنحضرت نے فرمایا جو ذات کہ متصف بہ اخلاق الٰہی ہو خواہ وہ نبی کی
شکل میں ہو یا ولی کی صورت مین ہر حال اُسکے اخلاق کا اثر روح پر ضرور پڑیگا اور زیارت جسقدر
زیادہ ہوگی مناسبت بھی اُسیقدر زائر کی روح اور صاحب مزار یا ولی ذی حیات [illegible]
اور اس مناسبت کا نتیجہ وہی ہوگا جسکے لیے عبادت و ریاض کرتے کرتے لوگ مر جاتے ہین
اسی زیارت کی نسبت مولانا نے فرمایا ہے ع بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا [illegible]
زیارت کی وجہ سے نسبت پیدا ہو جائے بلکہ اکثر کثرت زیارت سے ایسا ہو جاتا ہے [illegible]
اس سے بڑھکر کوئی نعمت غیر مترقبہ نہین کیونکہ نسبت خواہ وہ طالبانہ ہو یا [illegible]
ہو جاسکے ہر صورت اُس بزرگ سے جسکے ساتھ نسبت قائم ہو گئی [illegible]
اگر وہی قوت و کیفیت پیدا ہو جائے تو بالکل تعجب کا مقام نہین [illegible]
لوگ اس زیارت و نسبت کے راستے واقف ہین وہ اپنے [illegible]
ہین اور بوسہ دینا مزار اولیا کی یہی وجہ ہے کہ اُس مقام پر [illegible]
بوسہ لینے سے یہ منشا ہوتا ہے کہ کچھ حصہ اُسکا ہمارے قالب [illegible]
ایسا ضرور ہوتا ہے کو وہ [illegible] کوئی حصہ حاصل ہو جو بادی [illegible]
حصول ضرور ہوتا ہے چنانچہ سنگ اسود کا بوسہ کوئی [illegible]
بوسہ بھی اسی [illegible] جاتا ہے واللہ اعلم۔

فصل ۳ [illegible] اگرچہ [illegible] اصول [illegible]
توکل [illegible] بیان کیا — توکل کی تعریف [illegible] اصول
[illegible] تعالیٰ [illegible]

توکل کے لیے بھی احکام ہین مگر مطلق توکل بغیر کسی ذیوی سہارے کے شریعت مین نہین
مثلاً مولانا فرماتے ہین کہ ؎ بر توکل زانوے اشتر ببند + یا ایک مثل ہے کہ توکل بر چیزی
نہ بر ہیچ + اور جہان کہین قرآن وحدیث مین توکل پر حکم ہے اُسکا منشا یہ ہے کہ تدبیر اپنے نزدیک
معقول کرو اور پھر خدا پر بھروسہ کر لو اور جو شخص صرف اپنی تدبیر پر بھروسا رکھتا ہے خدا پر بالکل
توکل نہین کرتا وہ کافر ہے مومن نہین کیونکہ اتنا توکل کہ تدبیر کے ساتھ ہو شرع مین فرض عین ہے
چنانچہ آیہ ہے و علی اللہ فلیتوکلوا ان کنتم مومنین - ترجمہ اگر تم مومن ہو تو
اللہ پر توکل کرو گویا توکل شرط ایمان ہے لیکن چونکہ شریعت مصلحت پر مبنی ہے اس لیے صرف
اسیقدر توکل فرض کیا گیا ہے کہ تدبیر صائب کرنے کے بعد توکل کیا جائے مگر طریقت مین توکل
مطلق بلا تدبیر کے فرض ہے اگر مطلق توکل نہین اور کوئی تدبیر کرتا ہے تو طریقت مین اُسکا کوئی
مرتبہ نہین چنانچہ اہلبیت اور صحابہ عظام علیہم السلام سے اہل طریقت نے توکل ہی مثل اور افعال کے
لیا ہے حضرت صدیق اکبر کا وہ واقعہ جن مین وہ سب مال اپنے یہان سے بیت المال کے
واسطے لے آئے تھے متوکل محض بلا تدبیر ہونیکی کافی دلیل ہے اور علی ہذا دیگر صحابہ و اہلبیت اُنکے بعد
اولیا اللہ کی علاوہ مثالین موجود ہین منجملہ اُنکے حاجی الحرمین حضرت قوام الدین قدس سرہ جو کہ
مرشد تھے مخدوم شاہ مینا صاحب کے وہ بھی توکل محض کے عامل تھے یعنے ایک قطرہ پانی کا یا
ایک دانہ غلہ کا اپنے پاس نہ رکھتے تھے ایک مرتبہ آپکی زوجہ حاملہ تھین اُنکے وضع حمل کا زمانہ قریب
تھا اُنھون نے دھیلے کا گڑ لے کے اپنے پاس رکھ لیا تاکہ وقت وضع حمل کام آئے حضرت
حاجی صاحب کو اُس روز وہ کیفیت نہ پیدا ہوئی جو ہر روز ہوتی تھی آپ بہت پریشان اور
گھبرائے ہوے گھر مین آئے پوچھا کہ کیا تمنے مال دنیا مین سے کوئی چیز اپنے پاس جمع کر رکھی
ہے آپکی بی بی نے جواب دیا کہ مال دنیا میرے پاس کہان سے آیا جب بہت تحقیق کی گئی تو معلوم
ہوا کہ دھیلے کا گڑ رکھا ہے آپنے فرمایا کہ کیا ضرورت کے وقت خدا کہین چلا جاتا جو تمنے قبل
از وقت ہوشیاری اور انتظام کر لیا اور جب وہ گڑ لیکر کسی کو دیدیا اُسوقت قلب کو اطمینان ہوا

Marfat.com

اس مقام پر توکل کے ساتھ ہی ساتھ توحید کا بیان بھی کردینا نامناسب نہو گا کیونکہ متوکل وہی شخص ہوگا جو توحید کا قائل ہوگا اور توحید بظاہر ایک معمولی لفظ ہے لیکن اسکی حقیقت نہایت باریک اور عجیب و لطیف ہے۔

توحید کے مفہوم بھی باعتبار شریعت و طریقت دو ہین اول شریعت کی مختصرا بیان کرتا ہون خدا کو ایک ماننا اور کسی کو شریک خدائی نکرنا لیکن طریقت یا یون کہا جائے کہ کمال شریعت یہ ہے کہ ایک بزرگ نے کہا میرے پیٹ مین درد ہے رات کو چنے کی دال کھائی تھی فوراً اُنپر عتاب ہوا یعنے حجاب ہوگیا اور آواز آئی کہ ہم تو کچھ نہوے چنے کی دال ایسی ہوگئی کہ تمھارے درد کی فاعل (یعنے سبب ہوگئی) اسی طرح ہر ایک امر کو خدا پر محول کرنا ہوا کو سبب نہ ٹھہرانا اصل توحید ہے اور یہ ابتداے طریقت اور کمال شریعت ہے لیکن کمال طریقت نہین توحید اس سے زیادہ وسیع ہے اُسکا بیان وحدۃ الوجود مین اور دیگر مقامات مین ہوگا۔

قناعت اول چند حدیثون کا خلاصہ لکھتا ہون جناب آنحضرت نے فرمایا کہ بہت ہی اچھا وہ شخص ہے جو قانع ہے۔ اور فرمایا خدا کے بندون مین سب سے پیارا وہ بندہ ہے جو قانع درویش ہو۔ اور فرمایا کہ خداے تعالی حشر مین فرشتون کو حکم دیگا کہ کہان ہین میرے خاص اور برگزیدہ لوگ فرشتے عرض کرینگے کہ [illegible] وہ اسلام کے فقیر لوگ جو قانع رہے چنانچہ وہ لوگ بہشت مین چلے جاوینگے۔ [illegible] طریقت مین قناعت کا ذکر نہین کیونکہ قناعت [illegible] درویش ہین اگر کچھ نہ ملے جب بھی [illegible] روٹی پر بسر کرے اور فقیرون مین [illegible] کی روٹی کی [illegible] ضرورت [illegible] حضرت شیخ [illegible] نے بارہ بارہ برس [illegible] کھایا اب اُنکہ [illegible] قناعت تو اہل شریعت کی تمام نعمتون [illegible] کبھی قناعت نہین [illegible] اگر ہو تو عاشق نہین۔

صبر ہر ایک مصیبت پر صبر کرنا باعتبار شریعت تو عام طور پر لوگون کو معلوم ہے کہ خدا نے فرمایا ہے استعینوا بالصّبر والصّلوٰۃ صلوٰۃ پر بھی صبر کو مقدم رکھا اور ان اللہ مع الصّابرین بھی آیا ہے اور سب سے زیادہ یہ بات ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ صابر درویش خدا تعالیٰ کے ہمنشین ہونگے اب اس سے زیادہ نہ تو صبر کی تعریف ہوسکتی ہے کیونکہ طریقت مین بھی صبر سے اسکا درجہ زیادہ نہین اور نہ صبر سے زائد اور کسی شئے کا رتبہ ہے۔ شریعت مین تو ہر مصیبت پر صبر کیا جاتا ہے اور صابر یہ سمجھتا ہے کہ مین خدا کی خوشنودی کے لیے صبر کر رہا ہون مگر طریقت مین صبر کا استعمال قناعت ہی کی طرح نہین ہوتا کیونکہ وہان کوئی مصیبت مصیبت ہی نہین اور صبر مصیبت ہی پر کیا جاتا ہے گویا یون کہنا چاہیے کہ اس بات کا حس اُنکو نہین رہتا کہ مصیبت کیا چیز ہے اور راحت کسے کہتے ہین ہان جو امر اُنکے لیے مصیبت ہے یعنے فراق اور حجاب تو وہ ہرگز صبر نہین کرتے اور جو صبر کرے وہ عاشق نہین۔

ان چند مجموعی شرائط کو تسلیم و رضا کہتے ہین اسمین صبر۔ قناعت۔ توکل۔ شکر۔ یہ چار چیزین داخل ہین اور انکی مختصر تفصیل علیحدہ علیحدہ کردی گئی۔

باب سوم حقیقت

فصل اول
اصول حقیقت

اہل حقیقت کو کوئی جدا اصول عمل مین لانیکی ضرورت نہین وہی اصول ہین جو کمال طریقت مین چاہیین البتہ صاحب حقیقت کو خلاف شریعت اور طریقت نہونا چاہیے۔

فصل ۲
اسرار حقیقت

حقیقت کا ایک خاص راز یہ ہے کہ جب تصفیہ قلب سالک کو حاصل ہو جاتا ہے اور تزکیہ نفس بھی تو اُسکو خود بخود حقائق سے آگاہی ہونا شروع ہوتی ہے کیونکہ قلب صاف ہو جاتا ہے اور اس آئینہ مین باری باری ہر ایک شئے جلوہ گر ہوتی ہے اولاً وہ شئے جلوہ گر ہوتی ہے جسپر ایک حجاب ہے پھر وہ چیز جسپر دو حجاب ہین اسی طرح یہ سلسلہ

جاری ہوتا ہے اِنھین کو مشاہدات کہتے ہین یہ مشاہدے بادی النظرین مختلف ہوتے ہین
مگر درحقیقت ایک ہی نور ہوتا ہے جو مختلف حجابات مین اپنا جلوہ دکھاتا ہے۔ مثلاً حجاب اول
دفع ہوا تو ایک سبز رنگ کا نور مشاہدے مین آیا یہ نور سبز درحقیقت وہی نور ہے جو منزل
مقصود ہے مگر جس رنگ اور ہیئت اور جس انداز مین وہ مشاہدہ ہوا ہے دراصل وہ اُسکا
قالب ہے اور گویا وہ نور حجاب اول مین ہے۔ سالک یہ سمجھتا ہے کہ یہی میرا مقصود ہے
حقیقت کے روسے تو وہ بیشک منزل مقصود ہے لیکن بسلسلہ طریقت وحقیقت کے روسے
وہ ہرگز منزل مقصود نہین ہے بلکہ وہ نور ابھی تک حجاب مین ہے جس طرح کسی کی روح اُسکے
قالب مین ہو ظاہر ہے کہ ناظر کی نظر کیسی ہی گہری ہو وہ روح کا ناظر نہین ہے بلکہ جسم کو
دیکھتا ہے اور اُسکے حجاب مین زیادہ بریں نیست کہ روح کو بھی ملاحظہ کر رہا ہے اسی طرح
وہ رنگ سبز اور تجلی نورانی جو سالک اول مرتبہ دیکھتا ہے اگرچہ نور حقیقی ہے تاہم حجاب مین ہے
اور ایک ہی حجاب نہین بلکہ کم از کم ۷۰ حجاب ہین جسقدر قدم سالک کا آگے بڑھتا جاتا ہے
اُسی قدر حجابات اُسپر سے کم ہوتے جاتے ہین اور ہر مرتبہ ہر قدم پر سالک کو یہ معلوم ہوتا ہے
کہ یہی مشاہدہ میرا اصلی مشاہدہ اور مقصود حقیقی ہے مگر درحقیقت ایسا نہین ہوتا ہے۔ اور اس
سلسلہ کا راز یہ ہے کہ جسقدر کثافت اپنے مین کم ہوتی جاتی ہے اُسی قدر حجابات اُس نور کے
رفع ہوتے جاتے ہین یا یون کہا جاے کہ اپنی روح جسقدر صاف یعنی دور از کثافت
ہوتی جاتی ہے اُسی قدر حجابات وہان رفع ہوتے جاتے ہین اور قریب ہوتی جاتی ہے
اور اسکا راز یہ ہے کہ درحقیقت ایک ہی چیز ہے جو انسان مین بھی ہے اور عرش پر بھی ہے
ورعلاوہ ان دونون مقامون کے ہر ایک جگہ ہے کوئی شئے اور کوئی جگہ اُس سے خالی
نہین ہے تو اپنے آپ مین جو شئے ہے اُسکو روح کہتے ہین یہ وہ روح نہین ہے جو طبیعین
یا فلسفیون مین یا جہال مین مشہور ہے بلکہ یہ وہ روح ہے جسکو حقیقت سمجھنے کی اُس زمانہ
جاہلیت مین عرب کو نہ تھی اور اُنکے دریافت کرنے کے جواب مین یہ فرمایا گیا

سے سئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی تو یہ روح وہی شے ہے جسکی نسبت حضرت آدم کے باب مین فرمایا ہے ونفخت فیہ من روحی یعنی خدانے اپنی روح قالب آدم مین پھونکی تو خدا کی روح سے سوائے اُسکے اور کوئی معنی نہین رکھتے کہ خدا کا نور اور یہ ظاہر ہے کہ خدا اور اُسکا نور علیحدہ علیحدہ نہین لہذا یہ تسلیم کرنا پڑیگا کہ ہر انسان مین خدا ہے تو یہ خدا یا اُسکا نور یا اُسکی روح جو کچھ کہا جاے سب ایک ہی بات ہے یہ جب نفسانی خواہشون سے محجوب ہوجاتی ہے تو اُسی قدر اُس سے دوری ہوجاتی ہے تو روح کی دوری درحقیقت خدا کی دوری ہے اور یہ قاعدہ ہے کہ جس شئے سے بہت زیادہ دوری ہوتی ہے وہ شئے نظر نہین آتی اور جب قریب ہوجاتی ہے تو نظر آنے لگتی ہے لہذا روح کا کثیف ہونا باعث دوری ہے اور لطیف ہونا باعث قربت و نزدیکی ہے اور کثافت موقوف نفسانی غلبہ پر اور لطافت و پاکیزگی روح منحصر ہے افعال نیک اور مغلوبیت نفس پر اور اسکے لیے شریعت و طریقت کے اصول و قواعد مقرر کیے گئے ہین چنانچہ لب لباب اور سب قواعد و اصول کا تزکیہ نفس و تصفیہ قلب ہے۔

فصل ۳
حقیقت باری تعالی

درحقیقت حقیقت باری تعالی ایسا تصور نہین کہ ذہن و فہم و عقل و ادراک اور خیال مین آسکے ارسطو نے کہا ہے کہ جس طرح آفتاب کا نور دوپہر کے وقت دیکھنے والے کو اپنی جانب دیکھنے سے مانع ہوتا ہے اسی طرح کنہ و حقیقت باری تعالی قوت مدرکہ کو مانع ہوتی ہے یعنے ادراک حقیقت باری تعالی محال ہے اسکی اصلیت یہ ہے کہ کسی ذات کی حقیقت کا عرفان اُسی شخص کو ہوسکتا ہے جو اُسکا ایسا خالق ہو کہ اپنے علم و ارادے اور اُسکے تمام حقائق اور جملہ کیفیات و نتائج اول و آخر کے تصور کے ساتھ خلق کیا ہو اسیوجہ سے خدا کو سب کی حقیقت کا عرفان ہے اور سب کو خدا کی حقیقت کا عرفان نہین ہوسکتا چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سب سے بڑا عارف وہ ہے جو یہ کہے کہ ما عرفناک حق معرفتک اور خود جناب باری کا

Marfat.com

ارشاد اپنی شان مین یہ ہے سبحان اللہ عما یصفون یعنی جو کچھ اوصاف اُسکے کیے جاتے ہین اور ہو سکتے ہین اُس سے وہ منزہ ہے یعنی بالاتر ہے گویا تمام اوصاف باری تعالیٰ کے تصور سے بھی اُسکی حقیقت و معرفت کا پردہ نہین اُٹھ سکتا اور یہ بھی ارشاد ہے لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار یعنی بصیرت انسانی یا مخلوق اُسے ادراک نہین کر سکتی وہ البتہ بصیرت کو ادراک کرتا ہے - اب رہا یہ امر کہ سب انسان اور جملہ مخلوقات اُسکی معرفت اور حقیقت تک پہونچنے مین یکسان ہون تو ایسا نہین ہے کیونکہ ہر ایک کی عقل اور علم اور قوت جدا جدا ہے لہذا اسی حساب سے حقیقت کے ادراک مین بھی تفاوت ہے جسکو علم و عقل و قوت جسقدر زائد ہے اُسی قدر اُسکو معرفت و حقیقت مین درجہ حاصل ہے چنانچہ آنحضرتؐ کو سب سے زیادہ قوت و علم و عقل حاصل ہے لہذا اُنھین کو سب سے زیادہ معرفت ہے اور علم سے مراد ہماری علم باطنی اور قوت سے مطلب قوت روحانی اور عقل سے مراد عقل سلیم -

اور اگر کسی کو جامہ مخلوقیت مین حقیقت کے اُس زینہ تک رسائی ہو گئی جو اعلیٰ زینون مین ہے تو وہ بیان نہین کر سکتا کیونکہ لیس کمثلہ شئ کس شئے سے اُسکو تعبیر کرے جو سننے والے کی سمجھ مین ٹھیک ٹھیک آجائے اور کن اوصاف کا تصور اُسکو کرائے جو وہ اُسکی حقیقت کو سمجھ جائے کیونکہ وہ تمام مجموعی اوصاف سے بہت بالا ہے تو جو اہل اللہ حقیقت مین ہین وہ بیان و اظہار نہین کر سکتے اور اگر کچھ ارشاد کرین تو سوائے اُسکے کوئی سمجھ نہین سکتا جو خود مشاہدہ کر چکا ہے اس لیے حقیقت باری تعالیٰ بیان مین نہین آسکتی اُسکی حقیقت کو جن فلسفیون نے بیان کیا ہے اُنکے استعمال کیے ہوئے الفاظ و معرفت کے باب مین ناکافی دکھا دینا مناسب ہوگا تاکہ ان تمام اوصاف و الفاظ کے نفی سے سبحان اللہ عما یصفون اور لیس کمثلہ شئ کی تصدیق و تائید ہو جائے ذات باری تعالیٰ کلی نہین ہے کیونکہ کلی اپنے افراد کی محتاج ہے اور وہ ذات کسیکی

Marfat.com

محتاج نہین اور نہ وہ جزئی ہے کیونکہ جزئی کلی کا ایک فرد ہے اور وہ کسی کا فرد نہین کہ وہ جوہر ہے
کیونکہ جوہر کا وجود خارج مین نہین اور اُسکا وجود خارج و ذہن دونون مین ہے اور نہ وہ عرض ہے
کیونکہ عرض تابع ہوتا ہے جوہر و ماہیت وغیرہ کا اور وہ تابع کسی کا نہین اور نہ وہ ماہیت ہے
کیونکہ ماہیت کا وجود موضوع مین نہین حالانکہ اُسکا وجود موضوع مین بھی ہے نہ وہ جسم ہے
کیونکہ جسم محاط ہے حالانکہ وہ محاط نہین بلکہ خود محیط ہے اور نہ وہ مفرد و مرکب ہے کیونکہ مرکب
محتاج ہے افراد کا اور مفرد کو ضرورت ہے ترکیب کی بلکہ وہ بسیط ہے اور نہ وہ ایسا واحد
ہے کہ جو علم اعداد مین ایک جزو سمجھا جاسکے کیونکہ وہ معدود نہین بلکہ وہ احد ہے جو کہ موجد
ہے ہر عدد کا نہ کہ جز۔ اور نہ وہ اس اعتبار سے روح ہے کہ روح کو انفعال ہوتا ہے
بلکہ وہ خود فعال اور دوسرے کو منفعل کرنیوالا ہے اور نہ وہ از روے حقیقت نور ہے
کیونکہ نور کا وجود بالذات نہین اور وہ موجود بالذات ہے اور نہ وہ ایسی علت ہے جسکا وجود
بغرض معلول ہوا ہو بلکہ وہ قائم بالذات اور علۃ العلل ہے اُسکا مقید نہونا تو ظاہر ہے لیکن
وہ ایسا مطلق بھی نہین کہ تعینات اور عوالم کو اُس سے کوئی تعلق ہی نہو۔ اُسکا شریک
نہونا تو بدیہی ہے لیکن وہ کسی سے اور کوئی اُس سے جدا بھی نہین ہے حقیقۃً ہر شئے کا
وجود اُسکا وجود ہے لیکن جس طرح اُسکو بالذات تغیر نہین اُسی طرح اُسکو مرتبہ تعینات و اسماء
مین بالصفات تغیرات ہین اور یہ اُسکا ذاتی تغیر نہین کیونکہ تغیرات کا خود محرک اور حدوث کا
وہ خود موجد ہے اُسکا دیکھنے والا ہر شئے مین اُسے دیکھتا ہے اور اُسکو نہ پہچاننے والا
اُسے عرش پر بھی نہین دیکھ سکتا اگر آسمانون کے آگے کوئی شئے جائے تو سب کے آگے
وہی پایا جائیگا اور اگر زمین کے ساتون طبقون مین سوراخ کرکے ڈول ڈالا جائے
تو اُسی پر پڑیگا اور اُسکی ذات تو لفظ وسعت کے حدود سے بھی آگے ہے مگر صرف
اُسکی ایک صفت یعنے کلمات اسقدر وسیع ہین کہ اگر تمام سمندرون کی روشنائی بناکے
لکھے جائین تو بھی وہ کلمات ختم نہون اور سمندرون کا پانی روشنائی مین ختم ہو جائے

Marfat.com

اسکے بحر حقیقت کا کہین ساحل نہین جو اُسکی تلاش مین نکلا وہ وہین کا ہو رہا جسکو ذرا ظہور اُسکی خبر ملی اُسکی خبر ہمکو تو کیا خود اُسی کو اپنی خبر نہ ملی۔ جسنے اُسکو کچھ پہچانا نہ اُسکو کسی نے جانا کہ یہ کون ہے وہ جسقدر دور ہے اُسی قدر قریب ہے وہ اول سے جسقدر مقدم ہے اُسی قدر آخر سے موخر ہے صرف اُسیکی ذات سے نقیضین ایک ذات اور ایک وقت مین جمع اور مرتفع ہوتی ہین جسکو ہم ممکن کہتے ہین ممکن ہے کہ اُسکی ذات مین وہ واجب ہو۔ اور جسکو ہم واجب کہتے ہین وہ اپنی صفات مین ممکن ہے کہ ممکن ہو۔ صرف وہی اپنی تعریف لفظون مین بھی کرسکتا ہے مگر ہم سمجھ نہین سکتے اُسی کے جمال کی خود بینی نے عارفون کے دلون کو آئینہ خانہ بنایا اور اُسی کے جلالی پرتو نے سیاہ دلون کو ظلمت کا برقع اُڑھایا ہے وہ ایسا واحد ہے کہ ویسا واحد کہین موجود نہین اور پھر ہر جگہ ہے اُسکی کثرت باوجود وحدت ایسی ہے جیسی کہ ہر عدد قلیل وکثیر مین عدد واحد کہ نہ اُسکے سوا کوئی اور عدد در حقیقت ہے اور نہ اُسکی کثرت کی کوئی انتہا ہے جب ہم کسی بڑے سے بڑے عدد کی کثرت و وحدت پر غور کرتے ہین تو باعتبار کثرت وہ اسقدر کثیر ہوسکتا ہے کہ شمار سے باہر ہو لیکن جب وحدت اپنی وحدانیت کی طرف توجہ کرتی ہے تو سوائے واحد کے اُسمین اور کوئی شے نہین کیونکہ جب واحد اپنی وحدانیت مین رہا تو واحد کہا گیا اور جب کثرت مین آیا تو مہاسنگ ہو گیا حقیقۃً واحد کے سوا اور کوئی شے نہین جسنے اُسکو مہاسنگ بنا دیا چنانچہ اگر مہاسنگ سے اُتنی ہی مرتبہ کرکے کہ جتنی مرتبہ واحد نے اپنی تکرار کو جمع کر رکھا ہے واحد نکال ڈالا جائے تو مہاسنگ کا وجود اسطرح فنا ہو جائیگا کہ جیسے وہ کبھی نہ تھا اور جب کبھی تھا یا ہو تو وہ صرف واحد کی تکرار پر موقوف ہوگا۔ تو وحدت علیحدہ وکثرت علیحدہ اور پھر وحدت وکثرت دونون کا اجتماع یہ اُسکی ذات [illegible]

فصل ۴
حقیقت انسان

انسان اور اُسکی حقیقت کے بیان مین کامیاب ہونا بالکل محال ہے اور جسقدر اظہار ممکن ہے [illegible] کے لیے بھی ہزار ہا جلدین ہون [illegible] چند سطرون مین جسقدر خلاصہ اس خلاصۂ کائنات کا بیان ہو سکتا ہے خدا اسکے جرءت پر

لکھتا ہون جب خدا کو اپنا عرفان اور معائنہ منظور ہوا تو ضرور تھا کہ ایسی چیز بنائے جو اُسکے تمام اسماء و صفات کے مظاہر ہونے مین جامع ہو اور جسکے ذریعہ سے وہ اس طرح اپنی طرف نظر کرے جس طرح کوئی دیکھنے والا مردم کے ذریعہ سے دیکھتا ہے اور یہ مشاہدہ اُس نے اس طرح کیا جس طرح کوئی شخص اپنے آپکو آئینہ مین دیکھے اور اس شے موصوف و جامع مین یہ صفت بھی ہونا چاہیے تھی کہ وہ تمام عالم کا جان و روح ہو۔ عالم ارواح اُسکا مخزن ہو ملائک اُسکے قوی ہون لوح محفوظ اُسکی کتاب ابجد ہو افلاک اُسکے بلند سیرگاہ ہون جنت و دوزخ اُسکے آخری گھر ہون دنیا اُسکی سرائے ہو شریعت اُسکا قانون طریقت اُسکی راہ حقیقت اُسکی منزل ہو معرفت اُسکا مقصود ہو اور وہ خلیفہ ہونے کی وجہ سے محمود ہو تو ایسی شئے سوائے اسکے اور کوئی نہین جسکا نام انسان رکھا گیا۔

انسان مین وہ قوتین بھی ہین جنکا علم معمولی انسانون کو بغیر منزل حقیقت کے نہین ہو سکتا بلکہ وہ ایسی قوتین ہین جو باری تعالی کی اُن اسماء کی مظاہر ہین جن اسما کا علم فرشتون کو نہ تھا بلکہ حضرت آدم کو سکھایا گیا تھا وعلم آدم الاسماء کلھا مین لفظ کلہا سے یہ ظاہر ہے کہ آدم کو وہ اسماء بھی سکھا دیے گئے تھے جنکے احاطہ سے کوئی اسم باہر نہ تھا حالانکہ باری تعالی کے اسما جنکے مظاہر اس عالم مین ممکن تھے مثل سمع و بصر و علم وغیرہ کے باقی اسما الفاظ سے ادا نہ ہو سکتے تھے بلکہ اُنکا تصور بھی ممکن نہین مگر آدم کو وہ خاص قدرت کے اعجاز سے سکھا دیے گئے اور اُنکے تصور کو استحقاق کی خاص قدرت دی گئی اور جو حقیقت آدم کی تھی وہی حقیقت تمام بنی آدم کی یکسانی طور ست ہے لیکن اشکال و حالات و تشخصات وغیرہ کے اعتبار سے فرق بھی بمقدار ہے کہ آدم اول سے انسان آخر تک کوئی دو آدمی بھی ہر امر مین مساوی ناممکن ہونگے اگر ایسا ہوتا تو وحدت کو کثرت کیونکر حاصل ہوتی اور جن اسباب سے کہ آپس مین فرق و تمیز پیدا ہو اُنکو درست [illegible] امتیاز مراتب [illegible] مراتب مین اگر فرق نکیا جاسکے تو نتیجہ موافق مطلب نہ ہو [illegible] مثلاً ۹ اور [illegible] مین اگرچہ حقیقۃً صرف واحد کا وجود ہے یعنی ۹ مین واحد نو جگہ ہے

Marfat.com

اور ۸ مین آٹھ جگہ لیکن مراتب کے فرق نے دونون کے نام علیحدہ علیحدہ رکھدیئے اسی سے تشخص ہوا اور اسی سے مافی الضمیر مین کامیابی ہوسکتی ہے اگر وہ شخص جو فرق مراتب کے ۔ ۔ ۔ ہیچ سمجھتا ہے اور صرف اعتباری کہہ کے ٹالدیتا ہے اور اثر نہین لیتا ۹ اور ۸ کو متحد الحقیقۃ ہونے کی وجہ سے ایک ہی سمجھے گا تو اپنے مقصد مین کامیاب نہوگا کیونکہ اتحاد حقیقی کے دھوکے مین ۹ کو ۸ اور ۸ کو ۹ کہے گا اور ان دونون کے اثر مین جو علیحدگی ہے وہ بڑی ہے اسی طرح تمام بنی آدم کے متحد الحقیقۃ ہونے سے فرق مراتب کا اثر باطل نہین ہوسکتا جو رتبہ ہمارے ۔ ۔ ۔ ہے وہ ہمارا نہین کیونکہ اگر سب کے مراتب ایک ہوتے تو سب کے نتائج بھی ایک ہوتے ۔ حالانکہ ایسا نہین اور پھر ذات باری کو اپنے عرفان کا کامل مشاہدہ نہین ہوسکتا تھا کیونکہ ۔ ۔ حقائق ہی عرفان کے اسباب و مظاہر نہین ہین بلکہ مراتب بھی یہی رتبہ رکھتے ہین اور علاوہ حقیقت و مراتب کے تمام کیفیات و قوی و تاثیرات اور ادنی ادنی مابہ الامتیاز ممیزات یہ سب فرداً فرداً مظاہر اسماء ہین اگر ایک بھی اُنمین سے نظر انداز ہوجائے تو عرفان کا گویا ایک جزو کم ہو کر اُسے ناقص کر دیگا۔

ظاہر ہے کہ انسان تمام کائنات کا مجموعہ اور خلاصہ ہے چنانچہ عالم صغیر اسکو لکھا ہے انسان مین سب سے بڑی دو قسم کی چیزین ہین ایک قسم عالم ظاہر سے متعلق ہے اور وہ مجسم اشیا ہین دوسری قسم کی چیزین عالم باطن سے متعلق ہین اور وہ اُس قسم کی ہین جو ارواح و نفوس اور غیر مرئی ہین اور علاوہ ان دو کے دو قسمین اور انسان مین اشیا کی ہین ایک کیفیات و قوی و تاثیرات سے تعلق ہے دوسری وہ اشیا ہین جنکو انسان موجودہ حالت مین محسوس نہین کرسکتا بلکہ اُسی وقت معلوم کرسکتا ہے جبکہ حقیقت منکشف ہوجائے یعنی وہ چیزین جب ہی نظر آئینگی جبکہ نفسیہ حجاب و تزکیۂ نفس کر ۔ ۔ ۔ اُسی وقت انسان کی پوری حقیقت و ماہیت معلوم ہوسکتی ہے تو تمام جسم انسان مین جو اشیا ہین اُنمین دو قسم ہین ظاہر و باطن یعنی اندرون و بیرون ۔ ۔ ۔ ایک چیز اس طرح پر واقع ہے ہر ایک کا ایک ظاہر ہے ایک باطن ۔ ۔ ۔ ظاہر ہین ۔ ۔ جو سب اعضا کے اوپر سے

اور ایک باطنی جو اوس پوست سے اور کچھ پیوستہ ہے دوسرا پوست ہے جسکا نام اُنکو جھلی کہتے ہین
تو اول پوست ہے اوسکے نیچے گوشت رگین پٹھے وغیرہ ہین اوسکے دوسرے پردے یا ساتھ اعصاب اور
ہڈیان ہین اور ہڈیون کے اندر مغز ہے یہ تو ایک قسم کی جسمانی اشیا ہوئین دوسری قسم کی مجسم اشیا
اس طرح ہین کہ تمام جسم مین پوشیدہ ہین اور وہ اخلاط اربعہ ہین جنکا ذکر اطبا نے لکھا ہے
ہین تیسری قسم کی وہ مجسم اشیا ہین جو خلا ستہ ہین جیسے پٹھا یا اعصاب اور عروق وغیرہ
چوتھی قسم کی مجسمہ اشیا اس حالت پر ہین کہ ہر ہر عضو مین علیحدہ علیحدہ ہین مثلاً معدہ مین اور انتڑیون مین
غذا دل مین خون خون مین روح (وہ روح جو کہ جوہر خون ہے) یا دماغ مین حرام مغز وغیرہ
اب اندرونی عالم جسم مین جو مجسم اشیا ہین وہ صاحب قوت باطنی ہین اور ظاہر جسم مین جو اشیا
ہین وہ صاحب قوت ظاہری ہین مثلاً ہاتھ پانون ظاہری عالم جسم سے متعلق ہین یہ قوت
ظاہری رکھتے ہین یعنی کسی چیز کا اٹھانا رکھنا یا اور کوئی ایسا ہی کام کرنا لیکن انسان کے عالم
باطن مین جو مجسم اشیا ہین وہ دوسرے ہین مثلاً دماغ کے وہ حصے جیسے ذہن اسی پیدا ہوتے
ہین یا دل وجگر یا گردے یا کلیجہ پھیپھڑہ یا بہت سے غدود انسان کے جسم مین ہین یا مسامات اور
دیگر باطنی اشیا و اعضا جیسے مثانہ اور عورت مین رحم وغیرہ۔ علاوہ ان مجسم اور مختلف القسم
اشیا کے باطن اور انسان مین جو اشیا ہین وہ ایک اعتبار سے تو ارواح کہلاتے ہین اور ایک
لحاظ سے جسم کہہ سکتے ہین یا ارواح اس لیے کہ لطیف اسقدر ہین خصوصاً کثافتاً یا اعضا کی نظر
نہین آتین اور مجسم اس اعتبار سے کہ در اصل وہ حقیقت جسکا نام روح ہے اُسکے نیچے
تو یہ ارواح گویا مجسم ہین چنانچہ انکو اطبا نے روح کہا ہے اور مین انکو بلحاظ حقیقت جسم کہتا
ہون اس لیے کہ یہ اصل مین حقیقت خون اور دیگر اخلاط کے جوہر لطیف اور بخارات ہین
چنانچہ روح طبعی روح نفسانی روح حیوانی یہ ایسے ارواح دل وجگر اور دماغ کے بخارات
کے نام رکھے گئے ہین عالم روح مین انکا ہرگز گزر نہین ہے بلکہ انکی رسائی صرف عالم
جسم تک محدود ہے غرض جسقدر اشیا تحریر مین آئے وہ سب عالم جسم انسان کے اقسام

واسطے اب رہے عالم باطن کے اشیا جو کہ غیر مجسم ہین اُنکے نام باعتبار اقسام چار ہین۔
قوت۔کیفیت۔تاثیر اور ارواح و نفوس۔ چنانچہ انسان مین قوتون کے اعتبار سے
وہ تمام قوی موجود ہین جو کہ تمام کائنات کی جاندار اور بے جان چیزون مین پائی جاتی ہین
یعنے فرشتے سے لیکر شیطان اور سیمرغ سے لیکر چیونٹی تک جسقدر جاندار اشیا ہین اور ذرہ سے
لیکر آسمان مین آفتاب تک اور زمین مین پہاڑ تک جو کچھ قوت یعنا ہر بے جان شے رکھتی
ہے وہ سب اسمین موجود ہے ان قوتون مین سے بہت سی قوتین ایسی ہین کہ اُنکے نام
معمولی انسانون کو معلوم ہین اور انکی اندرونی حالت بھی معلوم ہے مگر بہت سی قوتین ایسی ہین
کہ انکی موجودگی کا حال انسان کامل یعنے اہل حقیقت کے سواے اور کسی کو نہین معلوم اور انکے
نام کچھ نہین رکھے گئے جن قوتون کا حال سب کو معلوم ہے اُنمین سے عقل۔ادراک۔ذہن
خیال۔وجدان۔وحافظہ۔شامہ۔ذائقہ یعنی جنکو حواس عشرہ کہتے ہین اور علاوہ اسکے ۲۴ قوتین
اسقسم کی قوتین ظاہری کو معلوم ہوتی ہین۔دوسری غیر مجسم شئے کیفیت ہے یہ قوتون سے
زیادہ باریک اور پوشیدہ شئے ہے چنانچہ انسان کو شبانہ روز مین مختلف کیفیتون سے سابقہ
پڑتا ہے اور انھین کی بنا پر انسان کی طبیعت مین تغیرات پیدا ہوتے ہین یہ کیفیات صدہا قسم
ہین کیونکہ جسقدر کلی قسم کے اشیا ہین اتنے ہی اقسام اسکے ہو سکتے ہین مثلاً قوتون
کی وجہ سے جو کیفیات پیدا ہون اُنکی اور قسم ہے ارواح کے باعث سے جو کیفیات ہون وہ
اور قسم ہے یعنی جسقدر اشیا ظاہری و باطنی مجسم و غیر مجسم انسان مین ہین اُن سب کے علحدہ علحدہ
کیفیات ہین چنانچہ انکے ایک ہزار اقسام تک جا پہونچتے ہین ان مین سے ایک کا حال سب کو
معلوم ہے اور وہ از قسم خوشی و رنج و فکر و غصہ [illegible] و غیرہ
[illegible] ایک کیفیت [illegible] پیدا [illegible] انسان مین
[illegible] ایک [illegible] کسی کو معلوم نہین
کہ فلان کیفیت جو پیدا ہوئی [illegible] انسان [illegible] اُسکی علت

محرک ہے بلکہ جو علم عام لوگون کو ہوتا ہے وہ اکثر غلط ہوتا ہے البتہ اہل حقیقت کو صحیح ہوتا ہے
اور وہی انکو جو منتہی ہین - توان تمام کیفیات کے پوست کندہ حالات لکھنا بہت طول طویل
اور بعض کیفیات کا لکھنا تو غیر ممکن ہے تیسری قسم غیر مجسمہ اشیا کی تاثیرات ہے یہ تاثیرین بیان اور
معلومات ظاہری مین بہت کم آسکتی ہین البتہ صرف اسقدر کہ افعال روحانی اور افعال انسانی
کی تاثیرین مختلف ہین بالکل ایک دوسرے کی ضد مثلاً گناہ کرنے کے بعد ایک خاص انفعالی
کیفیت ہوتی ہے اور نیک کام کرنے کے بعد ایک خاص تفریح ہوتی ہے یہ دونون کیفیتین
جو انسان مین ہوتی ہین انکا باعث یہ ہوتا ہے کہ ہر نیکی و بدی مین ایک خاص تاثیر ہوتی ہے
اس تاثیر سے یہ کیفیتین پیدا ہوتی ہین تو ایسی ہی ہزارہا تاثیرین انسان مین ہوتی ہین اور
اُن تاثیرون سے مختلف نتائج ہوتے ہین اور علاوہ اُن اشیا کے جو اپنے جسم مین ہین دیگر
خارجی اشیا کی تاثیرین انسان کے جسم مین ہوتی ہے مثلاً بزرگون کا تصرف جو انسان پر ہوتا
وہ علاوہ اُن تاثیرون کے ہین - اسی طرح اور بہت سی اشیا ہین جو تاثیرات پیدا کرتی ہین
جو کہ انسان مین ارواح و نفوس ہین بعض کے نزدیک روح و نفس ایک ہی شئے ہے
صرف کثافت و لطافت کے تغیرات ہوتے ہین چنانچہ جب نفس کثیف ہوتا ہے تو نفس امارہ
کہلاتا ہے چنانچہ خداے تعالی فرماتا ہے ان النفس لامارۃ بالسوء اور جب لطیف
ہوتا ہے تو نفس لوامہ اُسے کہتے ہین اور جب الطف ہو جاتا ہے تو نفس مطمئنہ ہے چنانچہ
باری تعالی اس نفس کی بابت یہ فرماتا ہے یا ایتہا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک
راضیۃ مرضیۃ اور بعض محققین نے یہ کہا ہے کہ روح و نفس علحدہ علحدہ ہین بہرصورت
بات ایک ہی ہے - جاننا چاہیے انسان کے عالم باطن مین تین قسم کی ارواح ہین
ایک روح وہی ہے جو خدا کی روح ہے اور جو کہ انسان کے قلب مین مثل اسکے
پوشیدہ ہے جیسے سنگ مین شرر اور دوسری روح روح حیوانی کہنا چاہیے
جو کہ ہندی مین جی یا اُردو مین جان کہی جاتی ہے - اور تیسری روح روح جسمانی ہے

Marfat.com

جوکہ جسمانی اشیا کے جوہر لطیف کا نام ہے ان سب کی تشریح جسقدر ممکن ہے خصوصاً اس
مختصر رسالہ مین وہ عالم ارواح کے فصل مین انشاء اللہ تعالیٰ آئیگی - تو یہ جو کچھ ذکر ابتک
انسان کا ہوا وہ انسان کے ظاہری اعضا کا ہوا ہے یا اُن اشیا کا جنسے انسان مرکب ہے
لیکن مجموعی حیثیت سے انسان کیا چیز ہے یہ سوا اُن لوگون کے کوئی نہ جان سکتا ہے
نہ سمجھ سکتا ہے جو اہل حقیقت ہین مگر ذکر کرنا ان سب امور کا ضروریات سے ہے لہذا یہ
معلوم کرنا چاہیے کہ انسان سراپا ذات خدا سے متعلق و منسوب ہے صرف روح ہی نہین
خدا کی روح ہے ہر شئے اُسی سے تعلق ہے جسطرح تمام مخلوقات خدا سے وابستہ ہے اُسیطرح
انسان کے تمام اجزاء البتہ ان سب اعضا مین فرق ہے اُسی طرح ہے جیساکہ اور مخلوقات کے
مراتب مین فرق ہے چنانچہ جس طرح شیطان مردود اور فرشتہ و پیغمبر مقبول ہے اُسی طرح
انسان مین روح مقبول ہے اور خدا کی خاص روح کہلاتی ہے اور نفس مردود ہے
اور اُسکا مخالف کہلاتا ہے - اور اسکی حقیقت یہ ہے کہ جسقدر اشیا انسان مین عالم جسم اور
عالم روح سے متعلق ہین وہ سب یا تو حجابات ہین یا انوار ہین چنانچہ جسقدر اشیا بری ہین
وہ سب حجابات باری تعالیٰ ہین اور جو انوار ہین وہ اُسی کے جلوے ہین مثلاً نفس ایک
حجاب سخت خدا کا ہے جب یہ مردہ کر دیا جاتا ہے تو بندے اور خدا کے درمیان حجاب نہین
رہتا یا جسقدر قوتین انسان مین بیجا صرف کی جاتی ہین وہ سب حجابات کو قوی کرتی ہین
اور جتنی قوتین اپنے اصلی موقون پر صرف کی جاتی ہین وہ درمیان سے حجاب رفع کرتی ہین
قوتون کا بیموقع صرف کرنا یہی گناہ کہلاتا ہے تو جب انسان کا جسم و روح کثافتون سے پاک
ہو جاتا ہے ہر ایک حجاب رفع ہو جاتا ہے غرض یہ کہ انسان مین کوئی شئے نہین
نور ہے یا اُسکا حجاب اور ہر حجاب مین ایک پوشیدہ نور ہے یعنے کوئی حجاب ایسا نہین جو
خالی از نور ہو اسی طرح کوئی نور ایسا نہین ہے جو حجاب سے خالی ہو چنانچہ جس تجلی پر نور کا
اطلاق ہو وہ نور یہی حجاب ہے اُس ذات کا جو کہ ہر قید سے بری ہے اور زبان و چشم ست

Marfat.com

بالکل متعلق نہین نہ وہ دیکھا جا سکتا ہے نہ وہ بیان کیا جا سکتا ہے اسی وجہ سے خدا نے یہ
یہ فرمایا تھا کہ لن ترانی یعنی مجکو تو دیکھ نہین سکتا ہے مگر موسیٰ کو تو شوق تھا انھون نے نہ مانا
آخر ایک تجلی نے اُنکو بیہوش کر دیا۔ غرض یہ کہ انسان سراپا ذات خدا سے وابستہ ہے کوئی
شئے جدا نہین جسکو ہم اُسکا حجاب کہتے ہین حقیقت مین اُسکے بھی پردے مین نور ہے
جو کوئی یہ سمجھے اُسی کو یہ مقصد حاصل ہے اور جو نہ سمجھے وہ اس بات کا کہنے والا کافر مطلق ہے
چنانچہ جو لوگ لباس فقرا اختیار کیے ہوئے ہین اور در اصل دنیا دار و حریص ہین وہ اگر یہ بھی
خدا بتاتے ہین خوب جاننا چاہیے کہ وہ کافر مطلق ہین فقیر ہونا تو درکنار لیکن جنھون نے اس
بات کو دیکھ لیا ہے کہ ہر چیز نور الٰہی و حجاب الٰہی ہے اور خاصکر انسان مین سوائے ذات و
صفات خدا کے اور کچھ نہین ہے یا تو استغراق فطری رکھتے ہین کہ خاموش رہتے ہین اور ضبط کیے
رہتے ہین یا اگر مدہوش ہو جاتے ہین اور کہنے لگتے ہین یہ دونون حق پر ہین چنانچہ منصور
ابن حلاج کا انا الحق کہنا بجا نہ تھا گرچہ کوئی اپنی اشیا فون [illegible] کہ یہ کلمہ بار [illegible] کیفیت ہو وہ
اپنے آپکو کامل دکھانے کے لیے اپنے تئین خدا کہے تو کافر مطلق ہے اور چونکہ یہ راز حقیقت
تھا اس لیے اسکا افشا کر دینا بھی کفر ہے لہذا منصور کو سولی دی گئی مگر اب چونکہ از حیثیت راز
نرہا لہذا شاید کفر نہو مگر بات وہی ہے اسی وجہ سے احتیاط بھی کرنا چاہیے۔ غرض یہ کہ ایسے ظاہری
فقیرون کی صحبت سے پرہیز کرنا چاہیے اور اگر اسلامی سلطنت ہوتی تو وہ مرتد ہونے کی وجہ سے قابل
قتل ہین انکا کام لوگون کو گمراہ کرنا اور لوٹنا ہے ہدایت اور درویشی اُس سے کوسون دور ہے

فصل ۵
حقیقت عالم اسباب

عالم اسباب اس دنیا کو کہتے ہین اور اسکا نام عالم اسباب لوگون نے خیال
مین اسوجہ سے رکھا ہے کہ یہان کوئی فعل بدون سبب نہین ہوتا اور اصل تو
یہ ہے کہ کسی عالم مین کوئی امر بے سبب نہین ہوتا مگر اس دنیا کا نام عالم اسباب اس وجہ سے
رکھا گیا کہ یہان جسقدر افعال ہوتے ہین وہ سبب سبب ہوتے ہین ان نتائج کے جو کہ بعد
مین ہونگے یعنی یہان کا ہر ایک فعل یا ہر ایک حرکت ایک سبب ہے جنت یا دوزخ کا بجا اون

عاقبت کے کہ وہان کا کوئی فعل سبب نہین ہوتا بلکہ مسبب ہوگا اور انکے اسباب دنیوی
افعال وحرکات ہین چنانچہ الدنیا مزرعۃ الآخرۃ اسی وجہ سے کہا ہے کیونکہ کھیتی
سبب ہوتی ہے اور سبب کا حاصل ہے تو عالم اسباب کے کل اعمال اسباب ہین مثل کھیتی کے
اور جنت و دوزخ یا رضا سے الٰہی و ناراضگی مسبب اسکے ہین اسی وجہ سے عالم اسباب اسکا
نام رکھا گیا ہے تمام صرف اسی وجہ سے اس عالم کو عالم اسباب کہتے ہین کہ یہان بلا سبب کوئی
امر واقع نہین ہوتا در اصل یہ غلط ہے کیونکہ کسی عالم مین یہ امر نہین کہ بلا سبب کوئی امر واقع ہو
اور بدون سبب کوئی بات ہونا حکمت تخلیق و صناعی کے خلاف ہے -

فصل (حقیقت ناسوت ملکوت جبروت لاہوت)

تمام عالمون کے چار حصے کیے گئے ہین - ناسوت - ملکوت - جبروت - لاہوت -
ناسوت متعلق ہے عالم سفلی سے جبتک سالک اسی عالم کے معاملات مین
رہتا ہے اُسوقت تک عالم ناسوت مین رہتا ہے اور جب عالم بالا مین رسائی ہوتی ہے تو عالم
ملکوت مین گزر ہوتا ہے اور جب عالم بالا سے آگے بڑھ کے اُس مقام پر پہونچتا ہے جہان عالم
باطن ہے تو وہ مقام جبروت ہے اور جب ان تمام عالمون سے نکل کر محض ذات احدیت سے
قریب ہوتی ہے تو لاہوت اُس مقام کا نام ہے - انھین سے ہر ایک مقام مین سے ہر ایک عالم کے
بہت بہت سے حصے ہین ہر حصہ ایک منزل ہے اور بہت کم فقرا ایسے ہوتے ہین جو آخر تک
پہونچتے ہین - ان عالمون کی تقسیم تفصیلی تمام فصول کے دیکھنے سے معلوم ہو سکتی ہے کیونکہ انکے
اکثر منازل کی حقیقت جدا جدا بیان کی ہے -

فصل (حقیقت عالم ظاہر)

تمام عالمون کے دو حصے ہین یا یون کہا جائے کہ وہ تین ہین عالم ظاہر
و عالم باطن اور جتنی اشیا تمام عالمون مین ہین ہر ایک کا ایک ظاہر ہے [illegible]
ایسا نہین ہے کہ عالم ظاہر کی اشیا تو ظاہر ہون اور باطن نہ ہو یا عالم باطن کی چیزون کا باطن ہو اور ظاہر
نہ ہو بلکہ ہر شے مین ظاہر و باطن ہے [illegible] اور ہر ظاہر مین باطن ظاہر ہے
اسی طرح [illegible] ہر شے [illegible] خواہ وہ عالم ظاہر کی اشیا ہون یا عالم باطن کی ظاہر

Marfat.com

عالم ظاہر اُس عالم کو کہتے ہین جسکے اشیا ظاہر و نمایان ہون چنانچہ عالم اسباب کو عالم ظاہر کہتے ہین اور جو اشیا پوشیدہ ہین معمولی انسانون کی نظر سے وہ عالم باطن کے اشیا کہلاتے ہین مگر درحقیقت ہر ادنی سے ادنی اور چھوٹی چیز کے دو عالم ہین ایک ظاہر ایک باطن اور ہر ظاہر و باطن مین بطن و ظہر ہے - مثلاً انسان کے کئی ظاہر و باطن ہین ایک ظاہر جلد اور صورت ہے تو جلد کا باطن گوشت یا جلد کے نیچے کا حصہ اور صورت کا باطن سیرت ہے تو جلد کا باطن عالم جسم و عالم ظاہر کے اندر گوشت ہے اور صورت کا باطن عالم باطن مین سیرت اور عالم جسم مین اعضاے اندرونی مین تو سیرت عالم باطن سے متعلق ہے مگر سیرت کا بھی ایک ظاہر ہے ایک باطن ہے مثلاً ملنساری اور زود آشنائی کسی کی سیرت ہے تو یہ صورت کے اعتبار سے باطن ہے اور ایک اعتبار سے ظاہر ہے وہ اعتبار یہ کہ جو شخص زود آشنا ہوتا ہے وہ ظاہر مین زود آشنا ہوتا ہے لیکن باطن مین زود رنج ہوتا ہے تو اس اعتبار سے زود آشنائی ظاہر ہے اور زود رنجی باطن ہے مگر زود رنجی ہی پر سلسلہ ختم نہین ہوا ہے بلکہ زود رنجی بھی اس اعتبار سے ظاہر ہے کہ ہر زود رنجی مین باطناً صفائی ہوتی ہے یعنی جو شخص زود رنج ہوتا ہے وہ بظاہر زود رنج ہوتا ہے دل مین اُسکے مادہ صفائی کا ہوتا ہے بہت جلد جہان اور بے رنج ہوتا ہے تو یہ صفائی بطون ہے زود رنجی کا اور یہ صفائی بھی ظاہر ہے اسمین جو باطن ہے اُسکے اعتبار سے یہ ظاہر ہے یہی سلسلہ وہان تک چلا گیا ہے جہان کا علم سواے اہل حقیقت کے کسی کو نہین ہوتا اہل ظاہر کو صرف اسی قدر علم ہو سکتا ہے جسقدر مثال مین بیان کیا گیا ہے اور بعد اسکے بیان مین بھی نہین آسکتا کیونکہ باطن باطن کا احوال بیان کرنے کے لیے کوئی زیادہ تیار نہین ہے - اور یہ بھی ایک راز حقیقت ہے کہ ظاہر و باطن مین ضد ہے چنانچہ جو شخص بظاہر با مذاق اور زندہ دل ہے اور بہت لگی باز ہے وہ باطن مین اسکے برخلاف ہوتا ہے یعنی غمہ ور ہوتا ہے خلاصہ یہ کہ جو ظاہر مین ہر وقت ہنستا رہتا ہے وہ باطن مین رونا ہوتا ہے اسی طرح یہ سلسلہ برابر چلا گیا ہے تو یہ خوب

سمجھ لینا چاہیے کہ ہر شئے کا سلسلہ ظاہر و باطن ناتمنا ہی ہے اور چند ظاہر و باطن تو حسب لیاقت معمولی انسان سمجھتا رہتا ہے مگر اسکے آگے وہی لوگ سمجھتے رہتے ہین جو اہل حقیقت ہوتے ہین لہذا عالم ظاہر و عالم باطن ہر شئے مین موجود مگر ان دونون باتون سے ذات بحت مستثنیٰ ہے ۔

فصل ۸
حقیقت عالم تعینات و اسما

عالم تعینات سے مراد وہ تمام عالم ہے جسمین کسی شئے کا تعین ہے مثلاً کسی شئے کا کچھ نام معین ہو تو وہ سب داخل تعینات ہے اور جو چیز داخل اسما نہین ہے وہ اس عالم سے خارج ہے لہذا ہر ایک چیز کا نام یا نشان یا ذکر تذکرہ یا کچھ حال و کیفیت بیان مین آسکتا ہے وہ داخل تعینات و اسما ہے اور اسی کو عالم صفات بھی کہہ سکتے ہین اسکی مفصل بحث ذات و صفت مین آئیگی مگر یہان اتنا ظاہر کرنا ضرور ہے کہ جسقدر اشیا اور عوالم کا تذکرہ زبان و قلم سے ہوسکتا ہے وہ عام لوگون کی نظرون مین بہت کچھ ہے حالانکہ ایسا نہین ہے بلکہ بہت ہی تھوڑا حصہ ہے جو عالم تعینات مین ہے یہانتک کہ وہ عالم جو کہ ذات سے متعلق ہے اسقدر زیادہ ہے کہ اسکی مقدار معین نہین ہوسکتی اور اس عالم مین اور اُس عالم مین ایسا ہی فرق ہے جیسا کسی زمانہ معینہ اور ابد الآباد مین چنانچہ زمانہ معینہ گو اسکی مقدار کتنی ہی لاکھ برس ہو مگر پھر بھی ابد الآباد کے مقابل مین بہت ہی کم ہے بلکہ کچھ بھی نہین لیکن حقیقت اسما و صفات کا بیان جسقدر ممکن ہے وہ تحریر کیا جاتا ہے ۔

جاننا چاہیے کہ اسما باری تعالیٰ عز اسمہ کی ہر روز بلکہ ہر وقت ایک جدا شان ہے بموجب کلام پاک کل یوم ھو فی شان اور یہ تغیر بہ ذات تو نہین بلکہ صفات کو ہین اور انھین صفات کے مظہر اسما باری تعالیٰ ہین تو صفات کی تین حالتین ہین اول ... ہین ایجابی و سلبی مین پھر ایجابی کی تین قسمین ہین حقیقی اضافی ... و ذو اضافت ایجابی حقیقی جیسے حیات و وجوب یہ تو صفات ہوے اور انھین کے معانی پر نام ہین یعنی حی اور واجب صفات مخصوص اضافی جیسے اولیت اور آخریت اسکے اسما

اول و آخر اور صفات ایجابی ذو اضافت جیسے ربوبیت اور علم و ارادہ وغیرہ اسما رب عالم وغیرہ
اب رہے صفات سلبی جیسے قدوسیت سبوحیت یا غنا وغیرہ کیونکہ صفات سلبی وہ ہین جنسے
بے تعلقی اور علیحدگی ظاہر ہوتی ہو اور ایجابی وہ ہین جنسے تعلق و نسبت پیدا ہوا ہے یہ تعلق
اگر ہر وقت ظاہر ہو رہا ہو یعنے کسی وقت یا کسی شئے کے لیے مخصوص نہو تو ایجابی حقیقی ہے
جیسے حیات و قدرت اور یہ ہمیشگی ذات باری مین ہر لحظہ بلا قید وقت و شئے موجود ہو
اور اگر وہ تعلق و نسبت کسی شئے کے ساتھ مخصوص ہے تو ایجابی مخصوص اضافی ہے
جیسے اولیت کہ یہ ازل سے اور آخریت ابد سے منسوب ہے اور اگر وقت اور شخص دونون سے
متعلق و منسوب ہو تو ذو اضافت ہے کیونکہ دو نسبتین ہین مثلاً ربوبیت کہ یہ منسوب ہے خلق سے
اور موقوف تھا ایک وقت پر کہ اُس وقت سے پہلے اسکا اظہار نہوا تھا یعنے تخلیق عالم کے
بعد سے اس صفت کا اظہار ہوا قبل اسکے گو یہ صفت خدا مین تھی مگر چونکہ اُسے خلق سے
تعلق تھا اس لیے قبل مظہر کے وجود کے اسکا اظہار نہ تھا۔ اور صفات ایجابی اضافی خواہ
وہ ذو الاضافت ہون یا مخصوص الاضافت دونون یا جمالی ہونگے یا جلالی۔ جمالی وہ ہین
جو لطف و کرم کا اظہار کرتے ہین جیسے لطیف و کریم اور اسکے مظاہر تمام اچھے نیک اور لطیف
افعال و اشیا و اشخاص ہین اور جلالی وہ ہین جو قہر و غضب کا اظہار فرماتے ہین مثلاً قہار و
جبار اور اسکے مظاہر بلا ہر مصیبت اور بدصورت اور مضر اشیا ہین۔ مگر ہر جمال مین جلال
ہے اور ہر جلال مین جمال ہے اور کوئی شئے نہین ہے جس مین صرف جلال ہو یا صرف جمال ہو
اگر یہ کہا جاوے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مین جمال ہی جمال تھا کیونکہ اُنھون نے جہاد تک نہین کیا
اور بد دعا تک قوم کے لیے نہین کی تو اسکا جواب یہ ہے کہ جلال یا جمال کے لیے یا کسی صفت
کے لیے یہ شرط نہین کہ اظہار بھی ہو یا [illegible] اسکا علم بھی ہو چنانچہ شیطان مین بھی جمال ہے
مگر اسکا اظہار [illegible] نہین ہوا [illegible] جلال غالب ہے جیسا کہ پیغمبرون خصوصاً
حضرت [illegible] مین جمال غالب ہے [illegible] جمال و جلال کی یہ شان ہے کہ ہر جمال

Marfat.com

حجاب ہے جلال کا اور ہر جلال پردہ ہے جمال کا جیسا کہ عالم ظاہر و باطن کی فصل میں مذکور ہوا
مثلاً دو تین اشیا لکھتا ہوں کتا یا خنزیر بہ ظاہر ایک حیوان جلالی کیونکہ ایک حیوان نجس ہے
مگر باطناً اُنمیں یہ جمال ہے کہ کتا وفادار شب بیدار اور خنزیر ہمیشہ سرنگون رہتا ہے - یا جو
انسان بظاہر نہایت بے نماز اور کم سخن ہے وہ بہ باطن کوئی صفت عجیب رکھتا ہے البتہ انبیا
اولیا میں ایسا نہیں ہوتا کیونکہ اُنکے جلالی اوصاف مغلوب کر دیے جاتے ہیں اور جمالی
اوصاف غالب ہوتے ہیں اس لیے عرف میں وہ جمال محض ہیں اور شیاطین اسی وجہ سے
جلال محض معروف ہیں کہ گو انمیں اوصاف جمالی بھی شامل کیے گئے تھے انھوں نے
خود ایسے حرکات کیے کہ وہ مغلوب ہو گئے تو اہل جمال کے واسطے نتائج بھی جمالی ہونگے
یعنے جنت و قربت خدا اور ہر قسم کی روحانی راحت اور اہل جلال کا انجام بھی جلالی ہوگا یعنے
دوری اور دوزخ اور تکالیف سخت - اب رہی وہ لوگ جنکے اوصاف جلالی و جمالی قریب قریب
ہیں تو اُنکا حساب ہوگا میزان میں جمال و جلال کا وزن ہوگا جو زیادہ ہوگا اُسی کے حساب سے
نتیجہ ملیگا - لیکن سب سے زیادہ جمال جنکا غالب بلکہ اغلب ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں
ورنہ یہ نتائج جمالی کیلیے کوشان نہ تے یعنی تمام شفیعوں کے سردار نہ ہوتے حالانکہ وہ تمام شفیعوں کے
سردار ہیں اور حسن بھی ایک جمالی صفت ہے جو اُسیطرح ظاہر ہے جسقدر شفاعت ایک باطنی امر اور [illegible]
عظیم خاص مجموعہ اوصاف جمالی ہے تو جمال ظاہری اول و جمال باطنی آخر اور مجموعہ جمالی [illegible]
اقسام آنحضرت میں موجود ہیں اتنی حسین اس وجہ ہیں کہ اگر خدا نے اُنکے حسن کو مخلوقات سے پوشیدہ
نہ رکھا ہوتا تو کسی کو اُنکے دیکھنے کی تاب نہوتی ایک مرتبہ آنحضرت کو حضرت عائشہ نے اُس [illegible]
دیکھ لیا تھا جبکہ آپ اُس قدرتی نقاب میں نہ تھے اُس وقت حضرت ام المومنین بیہوش ہو گئی تھیں اور [illegible]
جبرئیل کے کسی فرشتہ میں یہ قدرت نہ تھی کہ دیکھ سکے اور کمال حسن [illegible]
نور تھے اسی وجہ سے سایہ نہ تھا در اصل سایہ آپکا تجزد نہ تھا و خرق عادات [illegible]
کیا جائے اور کفار کو مجبور و ساکت کرنے کے لیے یہ نہ تھا بلکہ آپ تھے ہی ایسے کہ سایہ نہ تھا

Marfat.com

اور سایہ ایک جلالی پر تو ہے مثل ہمزاد کے کہ وہ ہر صاحب جمال و جلال کے ہمراہ رہتا ہی مگر آنحضرت صلعم کے قریب سے بھی کوئی جلال نہیں نکل سکتا - جملہ حالات جمال و جلال اُنکی فصلون مین آئینگے -

اب یہ خیال کرنا چاہیے کہ اسم کی دو حالتین اور ہین ذاتی و صفاتی اسم ذاتی اللہ ہے اور باقی اسما صفاتی ہین اور سات صفات ایسے ہین جو امہات الصفات کہلاتے ہین انھین کو ائمہ سبعہ بھی کہتے ہین اور وہ یہ ہین - حیاتؔ - علمؔ - ارادہ - قدرتؔ - سمعؔ - بصرؔ - کلامؔ - اور امہات الاسماء چار ہین - اولؔ - آخرؔ - ظاہرؔ - باطنؔ - اور اللہ و رحمٰن تمام اسمون کو جامع ہی اور اسماء ذاتی لفظ اللہ کے علاوہ اور بھی ہونگے مگر ہمکو انکا علم نہین -

تو جتنی اشیا تمام عالمون مین ہین وہ اول و آخر اور ظاہر و باطن کے احاطہ سے ثابت نہین ہین ذاتی و صفاتی اسماء کے علاوہ بعض اسما ایسے بھی ہین کہ ذات و صفت دونون پر دلالت کرتے ہین جیسے اسم رب اور بعض اسما وہ ہین جو محض افعال پر دلالت کرتے ہین جیسے وہاب رزاق خالق حفیظ قابض باسط وغیرہ اور سب اسماء افعال ۲۷ ہین اور اسماے صفات ۴۲ اور اسماء ذات ۳۰ ہین لیکن سواے لفظ اللہ کے باقی جملہ اسماء ذاتی مین صفت بھی پیدا ہوتی ہے -

اب اسماے افعال کی چند صورتین بیان کی جاتی ہین جنکا حکم ازل سے ابد تک ہے اور وہی ارواح قدسیہ اور نفوس ملکیہ پر حاکم ہین اور اُن اشیا پر بھی جنکو زمانہ کے گذرنے سے کوئی تعلق نہین مثل مبدعات اور عالم مثال کے اور بعض اسماے افعال ایسے ہین سو وہ ازل سے نہین مگر ابد الآباد تک رہینگے اور وہ وہی اسما جنکا وقت آخرت سے شروع ہوگا اور ہمیشہ رہیگا کیونکہ اُنکا ظہور دنیا کے خاتمہ پر موقوف ہے مثل جزا و سزا وغیرہ کے - اور بعض اسما ایسے ہین جن کا ظہور و حکومت نہ ازل مین تھے نہ ابد تک رہیگی بلکہ صرف دنیا مین یا تمام عمر دنیا تک یا ایک زمانہ معین تک - اور جب دوسرے اسم کی باری

Marfat.com

ہوگی تو اسم اول کا حکم منسوخ اور اثر پوشیدہ ہو جائیگا چنانچہ ایسے اسماءمین سے وہ اسما بھی ہین جنکی عہد حکومت کی طرف سبعہ سیارہ کے دورے منسوب ہین چنانچہ سیارہ قمر جس اسم سے منسوب ہے آجکل اسی کا دورہ ہے اور چونکہ ہر اسم کی مدت حکومت معین ومقرر ہے لہذا اُسکے تابع جو ستارہ ہے اُسکے دور کا زمانہ بھی اُسی قدر ہے شریعتین اور حکومتین بھی انھین اسما سے متعلق ہین کہ جب ایک اسم کا زمانہ حکومت ختم ہو جاتا ہے تو دوسرا اسم حاکم ہوتا ہے اور شریعت وحکومت اول منسوخ ہوتی ہے اور دوسری حکومت وشریعت مروج ہوتی ہے اور چونکہ ہر اسم کے ہزارہا مظاہر ہین لہذا ہر اسم کے مدت حکومت کے اندر تمام اسما اپنا دورہ باری باری کر جاتے ہین اور پھر انکے بھی حصے ہوتے ہین یہانتک کہ دور اندر دور کا سلسلہ اسقدر چھوٹا ہوتا جاتا ہے کہ ایک پل کے ہزار حصون مین سے بھی ہر حصہ جسکے حصے پھر نہو سکین ایک اسم خاص سے منسوب وتابع ہے اور یہی وجہ ہے کہ ہر پل مین ہزارون لاکھون انقلابات وتغیرات حسب استعداد اشیا واشخاص ہو جاتے ہین بعض اہل ظاہر باطل پرستون کو یہ گمان ہے کہ یہ تاثیرات سیارون کی ہے حالانکہ سیارے منتشر دورون سے زیادہ وقعت نہین رکھتے البتہ وہ جسکے تابع ہین اُسکی تاثیر وقوت سے یہ سب کچھ بنتا بگڑتا رہتا ہے اسی طرح ہر عالم وعالم کی ہر شئے ہر شخص ہر شئے اور ہر شخص کا ہر جز اور ہر جزو کا ہر ذرہ ایک اسم کا تابع یا منسوب ہے یا یہ کہیے کہ مظہر ہے اور جب زمانہ اُس اسم کا ختم ہو جاتا ہے تو اُسکا مظہر فنا ہو جاتا ہے یا اُسکو انتقال یا تبدیلی ہو جاتی ہے اور دوسرے اسم کا مظہر بن جاتا ہے علی ہذا۔ اسکی تشریح کے لیے صدہا جزو درکار ہین مگر اہل نظر کو اسی قدر کافی ہے۔

فصل ۹
عالم امکان

عالم امکان سے مراد وہی عالم ہے جسکا وجود ممکن ہے نہ کہ واجب وممتنع۔ جاننا چاہیے کہ وجود کی تین صورتین ہین ایک ممتنع دوسرے ممکن تیسرے واجب۔ کسی وجود کا واجب ہونا بجز سوائے ذات باری تعالیٰ کے اور کوئی شئے نہین اور اُسکے مثل کسی دوسرے خدا کا وجود ممتنع ہے باقی تمام اشیا جو کہ پائی جاتی ہین انکا وجود ممکن ہے یعنے نہ تو ممتنع ہے اور نہ واجب تو جسقدر اشیا کا وجود ممکن ہے وہ سب عالم امکان مین داخل ہے

اس عالم امکان مین سوائے ذات باری اور ممتنع کے باقی تمام اشیاے ظاہری و باطنی اور مجسم وغیر مجسم داخل ہین بلکہ وہ تمام اشیا بھی جنکا علم کسی کو نہین اور نہ اُنکا کچھ نام رکھا گیا اور نہ رکھا جاسکتا ہے۔

فصل ۱۰ دنیا و عقبے

دنیا ایک مزرعہ یعنی کھیتی ہے یہان جیسا بوئیگا ویسا ہی عقبے مین کاٹیگا یہ غیر ممکن ہے کہ یہان اپنے حق مین کانٹے بوئے اور عقبے مین پھول پھل پائے یہ بات تو شریعت کی زبان مین کہی گئی ہے طریقت کی زبان یہ ہے کہ یہ دنیا مظہر صفات باری تعالی ہے اور جب تک مظہر سے اچھے تعلقات نہ پیدا کیے جائین جسکا مظہر ہے اُس سے اچھا تعلق نہین ہوسکتا تو دنیا مین ہر ایک سالک کو موقع دیا جاتا ہے کہ جس صفت کے تعلقات چاہے پیدا کرے خواہ جلالی خواہ جمالی اگر جلالی تعلقات بڑھائیگا تو جلالی نتائج پیدا ہونگے اور اگر جمالی تعلقات بڑھائیگا تو جمالی نتائج ہونگے تشریح اس اجمال کی یہ ہے کہ خدا کے تعلقات یہ ہین کہ روح کو قوی کرے جو کہ جمالی ہے اور نفس کو مغلوب کرے جو کہ جلالی ہے اور جمالی افعال کرے یعنے روحانی جو کہ نیک اور اچھے ہین اُنسے یہ جمالی نتائج ہونگے کہ قربت خدا اور رضامندی اور جنت جو کہ اُسکے جلوہ گاہ کا نام ہے حاصل ہوگا اور اگر افعال بد کیے روح کو کمزور کیا اور نفس کو غالب کیا تو انجام بھی جلالی ہوگا یعنے دوزخ اور ناراضی خدا اور تکالیف روحانی۔ جاننا چاہیے کہ جلال جمال کا حجاب ہے اور جمال جلال کا حجاب ہے تو جب جمالی افعال ہونگے جلال اُس سے دور ہوجائیگا اور جب جلالی افعال ہونگے تو جمال دور ہوجائیگا اسی بنا پر نفسانی افعال کی وجہ سے روح انسان سے دور ہوجاتی ہے اور اپنے مرکز سے بھی دور ہوجاتی ہے اور یہی اسکی تکلیف کا باعث ہوتا ہے خلاصہ اسکا یہ ہے کہ دراصل ہر شئے کے لیے عذاب یہ ہے کہ اپنی اصل سے دور ہو اور اُس چیز سے جس سے تعلق ہے تو روح کی اصل خدا تعالی ہے اور تعلق اُسکا انسان سے ہے چنانچہ روح جسم سے نکلتی ہے تو وہ تکلیف ہوتی ہے جو تمام عمر مین کبھی نہین ہوتی اور نہ کسی طرح ہوسکتی ہے۔ تو جب انسان افعال نفسانی یعنے جلالی کرتا ہے

Marfat.com

تو اسکا تعلق روح سے کم ہو جاتا ہے اور اس بات پر روح کو ایک صدمہ ہوتا ہے دوسرا امر یہ کہ خدا سے اور اُس سے حجاب ہو جاتا ہے تو یہ تکلیف بہت زیادہ ہے ان دونون تکلیفون کی وجہ سے روح کے لیے ایک عذاب سخت ہوتا ہے بقولے روح را صحبت ناجنس عذابیست الیم + اور یہ تکلیف مرنے کے بعد ہزار حصے بڑھ جاتی ہے کیونکہ وہ روح اول تو جسم سے علیحدہ ہو جاتی ہے اور اُسوقت اُسے یہ امید رہتی ہے کہ اب بھی کوئی کوشش قربت خدا اور تعلقات جمالی پیدا کرنے کی ہو سکے اور یہ موقع نہین رہتا وجہ یہ ہے کہ زبان و دل و اعضا اُس روح سے جدا ہو جاتے ہین وہ اب جو کچھ کرنا چاہیے اُسے عملی طور پر کر نہین سکتی اور زندگی مین جو کچھ کیا وہ یہ تھا کہ نفس اُسپر غالب کر دیا گیا جسکی وجہ سے اُسکے اصل یعنی خدا مین اور اُسمین بہت بڑا حجاب واقع ہے تو یہ ایک عذاب سخت ہے اور اُس عذاب سے زیادہ ہے جو کہ جہنم مین ہو گا لیکن جو شخص افعال روحانی یعنی جمالی اور نیک عمل کرتا ہے تو نفس مغلوب ہو جاتا ہے اور گویا درمیان سے حجاب دور ہو جاتا ہے تو روح اپنی اصل یعنی خدا سے بخوبی مل سکتی ہے اور اُسکو قربت حاصل ہو جاتی ہے کیونکہ تجلی جمالی ہے اور روح کو بھی خوشی حاصل ہوتی ہے اور زندگی ہی مین اُسکو اپنی کامیابی نظر آ جاتی ہے اور بعد مرنے کے تو سراسر کامیابی ہے کیونکہ یہ روح جو کہ دنیا کے اندر نفس پر غالب رہی اور مردود نہونے پائی اور اُسکو صدمات نہین پہونچے اور افعال جلالی نے اُسکے اور اُسکی اصل کے درمیان حجابات نہین پیدا کیے تو ظاہر ہے کہ وہ کسقدر راحت مین ہو گی کیونکہ وہ جو کچھ چاہتی تھی وہی ہوا بقول مولانا ؎ ہر کسے کو دور ماند از اصل خویش ۔ باز جوید روزگار وصل خویش + تو وہ اپنی اصل سے وصل چاہتی تھی وہی اُسکو حاصل [illegible] چونکہ تجلی گاہ جمالی ہے اس لیے اُس سے [illegible] دونون ایسے ہین کہ جیسے کام اور اسکا انجام [illegible] کامیابی بہت جلد [illegible] کیونکہ اس کامیابی کا [illegible]

[illegible]

ختم ہو جاتا ہے مگر جو لوگ اپنے خدا اور اُسکے وصل و خوشی کو اپنی منزل مقصود جانتے ہین وہ
خود مع اپنی مسرتون اور کامیابیون کے ہمیشہ باقی رہتے ہین - مینے دنیا وعقبیٰ کی حقیقت کو
کما حقہٗ نہین بیان کیا اور ایک دائرہ مصلحت کے اندر محدود رہا کیونکہ ملک کا ابھی پورے
طور پر صوفیانہ مذاق ایسا نہین ہے کہ اُسکو سمجھ سکے لہذا مینے اس مصرعہ پر عمل کیا - فاش
اگر گویم جہان برہم زنم -

دنیا کی عمر کا معلوم کرنا بہت مشکل ہے کیونکہ جس طرح یہ حضرت آدم اول الانسان تھے اُسی طرح
ایسے بہت سے آدم گزر چکے ہین اور ہر آدم کی اولاد ۷ یا ۱۲ ہزار برس تک کم از کم رہی
اُسکی تفصیل کا خلاصہ یہ ہے کہ جب عالم طبیعی کی عمر ۱۷ ہزار برس گزر چکی تو موالید ثلاثہ کا مادہ پیدا
ہوا اور مادہ موالید ثلاثہ کے ۵۵ ہزار برس کے بعد اس دنیا کو پیدا کیا یعنی کرہ زمین کو
جسمین موالید ثلاثہ کو جگہ دی گئی اور اسکے ۶۳ ہزار برس کے بعد جنت اور دوزخ کو بنایا
اور جب دنیا کی عمر ۷۱ ہزار برس کی ہو چکی تو آدم اول کا خمیر کیا گیا اور حشرات الارض بھی اُسوقت
عفونات سے پیدا ہوے اور کئی ہزار برس کے بعد آدم کے قالب مین روح پھونکی گئی
اور پھر اولاد آدم کا سلسلہ چلا یہانتک کہ تمام اولاد فنا ہو گئی اور پھر دوسرے آدم کئی ہزار
برس کے بعد پیدا کیے گئے کیونکہ تمام دنیا فنا ہو گئی اور صرف عناصر باقی رہے جب پھر دنیا
پیدا ہوئی اور اُسی حساب سے یا کچھ کم و بیش زمانہ کے بعد موالید ثلاثہ اور حیوانات کی تخلیق
پھر آدم ثانی پیدا کیے گئے اور اُنکی اولاد کا بھی یہی حشر ہوا یعنی ساری دنیا کو لے ڈوبے یہانتک
کہ قیامت ہو گئی بعد کئی ہزار برس کے پھر اُسی طرح دنیا اور اہل دنیا پیدا ہوے اور یہ سلسلہ
اسیطرح چلا رہا ہے یعنے دو لاکھ آدم اسی طرح پیدا ہو چکے اور اب یہ آخری آدم ہین جنکی
اولاد میں ہم لوگ ہین اسکے بعد کوئی آدم نہو گا اور قیامت کبریٰ ہو گی عالم اگرچہ قدیم نہین
جیسا کہ نادا قفون کا خیال ہے مگر اسقدر عمر ہے کہ علم عدد اُسکا شمار نہین کر سکتا -
ہمارے آدم سے پہلے جنات اور دیگر قسم کی مخلوقات آباد تھی چنانچہ اہرام مصر کا منارہ

Marfat.com

اُسوقت بنا ہے جبکہ ستارہ نسر طائر ستارہ برج اسد مین تھا اور بعض کا مقولہ ہے کہ برج حمل مین تھا اور ہر برج مین یہ ستارہ ۳۰ ہزار سال رہتا ہے اور اب آجکل نسر طائر برج دلو مین ہے تو ایک حساب سے ۷ برج طے کیے اور ایک حساب سے ۱۱ برج ہوے لہذا اُس منارہ کو بنے ہوے ۳ لاکھ ۳۰ ہزار برس ہوے کیونکہ برج حمل مین نسر طائر کا ہونا تعمیر منارہ کیوقت زیادہ قرین قیاس ہے تو یہ ظاہر ہے کہ ہمارے آدم کو صرف ۶ ہزار برس سے کچھ زیادہ گزرے ہین اور نہ یہ خیال کیا جاسکتا ہے کہ اس منارہ کے بنانے والے بنی آدم تھے۔

ایک مرتبہ حضرت شیخ محی الدین ابن عربیؒ کعبۃ اللہ کا طواف کررہے تھے اور اُسوقت حالت غنودگی کی سی طاری ہورہی تھی آپنے دیکھا کہ میرے ساتھ کچھ اور لوگ بھی طواف مین مشغول ہین پھر اُنھون نے آپکی طرف مخاطب ہوکے دو شعر پڑھے ایک شعر یاد رہ گیا اور دوسرا کسی مصلحت سے محو کردیا گیا وہ شعر یاد کا یہ ہے۔ لقد طفنا کما طفتم سنینا + بھذا البیت طرا جمعینا + یعنی ہم نے بھی برسون اس گھر کا طواف کیا ہے جس طرح آجکل تم لوگ طواف کیا کرتے ہو۔ پھر اُنھین سے ایک صاحب نے حضرت شیخ اکبر سے پوچھا کہ تم مجکو پہچانتے ہو آپنے فرمایا کہ نہین اُنھون نے کہا کہ مین تمھارے اول اجداد مین سے ہون آپنے پوچھا کہ آپکے انتقال کو کتنا زمانہ ہوا اُنھون نے جواب دیا کہ کچھ اوپر چالیس ہزار سال اس بات پر شیخ اکبر نے کہا کہ ہمارے آدم کو اتنا زمانہ تو نہین گزرا اُنھون نے کہا کہ تم کس آدم کو پوچھتے ہو اس قریب کے آدم کو یا کسی دوسرے آدم کو اُسوقت آپکو وہ حدیث یاد آئی جو کہ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے ان اللہ تعالیٰ خلق مائۃ الف آدم یعنی اللہ نے دو لاکھ آدم پیدا کیے۔ ہر صورت دنیا اگرچہ بہت دیرینہ مگر حادث ضرور اور ایک دن فنا ہوگی اور ہم اس زمانہ مین پیدا ہوے ہین جبکہ دنیا کا بھی خاتمہ ہے کیونکہ پیغمبر آخر الزمان سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپکے بعد کوئی پیغمبر [illegible] اور قوم بھی نہوگی کیونکہ ہر قوم کے لیے ایک نبی کی ضرورت ہے خصوصاً جبکہ دوبارہ دنیا آباد ہوئی۔ اور آخرت ہمیشہ رہیگی

Marfat.com

اسکو کبھی فنا نہین ہے کیونکہ آفرینش مین یہ دنیا سے کئی ہزار برس بعد ہوئی ہو اور اگر
آخرت آخر ہو جائے تو پھر وہ اسم با مسمی نرہیگی ۔

فصل ۱۱
حقیقت عالم برزخ

عالم برزخ بھی ایک مستقل عالم ہے جیسے کہ عالم سفلی و علوی - برزخ لغت
مین ہر دو حالتون کی درمیانی حالت کو کہتے ہین لہذا عالم برزخ کا نا
اسی وجہ سے رکھا گیا کہ دنیا و عقبی کے درمیان جو عالم خاص کر اس لیے بنایا گیا ہے کہ او
ایسے لوگون کی جنکے افعال و اعمال قابل حساب ہین اُس مقام پر قیامت تک رہینگے
جاننا چاہیے کہ تین قسم کے آدمی دنیا مین ہوتے ہین ایک وہ جو بشدت افعال بد کرتے ہین
اور کچھ ضرورت حساب و کتاب کی نہین وہ براہ راست بے روک ٹوک جہنم اور عذاب مین
گرفتار ہو جاتے ہین - دوسرے وہ لوگ جو بکثرت افعال نیک کرتے ہین اُنکے حساب
کی بھی ضرورت نہین کیونکہ بدیہی طور پر اُنکی نیکیان زیادہ ہین یا سراسر نیکیان ہین وہ
اس سے پہلے جنکو بیان کیا ہے دونون کو برزخ سے تعلق نہین یہ جوار رحمت مین او
مقام عذاب مین سیدھے دنیا سے چلے جائینگے مگر تیسرے قسم کے لوگ جنھون نے نیکیا
بدیان قریب قریب کی ہین اور ضرورت حساب کی ہے وہ اُسوقت تک عالم برزخ مین رہ
جب تک اُنکا حساب نہو وہ عالم ایک بین بین عالم ہے نہ عذاب ہے نہ رحمت وہان امید
کی حالت رہیگی روح پر کبھی خوف طاری رہیگا کبھی امید ہوگی تو اُسی عالم کو عالم برزخ کہتے

فصل ۱۲
حقیقت عالم باطن

اگرچہ عالم باطن کا تذکرہ عالم ظاہر کی فصل مین کر دیا گیا ہے مگر چند امور بیا
بیان کرنا ضرور ہین ایک یہ کہ وہ عالم باطن جسکا بیان ہو سکے یا کوئی با
اُسکی ظاہر ہو سکے وہ عالم باطن نہین اصلی عالم باطن تو وہ ہے جسکا نام و نشان اور
بات کوئی واقعہ وہان کا کسی کے اظہار مین نکر سکے اور نہ حواس خمسہ مین سے کسی حس
محسوس ہونے کے قابل ہو - اب رہا یہ امر کہ اُسکا وجود کیونکر معلوم ہوا جب کہ کسی حس
محسوس نہین ہو سکتا تو یہ خوب یقین کر لینا چاہیے کہ وہ اہل حقیقت کو محسوس ہوتا ہے

Marfat.com

گو حواس عشرہ سے محسوس نہین ہوتا مگر کوئی اور گیارہوین قوت خدائے تعالیٰ سے عنایت ہوتی ہے اور اگرچہ اُس قوت کا کوئی نام کسی نے نہین رکھا مگر اُسکے حالات اسقدر ضرور سمجھ مین آتے ہین کہ اُس گیارہوین قوت مین یہ دسون حواس بھی ہوتے ہین یعنی قوت باصرہ سامعہ لامسہ ذائقہ شامہ اور حواس باطنی یعنی متخیلہ مدرکہ واہمہ وغیرہ بھی ہوتے ہین مگر وہ علاوہ اُن دسون حواس کے ہوتے ہین بلکہ یہ دسون حواس اُسوقت باطل ہوجاتے ہین جبکہ عالم باطن مین گزر ہوتا ہے اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ قوت خاص قلب سے پیدا ہوتی ہے جیسا کہ یہ معمولی حواس عشرہ دماغ مین ہوتے ہین اسی طرح اُسکا مخزن قلب ہے کیونکہ وہان جاکے دماغ کے تمام قوی باطل ہوجاتے ہین اور قلب کی قوت صرف باقی ہی نہین بلکہ بہت زیادہ اور کچھ عجیب ہوجاتی ہے جیسا کہ مولانا نے فرمایا ہے ؎ اولیا را ہست قدرت از الہ ÷ تو گو یہ مصرعہ کرامات کے متعلق ہے مگر یہ امر بھی داخل کرامات ہے۔ دوسری بات یہ ظاہر کرنا ہے کہ ہر شئے کا ایک عالم ظاہر ہے ایک باطن ہے اور یہ سلسلہ اُسوقت تک چلا گیا ہے جب تک کہ ایک خاص باطنی نور نظر نہ آجائے جب وہ نور مشاہدے مین آتا ہے تو وہ جہان عالم باطن ہوتا ہے یا نور عالم باطن کہا جائے بہرصورت اگرچہ اُسکا باطن بھی ہوتا ہے مگر سوائے خدا کے کوئی اس نور باطنی کی حقیقت سے آگاہ نہین ہوتا کیونکہ یہ نور درحقیقت نور حقیقت ہے اور اُسکی ماہیت سے سوائے اُسی نور حقیقی یعنی خدا کے اور کوئی آگاہ نہین ہوسکتا یہی سلسلہ ہر ایک شئے مین موجود ہے مگر کہین اُس نور حقیقی کے ظہور پر جنکو دوسرے لفظون مین حجابات کہنا چاہیے جلالی ہین کہین جمالی چنانچہ جسقدر اشیا یا حیوانات دنیا مین موجود ہین یا تو وہ بظاہر برے ہین یا اچھے ہین جو کہ فی نفسہ اچھے ہین اُنکے حجابات جمالی ہین اور جو برے ہین اُنکے حجابات جلالی ہین لیکن نور حقیقت کی ماہیت مین کوئی فرق نہین گو وہ نور کسی شئے مین ہو۔ جاننا چاہیے کہ ہر نور کی روشنی جو اُسکے نقاب اور اُسکا حجاب ہے جیسا کہ دوپہر کا آفتاب نہین دکھائی دیتا صرف اُسکا نور نظر مین آتا ہے شکل مشاہدے مین نہین آتی

Marfat.com

اسی طرح نور حقیقت یا نور باطنی کہیے وہ بھی ادراک مین نہین آسکتا اُسکا مشاہدہ اسکے نقاب
یعنی نور کے ساتھ ہوتا ہے وہ بھی ان لوگون کو جو عشق مین اپنے آپکو فنا کر دیتے ہین۔
غرض یہ کہ عالم باطن اصل مین تو وہی نور بلکہ ذات بحت ہے جسکے حجابات مختلف و متعدد
یہانتک کہ بیشمار ہوتے ہین اور یہ حجابات اور ظاہر و باطن ہر ایک شئی مین ہین کسی ایک
شئی پر خصوصیت نہین صرف حجابات یعنی ظواہر مین اعتباری فرق [illegible] انوار
مختلف ہوتے ہین اُسی طرح حجابات کی صورتون مین اختلاف ہو گیا ہے [illegible]
یعنے وہ باطن جسکا ہر باطن ہوسکے سب کا ایک ہی عوام ناواقفیت سے [illegible]
ہین لیکن سمجھتے نہین کہ اسمین کیا پیچ ہے اگرچہ اس پیچ کا نکالنا مشکل ہے [illegible]
منی والاتمام من اللہ۔ جس شخص نے اپنے درمیان کے تمام حجابات کو رفع کر دیا اور
تمام علائق نفسانی سے پاک ہو گئی جسکو تصفیہ و تزکیہ کہتے ہین اُسکی ذات مین [illegible]
تمام جلالی صفات فنا ہو گئے اب وہ وہی روح ہے جو کہ خدا کی روح [illegible]
جو کچھ فعل ہوگا وہ روح کا فعل ہوگا اور وہ جو کچھ کہے گا اُسکی روح کہیگی تو اُسکا
یہ کہنا کہ مین خدا ہون غلط نہین بخلاف اُسکے جسکے نفسانی و جلالی [illegible]
موجود ہین اور اُسکی روح آلائش دنیوی سے محجوب ہو رہی ہے اور نفس [illegible]
وہ جو کچھ کرتا ہے در اصل نفس اُسکا کرتا ہے اور جو کچھ کہتا ہے در اصل نفس کہتا ہے تو [illegible]
یہ کہنا کہ مین خدا ہون غلط ہے کیونکہ اگرچہ نفس بھی خدا کی ایک جلالی صفت ہے [illegible]
کہ جلال ضد ہے جمال کی اور جمال کو قربت سے تعلق ہے لہذا جلال کو دوری سے [illegible]
والی شئی کا یہ کہنا کہ مین نزدیک خدا ہون غلط ہے اور یہ کہنا کہ خدا ہون سراسر غلط ہے تو
معلوم ہوا کہ منصور بھی بظاہر انسان تھا اور ہم بھی بظاہر صورت انسان ہین مگر اسکے باطنی
حالات ایسے تھے اور ہمارے باطنی حالات ایسے ہین کہ جو کچھ اُسنے کہا وہ صحیح تھا اور
اگر ہم کہین تو غلط ہے ۔ وہی اک بات ہے جو یان نفس وان نکہت گل ہے۔

تصوف کے یہ معنی نہین کہ خدا ورسول کے خلاف کوئی انوکھی بات ہو بلکہ تصوف روح ہے قانون شریعت کی - مین کبھی اس بات مین تائید کرنے کے لیے تیار نہین ہون کہ نفس و روح کو ایک ہی شئے ٹھہراؤن اگر یہ دونون رخ جمال وجلال ظاہر و باطن نیک و بد عدم و وجود ایک ہی ہین تو جائز ہے کہ نفس و روح بھی ایک ہون حالانکہ یہ سب ایک دوسرے کی ضد ہین اور روح و نفس بھی متضاد ہین اگر نفس خدا ہے (معاذ اللہ) تو روح خدا نہین اور اگر روح خدا ہے تو نفس خدا نہین - اور یہ قول ہمارا اسلئے قرآن سے مستنبط ہے چنانچہ نفس امارہ کی بابت ارشاد ہوتا ہے ان النفس لامارۃ بالسوء یعنی نفس امارہ برائیان سکھاتا ہے اور روح کی بابت ایک جگہ اپنی طرف منسوب کیا ہے یعنے فرمایا ہے کہ میری روح اور ایک جگہ مومن کو دوسرے انداز سے یون ارشاد فرمایا ہے کہ یَا اَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ ارْجِعِی اِلیٰ رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً ظاہر ہے کہ جب نفس مطمئنہ مین قابلیت قربت و رجوع کی ہے تو نفس امارہ مین بعد کا لازم ہوگا کیونکہ دونون ایک دوسرے کی ضد ہین اگر یہ مان لیا جائے کہ نفس و روح دونون کی حقیقت ایک ہی ہے یعنے وہی باطن الباطن جسکا اظہار [illegible] ہوا ہے اور وہی ہر شئے مین [illegible] ہے تو مین یہ کہتا ہون کہ گر فرق مراتب نہ کنی زندیقی مرتبہ مین تو دونون کے فرق بدیہی و صریح ہے اور ان دونون کا انجام بھی ایک دوسرے کے خلاف ہے تو پھر متحد الماہیت ہونے سے کیا ہوتا ہے اسکی مثال ایسی ہے کہ لوہے کا عرق یا کشتہ کھانے سے جان کو قوت اور جسم کو فربہی ہوتی ہے لیکن لوہے کا ہتھیار یعنی تلوار کھانے سے جان نکل جاتی ہے اور جسم ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ہے تو متحد الحقیقت ہونے سے کیا نفع در انحالیکہ تاثیر و انجام مین دونون ایک دوسرے کے ضد ہین - واللہ اعلم بالصواب

فصل ۱۳
عالم مثالی

یہ بھی ایک عالم روحانی ہے اسمین وہ صفتین ہین ایک وہ جو غیر مجسم سے متعلق ہے دوسرے وہ جو کہ جسم سے متعلق ہے جو کہ غیر مجسم سے متعلق ہو وہ نورانیت ہے اور اس صفت مین وہ مجرد عقلی سے مشابہ بلا تکتب اور حس و مقدار مین

جوہر جسمانی سے مشابہ ہے حالانکہ عالم مثالی نہ محض نور ہے نہ جسم ہے کیونکہ نہ تو جوہر مجرد عقلی ہے اور نہ مادی سے مرکب ہے بلکہ ان دونون کے بین بین ہے جسطرح ہوا کرہ نار اور کرہ آب کے درمیان واقع ہے اور اسی وجہ سے گرم تر ہے کہ اسنے گرمی کرہ نار سے لی اور تری آب سے اور نہ ایسی لطف ہے جیسی کہ آگ اور نہ اسقدر مرئی ہے کہ جیسے پانی بلکہ دونون کے بین بین ہے اسی طرح عالم مثالی جوہر مجرد عقلی اور عالم جسم کے درمیان ہے اور نورانیین جوہر مجرد سے اور جسمانی کیفیتین عالم جسم سے لی ہین اور دونون سے دو باتون مین کچھ کچھ مشابہ ہے - راز حقیقت اس عالم کا یہ ہے کہ صور علمیہ اول اس عالم مین تشکل ہوتی ہین اُسکے بعد مجسم ہوتی ہین لہذا جسقدر کائنات ہے جنت دوزخ افلاک اور تمام عوالم ہر ذرہ ان سب عالمون کا عالم مثالی مین موجود ہے اور اسی عالم سے متشکل ہوکر ظاہر ہوا تو ہر ذرہ عالم مثال سے گذر کر خلق ہوا ہے بلکہ بعض بزرگون کا قول ہے کہ ہر ذرہ جو ظاہر ہو رہا ہے یہ در اصل عالم مثالی مین ہے اور ہم لوگ جسکو چشم ظاہر سے دیکھ رہے ہین وہ درحقیقت اُس صورت کا ظل ہے جو اصالۃً عالم مثالی مین موجود ہے اسی طرح جتنے اشیا جو اس سے محسوس ہوتے ہین وہ سب ظل وعکس ہین اول اصلون کے جو کہ عالم مثال مین ہین بلکہ ہر ذرہ کو ہر حرکت اور ہر سکون اور ہر تغیر اور ہر قسم کی تبدیلی اول عالم مثال مین واقع ہوتی ہے اُسکے بعد عالم ظاہر مین اُسکا ظہور ہوتا ہے جیسا کہ کل افعال مین اصل مقدم ہے اور عکس اُسکا تابع ہے انسان مین بھی جملہ عوالم ہین چنانچہ ہر فعل کے ارادے کے بعد اُسکے متعلق جو خیالات مصورہ دماغ مین پیدا ہوتے ہین اور اُنھین تصورات کے موافق ارادہ خارج مین ظہور پذیر ہوتا ہے اُسیکو عالم مثالی کہنا چاہیے - مثلاً کوئی شخص کسی مشین کے بنانیکا ارادہ کرے تو جو شکل مشین ارادے کے بعد وہ اپنے خیال مین متصور کریگا اُسی کے موافق اُس مشین کو تیار کریگا - تو یہ خیالات متصورہ عوالم انسان مین عالم مثالی ہین اور اب اُسکی ترتیب

اس طرح ہوئی کہ اول ارادہ اُسکے ساتھ ہی علم بعد ان دونون کے خیالی تصویر پھر عملی فعل
اسی طرح جملہ کائنات پر عالم مثالی کو تقدم اور عالم مثالی پر جوہر مجرد عقلی کو اور اس جوہر پر ارادہ
باری تعالی کو سبقت واولیت ہے - بلکہ اہل اللہ کا مقولہ ہے کہ انسانی خیال بھی عالم مثالی کا
ایسا حصہ ہے جیسے کسی دریا سے کوئی نہر نکالی گئی ہو - اور جسطرح وہ نہر ایک قصبہ کے لیے
دریا کا حکم رکھتی ہے اُسیطرح انسان مین خیالی قوت عالم مثال ہے - کاملین اہل اللہ
اس مرتبہ پر پہونچ جاتے ہین کہ عالم مثال کا مشاہدہ کرسکتے ہین وہ ہر شئے کو مع تغیرات کے
اولاً عالم مثالی مین دیکھ لیتے ہین اور بعض کہتے ہین کہ انسان کے عالم مثال سے اُس عالم مثال کا
ڈانڈا ملا ہوا ہے اور وہ اپنے ہی عالم مثال مین اُس عالم مثال کو مشاہدہ کرلیتے ہین چنانچہ
جب سالک شغل لطیفہ سر مین کامل ہوتا ہے تو عالم مثالی مین پہونچ جاتا ہے اور لطیفہ سر کا
مقام دماغ ہے اسی وجہ سے اُس عالم بالا کے عالم مثال کو عالم مثال مطلق کہا ہے اور
انسان کے عالم خیال کو عالم مثالی مقید کہا ہے - اور یہ عالم مثالی مقید ہر انسان مین ہے کچھ صرف
اہل اللہ پر موقوف نہین ہے کیونکہ قوت متخیلہ ہر انسان مین ہے لیکن ہمارے خیالات
باطل اور غلط ہوتے ہین مگر اہل اللہ کے خیالات حق ہوتے ہین اسکی وجہ یہ ہے کہ قوت
متخیلہ خالص ہو تو کل خیالات صحیح ہونگے مگر اہل دنیا کی قوت متخیلہ مین باطل کا میل ہوجاتا ہے
اور اہل اللہ کے خیالات امور باطلہ سے علیحدہ رہتے ہین اس لیے اُنکی قوت متخیلہ آلائش سے
پاک ہوتی ہے اور اسکو ایک آئینہ فرض کرو تو آئینہ خالص کے یہ معنی ہونگے کہ اول گرد وغبار
سے پاک ہو دوسرے آئینہ دیکھنے والا آئینہ ہی کی طرف اُس شکل کو دیکھتا رہے جو اُسمین
جلوہ افگن ہے اگر آئینہ مکدر ہوا تو باوجود غور کوئی صورت نظر نہ آئیگی اور اگر صاف ہوا
اور توجہ اُسکی جو ہے یا جرم پر ہوئی تو بھی شکل نظر نہ آئیگی اہل اللہ کا آئینہ خیال صاف
ہوتا ہے اور اُنکی توجہ اُسی طرف رہتی ہے اس لیے وہ مشاہدہ کرسکتے ہین اور جب
پیاسنے مین دیکھ لیا کرتے ہین مگر اول تو ہم لوگون کا آئینہ خیال مکدر ہے اسکے گرد وغبار جسقدر

Marfat.com

امور ہین وہ سب معاصی ہین اور توجہ ہماری دنیا و مافیہا کی طرف رہتی ہے اس لیے
اگر ہمارا آئینہ خیال صاف بھی ہو تو بھی امر حق نظر نہ آئیگا بلکہ وہی باطل اور باطل غلط
تو ہمارے خیالات غلط اور باطل ہونگے ہم آیندہ کی بابت جو خیال کرینگے وہ باطل ہوگا
اور موجودہ وگذشتہ کی نسبت جو کچھ خیال مین تجویز کرینگے وہ غلط نکلیگا۔ خاص معاصی
جنکی وجہ سے خیالات غلط اور باطل ہوتے ہین حسب ذیل ہین ماسوا اللہ سے محبت
جھوٹ کی عادت۔ نفس کی دنیوی خواہشین یعنی انکا خواہشات دنیوی ۔ اور جب ان
خیالات کا آئینہ صاف و پاک ہو جاتا ہے وہ سب سے پہلے اصول طریقت حاصل کرتے ہین
بعض لوگ ایسے ہین جو فطرۃً صحیح الخیال ہوتے ہین یعنی انکے خیال مین بہت کم بطلان اور
غلطی ہوتی ہے اسکے اسباب دو وجوہ ہین جنہین ہم یہان بیان کئے جاتے ہین
اعتدال مزاج شخصی اور اعتدال مزاج دماغی ان دو قسم کے اعتدال جو دو قسم کے انسان کو
فطرۃً صحیح الخیال رکھتے ہین اگرچہ ان دونون مین اعتدال حقیقی محال ہے مگر [illegible]
یہ دونون اعتدال مخصوص ہین مگر قریب بہ اعتدال دوسرے انسانون مین بھی ممکن ہے لہذا
ہم اسی قربت اعتدال کو اعتدال کہینگے۔ اسکی مختصر تفصیل یہ ہے کہ جسکے اخلاط اربعہ مین
اعتدال ہوگا اسکی ارواح نفسانی طبعی حیوانی صحیح ہونگی اور جسکو اعتدال دماغی بھی
حاصل ہوگا یعنی جسکے دماغ کا مزاج معتدل ہوگا (کیونکہ ہر عضو رئیس کا مزاج علیحدہ ہے)
تو اسکا دماغ ان ارواح کے جوہر لطیف کو قبول کریگا اور ناقابل قبول کو حسب قاعدہ مسترد
کریگا اور جب یہ دونون باتین ہونگی تو نتیجہ اس کا یہ ہوگا کہ [illegible] عقل صحیح
ہوگی اور جب عقل صحیح و سلیم ہوگی تو ہر قیاس و خیال باطل سے بچا کریگا اور جو کچھ عقل
کی طرف سے ہوگی وہ باطل و غلط نہوگی مگر جو لوگ معتدل المزاج نہین ہین انمین کوئی خلط
غالب ہوگی اور جو خلط غالب ہوگی بخارات مین اسکے اجزا زیادہ ہونگے لہذا اسکا مزاج
اور کسی خاص کیفیت کو زیادہ لیے ہوئے دماغ وغیرہ کی طرف روانہ ہونگے [illegible] دماغ انکا

Marfat.com

اثر لیگا اور اُس کیفیت غالبہ کا اثر بھی پیدا ہوگا لہذا جو کیفیت جس قوت سے متعلق ہے وہی
قوت بڑھیگی اور جب کوئی قوت بڑھی تو عقل مغلوب ہوئی اور وہ قوت غالب ہوئی بس خیالات مین
زیادہ حصہ اُسی قوت کا ہوگا محض خالص عقل خیال کی موجد و محرک نہوئی بلکہ وہ قوت جو عقل پر
غالب ہو رہی ہے اور سوائے عقل کے ہر اک قوت بمقابلہ عقل باطل ہے لہذا خیالات اُس
صاحب قوت کے باطل و غلط ہونگے۔ صاحب اعتدال کے یہان تمام قوتین مساوی درجہ مین
یا اُس مقدار پر جو جسکے لیے مناسب و موزون ہے۔ بخارات صحیح القوام اور ارواح معتدل
کی وجہ سے تیار ہوتی ہین اور ان تمام قوتون مین چونکہ کوئی ایک دوسرے پر غالب نہین بلکہ
مناسب مقدار پر ہر ایک ہے جسکو ہم مساوی درجہ کہہ سکتے ہین اس لیے عقل جو ان
قوتون کی ترکیب متناسبہ کی وجہ سے صحیح و سلیم ہوتی ہے وہ غالب ہو کر ہر امر مین شریک
غالب رہتی ہے اور خیالات صحیح و صاف اور حق ہوتے ہین مثلاً اگر کسیکا مزاج دموی ہے
تو وہ معتدل نہین خلط دم زیادہ ہے لہذا بخارات مین اجزاے دم زیادہ شریک ہونگے
اس لیے ارواح مین حرارت زیادہ ہوگی اور ان ارواح حارہ غیر معتدلہ سے جس قوت کو
زیادہ مدد یا ایجاد یا تجدید یا تحریک یا توسیع ہوگی وہ قوت غضبیہ ہوگی تو اس دموی مزاج مین
غصہ یا جوش یا مادہ تہور اعتدال سے زیادہ ہوکر عقل کو مغلوب کریگا اور خیالات مین اسی
قوت غضبیہ کا تصرف ہوگا اور بمقابلہ عقل یہ قوت غالبہ باطل ہے لہذا خیالات بھی باطل
ہونگے اور غلط ہونگے بادی النظر مین خیالات کو غلطی کا باعث محسوس نہین ہوتا مگر اصل وجہ
یہی ہوتی ہے۔ اور اہل اللہ چونکہ تمام قوتون کو مغلوب کر دیتے ہین خواہ انکا مزاج کچھ ہو اور
غیر معتدل ہونیکی وجہ سے کوئی قوت کیسی ہی شدت سے کیون نہ غالب [illegible] ادراک روح
جو کہ دماغ مین بسبب اپنے ظرف کے عقل کہلاتی ہے اور قلب مین بسبب اپنے ظرف کے
نور کہلاتی ہے تمام قوتون کو مغلوب کر دیتی ہے اور اسکو وہ ظلمت تدبیر دل سے غالب
واقوی کر دیتے ہین اور باقی تمام قوتون کے راستک کو مسدود کر دیتے ہین کیونکہ یہ اصول ہے کہ

Marfat.com

جس شئے کا صرفہ کم ہوتا ہے وہ کم پیدا ہوتی ہے یہانتک کہ پیدایش موقوف ہوجاتی ہے۔
اور اہل اللہ کے وہ اصول جو ہمنے باب طریقت کے فصل ۳ مین بیان کیے ہین اور وہ
فروع جو تزکیۂ نفس کی فصل مین درج ہین یہ سب اُنھین حکیمانہ اصول پر ہین اگر ان سب اصول
وفروع کا فلسفہ بیان کیا جائے تو علیحدہ ایک کتاب ہو مگر مثالاً ایک بات تو یہ لکھدی کہ اہل اللہ کا
مزاج گو معتدل نہو مگر تمام قوتون کا صرفہ کم ہونیکی وجہ سے پیدایش بھی کم ہوجاتی ہے دوسری بات
یہ بھی ہے کہ مثلاً روزہ بہت رکھتے ہین اور غذا کم کھاتے ہین تو تمام قوتین کمزور بھی ہوتی ہین
اور پیدایش بھی کم ہوتی ہے کیونکہ جب کمی غذا سے اخلاط کم ہونگے تو ارواح نفسانی وغیرہ
بھی کم ہونگی اور اُنکی کمی سے قوتون مین بھی کمی ہوگی لہذا روح کو غلبہ حاصل کرنیکا موقع ملیگا
کیونکہ جسم سے تو روح بنتی نہین لامحالہ وہ غالب پڑیگی اسیطرح مثل صوم کے تمام اصول و
فروع طریقت حکیمانہ ہین اور پورا اثر رکھتی ہین۔

فصل ۱۴ حقیقت عالم حیرت

عالم حیرت کوئی خاص مقام نہین بلکہ سالک کو جس مقام پر حیرت طاری ہوجائے
وہ داخل عالم حیرت ہوجاتا ہے۔ جاننا چاہیے کہ عالم کے دو معنی ہین ایک تو
دنیا یعنی جیسے دنیا ہے ویسے ہی کوئی مقام آبادی کا۔ دوسرے معنی حالت کے ہین مثلاً کوئی
خاص حالت کسی پر طاری ہوجائے تو یہ کہا جائے کہ فلان شخص کا اسوقت عجیب عالم ہے
تو بعض عالم تو آباد مثل دنیا کے ہین اور بعض حالتین ہین چنانچہ عالم حیرت ایک حالت کا
نام ہے یہ حالت جس پر طاری ہوجائے اُسکی نسبت کہا جاتا ہے کہ وہ عالم حیرت مین ہے
چنانچہ جسقدر مجذوب ہین سب عالم حیرت مین غرق ہین اور تمام مجذوب ایک درجہ ایک ہی منزل
اور ایک مقام پر نہین بلکہ مختلف مقامات پر ہین کوئی بیتدی ہے اور ابتدا کے منازل مین سے
کسی منزل پر ہے اور کوئی منتہی ہے مثلاً کوئی شخص داخل طریقت ہوتے ہی پہلے مشاہدہ پر
تحمل نہ کرسکا اور اسقدر ظرف نہ رکھتا تھا کہ ضبط کرسکتا اور مجذوب ہوگیا وہ سب مجذوبون مین
ادنے مقام پر ہے لیکن کوئی مجذوب کہین کوئی منتہی ہے اور وہ بالکل آخر مین جاکے منصوب ہوگیا

Marfat.com

تو وہ کامل ہے - عالم حیرت ایک ایسا عالم ہے کہ جب تک اُسمین درویش رہتا ہے اُسوقت تک ترقی نہین ہو سکتی اور نہ پیچھے ہٹ سکتا ہے نہ آگے بڑھ سکتا ہے اُسی مقام پر رہتا ہے البتہ کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ جو لوگ دفعتہً مجذوب ہو گئے ہین وہ یا تو خود بخود ایک عرصہ دراز کے بعد رفتہ رفتہ اپنی اصلی حالت پر آگئے ہین یا اُنکے مرشد نے اُنھین بکوشش تمام درست کیا ہے اور بعض ایسے مجذوب ہو گئے کہ پھر کبھی ہوش مین نہین آسکتے -

لیکن منتہی جب مجذوب ہو جاتے ہین تو پھر سالک نہین ہوتے اور مبتدی اکثر درست ہو جاتے ہین - دراصل عالم حیرت ایک عارضہ کمظرفی ہے یعنی جسکا ظرف متحمل نہین ہو سکتا وہ بالکل بے حواس ہو جاتا ہے عقل متحیر ہو کر مغلوب ہو جاتی ہے اور دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو جاتا ہے - مجذوبون کے مختلف درجے ہوتے ہین ایک تو وہ درجے ہین جو کہ منازل و مقامات سے متعلق نہین اُنکو ہم اوپر بیان کر آئے ہین لیکن یہان اُن درجون سے بحث ہی ہو کہ دنیوی اختلافات ہین مثلاً کوئی مجذوب نہایت سخت مجذوب ہو اور کوئی اوس سے کم کوئی اوس سے کم چنانچہ جسکو کم درجہ کا جذب ہے وہ کبھی کبھی وقتیہ ہوش و حواس مین آجاتے ہین اور جو اُس سے زیادہ مجذوب ہے وہ کبھی کبھی روز علیٰ ہٰذا القیاس - چنانچہ اعلیٰ درجہ کے یعنی سخت مجذوب تمام عمر ہوش مین نہین آتے اور ادنیٰ درجہ کے ایک زمانہ کے بعد ہوش مین آجاتے ہین ہر ایک مجذوب ہمیشہ اُسی مقام کی کہتا ہے جہان وہ موجود ہے دوسرے مقام سے اُسے کوئی تعلق نہین کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کم درجہ کا مجذوب جب کسی اعلیٰ درجہ کے سالک کے سامنے آتا ہے تو اُسوقت ہوش مین آجاتا ہے - اور بعض کبھی مجذوب کو غصہ آجاتا ہے تو جو کوئی سامنے ہوتا ہے اُسکو بددعا کرنے لگتا ہے اسی لئے قدرت کی ممانعت ہے کہ مجذوبون کی ملاقات کو کوئی نہ جایا کرے - بہت لوگ مجنون ایسے ہوتے ہین کہ اُنپر لوگون کو مجذوبیت کا شبہ ہوتا ہے - اصل پہچان تو انھین لوگون کو ہے جو کہ صاحب باطن ہین مگر علاوہ درویشون کے بعض عقلمند لوگ پہچان لیتے ہین کیونکہ مجذوب مین

Marfat.com

ایک خاص کیفیت ہوتی ہے اور وہ کیفیت اگرچہ تمام وکمال بیان مین نہین آسکتی مگر اسقدر ضرور کہا جاسکتا ہے کہ چہرے پر ایک اطمینان ظاہر ہوتا ہے اور مجنون کے چہرے سے وحشت برستی ہے اور دیکھنے والے کو بھیانک معلوم ہوتا ہے اور مجذوب ومجنون کی آنکھون مین بھی فرق ہوتا ہے مجذوب کی آنکھون پر یا تو رعب ہوتا ہے یا دلکشی ہوتی ہے اور مجنون کی آنکھین بے رونق اور وحشتناک ہوتی ہین لیکن یہ فرق اُن مجذوبون مین ہوتا ہے جو کہ اعلیٰ مرتبہ پر جاکے مجذوب ہوتے ہین - مبتدی اور مجنون مین بھی فرق ضرور ہوتا ہے لیکن کم ہوتا ہے اسقدر باریک کہ مشکل سمجھ مین آتا ہے بعض لوگون کو یہ شامت ہوتی ہے کہ وہ دنیا کمانے اور اپنے کو بچوانے کے لیے مجذوب بنے پھرتے ہین اسکا انجام یہ ہوتا ہے کہ وہ بالکل مخبوط الحواس اور سڑی ہوجاتے ہین - بقیہ حالات جذب فصل سلوک وجذب مین اوپر گذر چکے -

فصل ۱۵
حقیقت عالم ارواح

عالم ارواح ایک مقام اور ایک دنیا ہے روحون کی وہان وہ تمام روحین رہتی ہین جو کہ قالب مین آتی ہین عالم جسم سے پہلے خدا نے روحون کو پیدا کیا اور ہر ایک روح کے لیے ایک جسم معین کردیا اور اُسکا وقت بھی مقرر کردیا ہے کہ فلان وقت فلان والدین سے جو لڑکا پیدا ہوگا اُسکے قالب مین فلان روح جائیگی وہ روح اپنے قالب کی تیاری تک اُسی عالم ارواح مین رہتی ہے اور جب وہ قالب بطن مادر مین تیار ہوجاتا ہے تو داخل ہوتی ہے پھر انسان عالم اسباب مین اُن افعال واعمال مین مشغول ہوتا ہے جو کہ اُسکے لیے مناسب ہین چنانچہ اگر اُسکا مادہ جلالی ہے تو افعال جلالی کرتا ہے اور نتیجہ بھی اُسکا جلالی ہوتا ہے اور اگر مادہ جمالی ہوتا ہے تو افعال بھی جمالی کرتا ہے اور انجام بھی جمالی ہوتا ہے ہم اس سے پہلے بیان کرچکے ہین کہ انجام جلالی جہنم اور دوزخ ہی ہے اور نتیجہ جمالی جنت اور قربت وخوشنودی ہے تو جب انسان کو موت آجاتی ہے اسکے علاوہ روح اپنے عالم ارواح مین واپس نہین جاتی بلکہ اگر وہ جلالی

ہوتی ہے تو عذاب و تکلیف کے مقام پر اور خداے تعالی سے دور رہتی ہے اور اگر جمالی ہوتی ہے تو دیدار الٰہی اور قربت سے مشرف رہتی ہے اس عالم ارواح مین اُسیوقت تک روح رہتی ہے جب تک اُسکا قالب تیار نہین ہوتا چنانچہ جسوقت عالم ارواح آباد ہوگا تو خداے تعالی نے فرمایا الست بربکم جن ارواح نے بلی کہا اُنکا مادہ جمالی سمجھا گیا اور جنھون نے خاموشی اختیار کی اور تامل کیا وہ جلالی التصور کی گئین اُسوقت خداے تعالی نے اُنکو ہان نہین کہنے کا اختیار دیدیا تھا ایسا نہین کہ خدا نے بعض کو اپنی قوت سے خاموش کر دیا اور بعض سے بلی کہلوا دیا اور نہ ایسا کامل اختیار کسی روح کو تھا کہ جو چاہے وہ کہے ایک ایسی حالت ارواح کی تھی جسکو بین الجبر والاختیار کہنا چاہیے کیونکہ نہ تو ایسا کامل اختیار روحون کو تھا جس سے خدا کو مجبوری لازم آئے اور نہ ایسی مجبوری تھی جس سے روحون کی بالکل مجبوری اور انسان کی بیگناہی ثابت ہو ان دونون کے درمیانی حالت تھی اور یہی مذہب اہلسنت وجماعت کا ہے اور یہی صوفیان متشرع کا اصول ہے اور یہ حالت بین الجبر والاختیار کوئی خلاف قیاس امر نہین کیونکہ اگر انسان غور کرے تو اُسکو زندگی میں بہت سے ایسے واقعات درپیش ہوتے ہونگے جسمین اُسکو نہ تو کامل اختیار رہتا ہوگا اور نہ بالکل مجبوری اس لیے یہ خلاف عقل و واقعہ امر نہین کہ ناممکن ہو۔ اور اس سے زیادہ اسمین گنجایش گفتگو نہین حقیقت اس عالم کی یہ ہے کہ صفات خداے تعالی جنمین بعض جلالی اور بعض جمالی ہین اُنکے مظاہر دو قسم کے ہوے ایک جسمانی ایک روحانی۔ روحانی مظاہر اسی عالم ارواح مین رکھے گئے اور جسمانی مظاہر علاوہ اس عالم کے دیگر مقامات پر چنانچہ جسمانی مظاہر عالم بالا مین بھی ہین مگر وہ مقام جو عالم ارواح کا ہے ان تمام عالمون سے بالا [illegible] ان ارواح کے لیے ایک باطنی اور حکمی احاطہ بنا ہوا ہے [illegible] سے باہر نہین نکل سکتین عالم ارواح مین کوئی مجسم شے نہین اور نہ اُسکے حدود مجسم ہیت اور روحین کم ہو رہی ہین زیادہ نہین ہوتین کیونکہ جسقدر کہ قالب مین آتی جاتی ہین اُسقدر وہ کم ہوتی

Marfat.com

ہوتی جاتی ہین اور ابتدا مین سب ایک دم سے مخلوق ہوئی تھین اُسکے ایک عرصہ دراز کے بعد دنیا خلق ہوئی اور قیامت مین وہ مقام خالی ہوجاویگا۔

فصل ۱۶ حقیقت روح

روح کی بابت کامل غور و تحقیق سے معلوم ہوا ہے کہ روح کا اطلاق کئی چیزون پر ہے اور اسی لیے روح کی حقیقت سمجھنے مین سخت دقت واقع ہوگئی ہے اور عجب نہین کہ جسم انسان مین جو شخص جس چیز کو لطیف سمجھتا ہو اُسی کو وہ روح سمجھتا ہو اور چونکہ انسان مین کئی چیزین لطیف ہین اسوجہ سے مختلف و متعدد چیزون کا نام روح ہوگیا چند لفظون مین توہم اُن تمام ارواح کی تعریف کیے دیتے ہین جو علاوہ اصلی روح کے ہے اور باقی بحث روح اصلی کی حقیقت مین ہوگی۔

بعض لوگون نے عقل کو روح سمجھا ہے اور اسی کو نفس ناطقہ بھی کہتے ہین اور یہ وہ لوگ ہین جو کہ فلسفی اور اہل حکمت کہلاتے ہین ایک گروہ نے روح جان کو سمجھا ہے ایک جو کہ اطبا ہین بخارات دل و جگر و دماغ کو ارواح کہا ہے ایک طبقہ نے حسن صحت کو روح کہا ہے ایک کا مقولہ ہے کہ انسان مین قوت مقناطیسی و برقی جو ہے وہ روح ہے مگر درحقیقت انہین سے کوئی شئے وہ روح نہین ہے جسکی نسبت نفخت فیہ من روحی اور قل الروح من امر ربی ارشاد ہوا ہے۔ اُسوقت جبکہ یہ ارشاد ہوا ہے اہل عرب کا دماغ اس قابل نہ تھا کہ ایسی نازک اور پوشیدہ شئے کی حقیقت سے واقف ہوجاتے لہذا یہ جواب دیدیا گیا کہ حکم رب ہے لہذا اس سے یہ ظاہر نہین ہوتا کہ خداے تعالے روح کی حقیقت بیان نکرسکا۔ روح کی حقیقت بیان کرنے کے لیے وہ زبان و دل چاہیے جو کہ عالم حقیقت مین ہوتی ہے اس دنیا کی زبان و دل سمجھنے اور بیان کرنیکو کافی نہین کیونکہ روح عالم باطن کا ایک اعلی عنصر ہے اور عالم باطن کے افہام و تفہیم کے لیے ظاہری و جسمانی رشتیا بیکار ہین مگر جو کچھ ہوسکتا ہے وہ ظاہر کیا جاتا ہے۔ روح کی اضافت جو باری تعالی نے اپنی طرف کی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ روح خدا کی

Marfat.com

روح ہے اور خدا چونکہ جسم نہین لہذا یہ ماننا پڑیگا کہ روح وہ خود یا کم از کم اُسکا نور ہے
اس امر کے ماننے مین کہ روح خدا کا نور ہے کوئی عقلی یا نقلی نقص بھی نہین لازم آتا اب
رہا یہ امر کہ نور کی تبدیلی روح مین کیونکر ہوئی اور روح و نور مین کیا فرق ہے اسکا فیصلہ
چند مثالون سے ہو سکتا ہے جس طرح خون انسان جب کسی دوسرے غدود مین آتا ہے
تو اُسکے نام اور ہیئت مین تبدیلی ہو جاتی ہے ہیئت مین تبدیلی اس لیے ہو جاتی ہے
کہ غدود اپنے مادے کی وجہ سے یہ خاصہ رکھتا ہے کہ جب اُسمین خون آئے تو اُسکی ہیئت
اُس غدود کے مادے کی شرکت سے بدل جائے اور نام امتیاز کے لیے بدل دیا جاتا ہے
چنانچہ خون عورت جب پستان مین آتا ہے تو اُسکا رنگ سفید ہو جاتا ہے اور نام دودھ
ہو جاتا ہے اسی طرح تمام اشیا کا خاصہ ہے کہ ظرف کے مناسب اور اُسکے مادے کے
موافق ہیئت مین تبدیلی ہو جاتی ہے یہی حال نور خدا کا ہے کہ جب وہ انسان کے قالب
مین داخل کیا گیا تو برعایت قالب اُسکا نام روح رکھا گیا اور وہ اول قالب آدم مین
پھونکی گئی پھر وہ باطناً ہر انسان کے قالب مین پہونچی درحقیقت وہ نور الٰہی ہے جو تمام خلقت سے
مقدم اور جملہ صفات باری تعالیٰ کی طرح ہمہ صفت موصوف ہے لیکن اُن صفات کا اظہار بعضا
انسان سے وقتاً فوقتاً ہوتا ہے جسقدر اسماء باری تعالیٰ ہین اُن سب کے مظہر اس نور کے بھی
صفات ہین اور یہ نور دیگر حیوانات مین نہین بلکہ صرف انسان کے لیے مخصوص ہے بلکہ
اس نور مین جملہ صفات جلالی و جمالی موجود ہین بخلاف فرشتون کے کہ وہ جامع صفات
نہین فرداً فرداً ایک ایک یا دو دو صفات کے مظہر ہین اس جامعیت صفاتی اور
احدیت ذاتی کے وجہ سے انسان اشرف المخلوقات کہلایا تو اس نور کی ذات وہی ذات
ہے جو ذات باری تعالیٰ اور صفات وہی سب صفات ہین جو اسماء حسنیٰ علمی ... ہی
دیگر کیفیات اُنکی مختصر شرح یہ ہے کہ اسکا خاص مسکن قلب ہے اور اسکے دو دروازے
سب سے بڑے آنکھ اور دل ہین ... شعاعین تمام جسم ... رگ و ریشہ مین

Marfat.com

موجود ہین اسکی مدد کے لیے عقل سلیم دی گئی ہے اور اسکا مقابلہ کرنے کیواسطے نفس امارہ
بھی انسان مین رکھا گیا ہے اور نفس امارہ کی اعانت کے لیے عقل فساد دی گئی ہے
اور قوت مدرکہ ایک فیصلہ کن قوت عنایت ہوئی ہے جو کہ ہر ایک امر کی تحقیقات کرکے
روح کو یا نفس کو تنبیہ کرتی ہے نفس لوامہ اس روح کا وکیل ہے جو کہ انسان کو برے
کامون کے بعد خفیف اور نادم کرتا رہتا ہے تاکہ آیندہ اس سے پرہیز رکھے اور تمام
نفسانی خواہشین نفس کو لالچ دینے کے لیے ہین قوت متخیلہ تصورات اور خیالات اور
حافظہ یادداشت کیواسطے تفویض ہوا ہے علی ہذا القیاس تمام قوتین روح نفس مین
مشترک ہین کیونکہ سوائے عقل سلیم اور نفس لوامہ کے کہ وہ خاص ارکین روح ہین اور
علاوہ عقل فساد کے کہ وہ وزیر خاص نفس امارہ ہے باقی جتنی قوتین ہین سب کی سب
روح و نفس دونون کی یکسان ماتحت ہین روح کو بھی اُسیقدر اختیار ہر قوت پر ہے
جیسا کہ نفس کو اور وجہ اُسکی یہ ہے کہ اس نور مطلق کے دو حصے جسم انسان مین آکے
ہو جاتے ہین ایک حصہ محض جمالی ہے اور دوسرا صرف جلالی حصہ جمالی کو روح کے
نام سے حسب سابق مشہور کیا اور حصہ جلالی کو امتیاز کے لیے نفس امارہ کے نام سے
پکارا تو یہ دونون نفوس یعنی روح و نفس امارہ بالذات برابر ہین اور بالصفات روح کا
پلہ بھاری ہے کیونکہ صفات جمالی بلحاظ تعداد مین زیادہ ہین دوسرے روح کو ہوشیار کرتے
رہنے کے لیے خدا اور نبیون اور ناصحون کی طرف سے برابر تنبیہین ہوتی رہتی ہین اور
علاوہ اسکے بہت ذرائع روح کی طرفداری مین منجانب خدا و رسول و حکما موجود ہین
اور ہمیشہ رہے جس زمانہ مین ذرا کمی ہوگئی تو کوئی حکیم یا نبی پیدا کر دیا گیا جو کہ مظہر کامل
جمالی کی صفت رکھتا ہے تاکہ اپنے افعال و اقوال سے لوگون کو اپنی طرف متوجہ رکھے
مگر چونکہ خدا منصف ہے اس لیے اُسنے ان وجوہ سے نفس امارہ کو بالکل مغلوب نہین
کر دیا بلکہ ایسی خواہشین اور ضرورتین اور محبتین اور بعض قوتین انسان مین پیدا کردین

Marfat.com

کہ وہ نفس کو اپنا ظرف بنالین گویا یہ تمام چیزین نفس کی فوج ہوگئین اسلیے نفس بھی روح سے
کچھہ زیادہ پایہ کمی کا نہین رکھتا تو اب فطرتاً دونون کی قوت قریب قریب ہے - چند مثالون سے
اس بیان کی تشریح کچھہ زیادہ واضح ہوجائیگی مثلاً انسان کو معدہ دیا اور معدہ کو بھوک کی
خواہش یا اعضای نسل کو قوت جماع دیگئی تو یہ قوتین جب ہوش پر ہوتی ہین نفس کو اپنا طرفدار
بنانا چاہتی ہین اور گویا نفس کی فوج مین یہ دونون بڑے سردار ہین انکی خواہشین پوری کرنے
کیلیے وہ امادہ ہوجاتا ہے اور عقل فساد سے مشورہ لیکر ان خواہشون کو پورا کرنا چاہتا ہے
عقل سلیم بُرے مشوردن کی رد کرتی ہی اور صرف جائز طریقہ ان خواہشات کی پوری کرنے
کیلیے بتاتی ہی تاکہ اوسکے بادشاہ یعنی روح کو ضرر نہ پہونچے اور مغلوبیت نہ ہو - تو روح علاوہ
عقل سلیم کے اقوال و افعال انبیا اور احکام خدا سے مدد لیکر غالب ہونا چاہتی ہے اور نفس امارہ
اپنی فوج کی شراکت سے غلبہ حاصل کرنا چاہتا ہے جو لوگ صاحب شریعت ہین وہ جائز
طریقون پر عمل کرتے ہین اور نور جمالی کو برقرار رکھتے ہین اور جو لوگ خلاف شریعت ہین وہ انکی
پروا نہین کرتے اور لذات موجودہ کو بہتر سمجھتے ہین روح باعتبار ربوبیت ذات کے مظہر ہے
جسطرح اجسام صفات کے مظاہر ہین کیونکہ روح ہر شئی کی قوت ہر قوت کی جان ہر حرکت
کی محرک ہر سکون کی مسکن ہے اور ہر ایک فعل و ارادہ اوسی پر موقوف ہے اسلیے روح مظہر ذات
ہی اور اجسام مظہر صفات ہین اور چونکہ ہر شئی مین روح و قالب دونون ضرور ہین اسلیے ہر شئی مین
ظہور ذات صفت دونون ہین اور یہ بیان اوس روح کا ہے جو کہ روح مطلق ہے کسی قید سے
مقید نہین لیکن روح انسانی وہی روح مطلق ہی حقیقۃً - کیونکہ جسطرح عالم کبیر مین روح ساری
ساری ہی اوسیطرح عالم صغیر مین روح انسانی بھی مرتبہ رکھتی ہی گویا عالم کبیر مین روح عالم
ساری ہی اور عالم صغیر انسانی مین روح انسانی - اور جتنے اقسام روح اعظم کے ہین اوتنے ہی
اقسام ارواح انسانی کے ہین چنانچہ بعض اونمین سے بیان مین آتے ہین عقل یا نفس ناطقہ
نفس امارہ نفس لوامہ - نفس مطمئنہ اور جسطرح مظاہر روح اعظم عالم کبیر مین عقل اول نفس ہے

Marfat.com

لوح وقلم وغیرہ ہین اسیطرح انسانی روح کے مظاہر ومقامات جسم انسان ہین سر خفی
قلب۔ فواد۔ صدر۔ وغیرہ ہین روح مین دو کیفیتین ہین ایک یہ کہ وہ مجرد ومطلق بلا قید
بسیط اور لا یتجزی ہے لہذا ان کیفیتون کے لحاظ سے وہ جسم کی غیر ہے دوسری کیفیت
کہ وہ جسم مین صاحب تصرف اور مدبر بدن ہے اور جسد مین اوسکے مقامات بظاہر
معین ہین اور ہر مقام مین وہ بظاہر مقید ومحدود ہے اور ظاہر اسکا غیر ہے اسوجہ سے
عین جسم ہے اور جب حقائق کے باطن در باطن کے بہت گہری تہون کے اندر اہل حقیقت
پہونچتے ہین تو جسم کو عین روح دیکھتے ہین اور اسیوجہ سے وہ ہر جسم کے اوس پار یا ہر جسم
اندر کی چیزون کو اوسیطرح دیکھتے ہین جسطرح جسم کے اوپر کی سطح کو اور وہ یہ بھی دیکھتے
کہ روح نے مختلف شکلین اختیار کی ہین چنانچہ عالم ظاہر مین جو شکل اختیار کی ہے اوسکے
جسم ہے اور عالم باطن انسان مین جو صورت اختیار کی ہے وہ تمام قوتین اور
ارواح حیوانی وطبیعی ونفسانی وغیرہ ہین

مادی ہین اور جسم کے ہر ذرہ مین روح ہے اسیوجہ سے آپس مین کشش ہے کیونکہ
جذب سواے روح کے اور کسی چیز مین نہین چنانچہ عشق وحسن روح ہی سے
روح مطلق کے بقدرت سے دو حصہ ہوے اک بنا حسن ازل اک عشق کامل
مفصل بیان وثبوت عشق وحسن کے روح ہونیکا اپنی اپنی فصلون مین آ
روح فی نفسہ ایک ہی شی ہے جسکی صفات اوپر بیان ہوے مگر اسکے اوصاف
رعایت سے روح پر بھی اثر پڑتا ہے جسطرح کوئی گورے رنگ کا آدمی کاجل کی کو
مہکر کالا ہو جاے اور بالکل میلا کچیلا حمام مین سے نکلے اسیطرح مادے کی وجہ سے روح
آلودہ ہوتی ہے اور جبکہ روح بالذات لطیف مطاہر ہے تو اوسکو خباثت وکثیف
ضرور تکلیف ہوگی ع روح را صحبت ناجنس عذابی ست الیم + اور ان کثافتون
ہونیسے اسکو اپنی اصل لطیف ذات سے دوری ہو جائیگی اور یہ دوری بھی مکاشف

ہر کسے کو دور ماند از اصل خویش	باز جوید روزگار وصل خویش

روح کے لیے کثافتین خواہشات نفسانی وحیوانی ہین کیونکہ انسان مین مادہ روح حیوانی
بھی موجود ہے اور روح حیوانی سے ہماری مراد وہ روح ہے جوکہ خواہشات حیوانی یعنی
افعال وخواص مین بدون شرکت عقلی آلودہ ہو اور جب تک یہ روح حیوانی روح انسانی
سے مغلوب رہیگی اوسوقت تک روح مطلق پر برا اثر نہوگا لیکن جب حیوانیت کا غلبہ
ہوجائیگا تو اس روح کو نفس امارہ کہین گے اور جب روح انسانی کسی فعل حیوانی کے
تاثر کا ادراک کریگی تو اس روح مدرکہ کو نفس لوامہ کہین گے اور جب روح انسانی کو تمام
قوی اور جوانب پر تسلط واطمینان حاصل ہوجائیگا تو اوسکو نفس مطمئنہ کہین گے
اس امر کا دریافت کرنا کہ فلان فعل کس روح کا ہے بہت مشکل ہے اور سوا اہل کشف و
مشاہدہ واہل باطن واہل حقیقت کے کوئی اور نہین سمجھ سکتا کیونکہ بعض کیفیات روحانی
ونفسانی وحیوانی بحسب ظاہر اسقدر متحد الصورت ہین کہ اونکے مخرج ومحرک کا پتہ نہین چلتا
بلکہ التباس ہوجاتا ہے مثلاً تین آدمی ایک ہی عمر اور قریب قریب صورت کے اس
صفت مین متحد ہین کہ تینون آدمیون کی آنکھین حسین ودلکش اور مست ومخمور ہورہی ہین
اور بظاہر تینون آدمیون کی آنکھین یکسان جذب وکشش اور خوبیان رکھتی ہین لیکن
ایک شخص صاحب باطن اور نشہ عرفان مین مست وشاہد حقیقی کا منظور نظر اور مظہر حسن
حقیقی یا عشق حقیقی ہے اسلیے اوسکی آنکھون مین یہ کیفیتین ہین دوسرا عالم شباب کے نشہ مین
چور اور مخمور ہورہا ہے اوسکی اعتدال مزاجی اور کمال صحت نے اوس مین یہ حسن پیدا کیا ہے
تیسرا خواہش نفسانی مین تھوڑی دیر کے لیے مستغرق اور مدہوش ہے اور اوسکی آنکھون مین
نشہ بدمستی اور نشہ شہوت بھر رہا ہے تو پہلے شخص مین روح انسانی غالب ہے دوسرے مین
روح حیوانی تیسرے مین روح نفسانی یعنی نفس امارہ غالب ہے لیکن کیفیت وتاثیر
ظاہری ایک ہی ہین ہے باطن مین فرق ہے اور فرق باطنی صرف اہل اللہ دیکھ سکتے ہین

Marfat.com

اور وہی بچ سکتے ہین مگر بعض اصول ایسے ہین جسکے ذریعہ سے علاوہ اہل اللہ کے اہل دنیا بھی
حقیقت بعض احوال معلوم کر سکتے ہین بشرطیکہ عقل سلیم رکھتے اور فطرۃ لطیف طبع ہون مثلاً
یہ کلیہ ہی کہ ہر جنس اپنے جنس کو کھینچتی ہے اور ہر شئی اپنے اصل کی طرف رجوع ہوتی ہے
تو جسکی روح لطیف و پاک ہے اوسکے قلب پر جسقدر صاحب روح انسانی کا اثر ہوگا اسقدر
کسی دوسری شئی کا نہوگا اور اسیطرح جتنا اثر روح حیوانی کا نوجوانون پر ہوتا ہے جنکی روح
جوانی اپنی حد کمال پر ہوتی ہے اوسقدر کمسنون یا ضعیفون پر نہوگا اور نفس امارہ جو کہ ذرائل
نفسانی ہے یعنی اوسکی روح خواہشات نفسانی مین آلودہ ہی جس شخص مین حد کمال پر ہوتا ہی
وسکا اثر اوسی پر زیادہ ہوتا ہے جسمین خواہشات نفسانی یعنی نفس امارہ غالب ہی اور یہ فرق
ظاہر ہی بعض امور ایسے ہین کہ وہ بہت باریک ہین اور عالم باطن سے متعلق ہین اونکا علم
صرف اہل اللہ کو ہوتا ہے اور بعض معاملات روحانی ایسے ہین جو کہ جذب کشش مین ایک
عجیب و غریب اثر رکھتے ہین زیادتی اثر اور کمال قوت مدد روح مطلق کو حاصل ہے یعنی
روح انسانی کو جو کہ ہر خباثت نفسانی سے پاک ہے چنانچہ جسکی روح صاف و پاک ہی اور صاحب
نسبت ہے اوسکو اسقدر قوت ہے کہ اگر تمام ہندوستان کے انجن ایک دوسرے سے
جوڑ دیے جائین اور پورا ایٹم ہر ایک مین ہو تو بھی ایک انسان جو کہ صاحب نسبت ہو اوسکے
مقابل مین اتنی بھی طاقت نہین رکھتے لیکن بھر بھی اپنی جگہ سے حرکت کر جائین خواہ کتنی ہی
طاقت انجن مین ایٹم کی بھری ہو اسکی وجہ یہ ہے کہ وہ روح جو انجن مین ہے روح حیوانی ہی
کیونکہ عناصر کی ترکیب سے پیدا کی گئی ہے اور یہ روح جو کہ انسان صاحب نسبت مین ہے
روح اعظم ہے تو ظاہر ہے کہ روح اعظم جو اٹھارہ ہزار عالم کی جان اور محرک ہی وہ قوی تر ہوگی
یا وہ روح حیوانی جو کہ تھوڑی سی آگ اور تھوڑے سے پانی سے پیدا کی گئی ہے اور اسقدر
محدود و قلیل القدر ہے کہ جیسے آفتاب کے مقابل مین ذرہ۔ قوتین دو طرح کی ہوتی ہین
جذب و مسک اور یہ دونون قوتین اپنی پوری مقدار سے روح انسانی مین موجود ہین

اور روح اعظم کی بھی تھی تین قوتین عالم مین موجود ہین - جذب ایسی قوت ہے جیسے
مقناطیس ہے اور اسکو کہربائی بھی کہتے ہین یہ اگر روح مین نہو تو نہ ذرون کا آپس مین اتصال ہو
اور نہ تحریک و ارادت ہو - دوسری قوت مسک یعنی جگہ پر ٹھہرانا اور یہ ایک طرح کی خود داری ہے
چنانچہ قوت جذب و مسک کے اتصال سے حرکت پیدا ہوتی ہے اگر صرف قوت مسک
روح مین ہوتی تو ہر شی اپنی جگہ پر ساکن رہتی متحرک نہوتی اور اگر صرف قوت جذب ہوتی تو صرف
حرکت رہتی سکون نہوتا اور تخلیق اشیا مین وسعت نہوتی لہذا قوت ماسکہ و قوت جاذبہ
روح مین دونون ہین اور یہی دونون قوتین تمام قسم کی ارواح مین موجود ہین جنکا فرق
ہم اوپر بیان کر چکے ہین -

فصل ۱۹ عالم ہو

عالم ہو درحقیقت عالم ذات ہے اور اسکا نام ہُو اسلیے رکھا گیا کہ ضمیر
ہو راجع ذات کی طرف ہے اور ذات وہ ذات ہے کہ جسکے لیے
کوئی اسم نہ لایا جاسکتا تھا بلکہ اوسکی نسبت یہ فرمایا گیا ہے کہ لیس کمثلہ شیٔ تو لامحالہ ضمیر کی
ضرورت ہے تاکہ ضمیر اوسکی طرف اشارہ کرے اور وہ عالم ذات ماسوای مخلوقات
ہے اور چونکہ الفاظ بھی مخلوق ہین اس وجہ سے اوسکا بیان مخلوقات کے ذریعہ سے نہین ہوسکتا
اور جو کوئی اوسکی حقیقت بیان کرے وہ غلط ہوگی کیونکہ بیان الفاظ سے متعلق ہے اور
الفاظ مخلوقات و موضوعات ہوتے ہین تو عالم ہو یا عالم ذات کی حقیقت متعلق
بیان سے نہین بلکہ مشاہدہ سے ہے اور مشاہدہ بھی ایک ایسی چیز ہے کہ اوسکی کوئی انتہا نہین اہل اللہ
کاملین کو وہ مشاہدہ ہوتا ہے جو اوسکی حقیقت کے اسقدر قریب ہوتا ہے جسقدر
ممکن ہے مگر متوسطین کو صفات کا مشاہدہ ہوتا ہے اور صفات [illegible]
ہین اور کاملین اعلی ذات کا مشاہدہ اول کر لیتے ہین جیسا کہ حضرت صدیق اکبر فرماتے ہین کہ مین
کوئی شی نہین دیکھتا ہون مگر اول خدا کو دیکھ لیتا ہون اور مبتدی اول مشاہدہ اوس باطن کا کرتا ہے
جو ظاہر کا باطن ہے اور پھر باطن در باطن کا علی ہذا القیاس -

Marfat.com

فصل
حقیقت عشق

سب سے پہلے جو مظہر ذات کا ظاہر ہوا وہ شائبہ عشق ہے کیونکہ حدیث قدسی احببت ان اعرف فخلقت الخلق مین لفظ احببت حب کی قوی دلیل ہے کہ وہ مقدم ہے تمام مظاہر پر اور سوا ے ارادہ و علم کے جملہ صفات پر تقدم رکھتا ہے اور احببت ان اعرف مین یہ نکتہ بھی ہے کہ عرفان پر چونکہ احببت مقدم ہے اسوجہ سے عرفان کا ذریعہ عشق ہوا - اب یہ دیکھنا ہے کہ عشق کیا چیز ہے اسکی تعریفین بہت آدمیون نے کی ہین العشق نار یحترق ماسوی المحبوب یعنی ایک ایسی آگ ہے کہ سوا ے محبوب کے ہر چیز کو فنا کر دیتی ہے درصل یہ تعریف عشق نہوئی بلکہ اوسکے صفات مین سے ایک صفت ہے اور کسی بزرگ نے کہا ہے کہ العشق ہو اللہ اسکی حقیقت اوس شخص پر کھل جائیگی جو کہ فلسفہ روح سے واقف ہے کیونکہ روح اور عشق کی حقیقت ایک ہے اور روح نے اپنی صورتین مختلف اختیار کی ہین سب سے بڑی دو شاخین یا دو مظہر روح کے عشق اور حسن ہین اور عشق ایک عالم ہے اور حسن بھی ایک عالم ہے ہم اوپر بیان کر آے ہین کہ روح مین دو قوتین جاذبہ اور ماسکہ ہین تو حسن قوت جاذبہ کا مظہر کامل اور قوت ماسکہ کا مظہر اتم ہے اور عشق صرف قوت جاذبہ کا مظہر کامل ہے اور قوت ماسکہ کا مظہر ناقص ہے کیونکہ حُسن حسین کو کشش و جذب مقناطیسی کی قوت دیتا ہے اور عشق عاشق کو خودداری سے علیحدہ کرکے قوت جاذبہ عنایت کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ معشوق مین خودداری ہوتی ہے اور عاشق مین حرکت طلب اگر حسن مین یہ خودداری یعنی قوت ماسکہ نہوتی تو صاحب حسن کی حرکت سے عشق کو ایک نقصان پھونچتا یہ دو قوتین جو حسن کو عطا ہوئین صرف عشق کی خاطر سے اور اگر کوئی یہ کہے کہ عشق ایک قوت روحی کا مظہر ہے اور حسن دو کا مظہر ہے لہذا حسن کو سبقت اور بزرگی ہے مگر درحقیقت ایسا نہین بلکہ اسمین یہ دو باتین ہین ایک یہ کہ حُسن مین یہ دو صفتین جو رکھی گئی ہین صرف عشق کی خاطر سے دوسرے عشق موجد ہے حُسن کا چنانچہ جو صاحب عشق ہے اوسکے لیے ہر چیز مین مادہ حُسن ہے اور جسکو عشق کی نعمت نہین عطا ہوئی اوسکے لیے کمال حسن بھی بیکار ہے تو عشق اپنے واسطے

خود ہی حسن کو پیدا کر لیتا ہے عشق محتاج حسن نہین ہے اور حسن محتاج عشق ہے عشق بالذات قائم ہے اور متغیر نہین بلکہ ترقی پذیر ہے اور حسن بالذات قائم نہین بلکہ ایک صفت عارضی اور متغیر و حادث ہے اگر کوئی یہ کہے کہ حسن ازل مین یہ بات نہین کہ متغیر اور عارضی ہو بلکہ وہ قدیم ہی تو ہم کہین گے کہ حسن ازلی سے مقابلہ کرتے ہو تو عشق ابدی اوسکے سامنے پیش کرو دیکھو عشق ذات نکالیگا اور حسن صفت لہذا وہان بھی ذات کو تقدم و سبقت ہے اور عشق مین جو صفات ہین وہ حسن مین نہین مولانا فرماتے ہین ؎ شاد باش ای عشق خوش سودای ما ۔ ای طبیب جملہ علتہای ما ۔ ای دوائے نخوت و ناموس ما ۔ ای تو افلاطون و جالینوس ما ۔ اور اردو مین کسی نے کہا ہے ع ہر چیز مین لذت ہے اگر دل مین مزہ ہو ۔ تو بہر صورت عشق تمام صفات پر مقدم ہی سوای علم و ارادہ کے ۔ عشق کے دو نام ہین مجازی اور حقیقی ۔ صاحب عشق مجازی عشق اگر اسطرح ہو کہ وہ اپنے عشق اور حسین کے حسن کی حقیقت سے واقف نہو تو یہ عشق مجازی ہے اور اگر صاحب عشق اپنے عشق اور حسن کی حقیقت سے واقف ہو تو صاحب عشق حقیقی ہی ۔ اہل مجاز جسوقت عشق اور حسن کی حقیقت سے واقف ہو جائین گے اوسوقت وہ داخل حقیقت ہو جائین گے اسواسطے یہ کہا ہے کہ المجاز قنطرۃ الحقیقۃ ۔

جاننا چاہیے کہ عشق کے لیے چند امور لازم ہین ۔ اول امید دوسرے کمی امید اگر ان دونون مین سے ایک مین بھی کمی ہو گئی تو عشق نرہے گا کوئی عاشق ایسا نہین ہو سکتا جسمین امید مطلق نہو اور نہ کوئی عاشق ایسا ممکن ہے کہ اوسکو پوری امید وصل کی ہو جائے اور پھر بھی عاشق ہے یہ ناممکن ہے عشق حقیقی مین بھی عارف کامل کو ایک فکر و پریشانی ایسی لاحق ہی ہو جو اور زیادہ قربت چاہتی ہے لیکن اگر امید ایسی قوی ہو جای کہ عارف کو سراسر امید ہو جائے تو ایسا ممکن نہین کیونکہ ذات الٰہی کا کامل عرفان غیر ممکن ہے اور جب پورا عرفان ممکن نہین تو وصل حقیقی بھی ممکن نہین لہذا عارف اسیوجہ سے ہر حالت مین عاشق رہتا ہے گو کیسا ہی قریب ہو گیا ہو اور اگر قطعی ناامیدی ہو جائے تو بھی عشق نہین رہ سکتا کیونکہ قطعی ناامیدی

روح کو پسپا کرتی ہے اور عشق سراپا روح ہے لہذا بحالت نومیدی مطلق عشق نہین ہوسکتا اور روح کو پسپا کرنیسے علاوہ فنائے عشق کے دیگر روحانی ناکامیان اور ضرر ہوتے ہین اسیوجہ سے لاتقنطو من رحمتہ اللہ ارشاد ہے ایک گناہ عظیم ہے جو شخص مایوس ہو جائے کیونکہ وسنے گویا اپنی روح کو پسپا اور بالکل مغلوب کردیا او مغلوبیت روح بری نفسانی افعال سے ہوتی تو مایوسی بھی گناہ ہین اون افعال حرام اور خواہشات نفسانی کے مثل ہے ایک حالت عشق مین یہ بھی لازم ہے کہ عاشق سراپا خواہش ہو جسقدر خواہشین اوسکی پوری ہوتی جاتی ہین اوسیقدر بڑھتی جاتی ہین ابتدا مین صرف یہ خواہش ہوتی ہے کہ ہمکو عشق ہوجائے جب عشق پیدا ہو جاتا ہے تو یہ خواہش ہوتی ہے کہ ایک دفعہ دیکھہ ہی لین جب مشاہدہ ہو جاتا ہے تو پھر دوبارہ دیدار کی خواہش ہوتی ہے یہانتک کہ کبھی دیدار سے سیری نہین ہوتی اور علاوہ دائمی دیدار کے قربت کی خواہش ہوتی ہے جب کسیقدر قربت ہو جاتی ہے تو اور زیادہ قربت کی آرزو ہوتی ہے یہانتک کہ وصل کے ارمان ہوتے ہین جب وصل بھی ہو جاتا ہے تو اور زیادہ وصل کی خواہش ہوتی ہے یہانتک یہ حسرت ہوتی ہے کہ اب ایسا وصل ہو کہ ایکذات ایک عین ہو جائین اور جزو لاتجزی کی طرح کبھی جدا نہون اگر ایسا ہو سکتا ہے تو عاشق باقی نہین رہتا بلکہ محبوب مین اسطرح فنا ہو جاتا ہے جسطرح حباب ٹوٹکر دریا مین ملجاتا ہے اوسوقت قطرہ قطرہ نہین رہتا بلکہ دریا ہو جاتا ہے اور نہ عشق رہتا ہے یعنی عشق کے ذات مین تبدیلی ہو جاتی ہے اور صرف ذات باقی رہجاتی ہے —

عشق مجازی مین یہ سب درجات نہین ہوتے کیونکہ عشق مجازی مین یہ مرتبہ نہین اور اگر کسیکو بظاہر عشق مجازی ہو اور یہ مرتبہ فنا حاصل ہو جائے تو وہ عاشق حقیقی ہو جاتا ہے چنانچہ مجنون کا عشق مجازی نرہا تھا بلکہ حقیقی ہو گیا تھا لیکن صاحب مجاز مین اوسوقت مادہ عشق حقیقی باقی نہین رہتا جبکہ وہ وصل جسمانی سے کامیاب ہو جاتا ہے وجہ اسکی یہ ہے کہ روح و نفس کا مقابلہ برابر کیطرح عشق مین بھی رہتا ہے اور روح اپنا وصل چاہتی ہے او نفس اپنی کامیابی چاہتا ہے

Marfat.com

نفس کی کامیابی جسمانی اصل ہے توجب نفس کامیاب ہوجاتا ہے روح مغلوب ہوجاتی ہی
اور اپنے تعلقات جداکرلیتی ہے اوسوقت صرف نفسانی قوتون کا جوش باقی رہجاتا ہے اور
اگر روح کو غلبہ حاصل ہوجاتا ہے تو نفس مغلوب ہوکر اسقدر کمزور ہوجاتا ہے کہ اوسکا بس
نہین چلتا اور اوسکو اپنی کامیابی کے لیے کسی کوشش کی طاقت نہین رہتی اور عشق حقیقی مین
نفس ابتدا ہی سے شریک نہین ہوتا یا اسقدر کم ہوتا ہے کہ مثل نہونیکے ہے اور عشق کی تعریف
ہم اوپر بیان کرآئے ہین کہ محض روحانی فعل ہے صرف قوت ماسکہ نہین ہے اور باقی سب
قوتین روحانی اوسمین موجود ہوتی ہین اب رہا یہ امر کہ عشق مجازی کو کیون قسم عشق قرار دیا گیا
ہی اصل بات یہ ہی کہ عشق مجازی کو مجازاً عشق کہا ہی حقیقۃ وہ عشق نہین ہی اور مجازا اسلیے عشق کہا ہے
کہ اوسکی صورت ظاہری عشق کے ہمشکل ہوتی ہی باطن اوسکا عشق کے باطن سے جدا ہی اور چونکہ
عشق مجازی کے ذریعہ سے عشق حقیقی پیدا ہوسکتا ہے اسوجہ سے اور بھی اوسکو عشق مجازی
کہا کیونکہ المجاز قنطرۃ الحقیقۃ مشہور ہے —

عشق مجازی کی تعریف جو مشہور ہی وہ یہ کہ جو عشق مخلوق کے ساتھ ہو وہ مجازی ہے اور
جو خالق کے ساتھ ہو وہ حقیقی ہے اگرچہ یہ تعریف عوام کے نزدیک صحیح اور اونکے لیے مناسب ہے
مگر حقیقۃً یہ تعریف مجاز و حقیقت نہین بلکہ جو تعریف کہ ہم اوپر بیان کرآئے ہین اور ہماری اوس
تعریف سے یہ بھی نکلتا ہے کہ مخلوق کے ساتھ جو عشق ہو وہ مجازی ہوگا صرف اتنی شرط لگانا پڑیگی
کہ اگر عاشق اوسے مخلوق سمجھتا ہو یعنی اوسکی حقیقت سے واقف نہو بہرصورت نفس کی شرکت
عشق مجازی مین ممکن بلکہ ضروری ہے اور نفس کے علاوہ قوائی حیوانی بھی اس عشق مین شریک
ہوجاتے ہین عشق مجازی کا فلسفہ یہ ہے کہ کمال عشق مجازی تین قوتون پر موقوف ہے ایک
قوت روحانی دوسری قوت نفسانی تیسری قوت حیوانی یہ تینون روحین ایک ساتھ شریک رہتی ہین
مثلاً کوئی شخص کسی مرد پر عاشق (مجازی) ہوجائے تو وہ عشق اوس حد تک نہ پہونچ سکیگا جس حد تک
مرد کا عشق عورت کے ساتھ فریفتگی مین پہونچ سکتا ہی اور تجربہ سے یہ معلوم ہوا ہے کہ دو مردون یا

دو عورتون کا عشق ایسا صادق کامل نہین ہو سکا جیسا کہ یوسف زلیخا اور شیرین سے فرہاد کا عشق مشہور ہوا ہے اور اگر ہو تو نفس بھی ضرور شریک ہوگا۔ اب رہا یہ امر کہ نفسانی قوت تو پوری ہو لیکن حیوانی قوت کم ہو یعنی عالم شباب نہو کہ اوسوقت روح حیوانی حد کمال پر ہوتی ہی چنانچہ فیصدی ایک عاشق بھی بڈھا نہ نکلیگا اسکی وجہ یہی ہے کہ ہر عشق مجازی مین قوای حیوانی بھی شریک ہوتے ہین ورنہ وہ حد کمال پر نہین پہونچ سکتا تیسری قوت روحانی ہے اگر روحانیت بھی شریک بلکہ شریک غالب نہو تو عشق کو استقلال نہین ہو سکتا اور عشق جبھی کامل و صادق ہو جب مستقل ہو اور اگر غیر مستقل عشق ہو تو وہ ایک مرض از قسم مالیخولیا ہے جسکی دوا بھی ہوتی ہے جسطرح خفقان اور مالیخولیا کی دوائی ہوتی ہین اور یہ قابل علاج ہے چنانچہ اطبا نے اسکے معالجات لکھے ہین اور روحانی عشق مین استقلال اسوجہ سے ہے کہ عشق روح کی ذاتی صفت ہے عارضی نہین ہے دوسرے روح کو جبتک بالکل کامیابی نہو جاوے یا مطلق ناکامی و مایوسی نہو جاوے اوسوقت تک روح اپنے ارادے مین ثابت قدم رہتی ہے تو عشق مین روح کو دو مرحلے پیش آسکتے ہین ایک یہ کہ روح پسپا کر دیجائے اوسکی وجہ صرف یہی ہو سکتی ہے کہ روح حیوانی اور نفس دونون ملکر کامیاب ہو جائین اور روح رہجائے اور روح مغلوب ہو جائیگی اور جب روح اپنے آپکو علیحدہ کر لیگی تو عشق عشق نہ رہیگا بلکہ صرف ہوس بازی (نفسانی اور جوش حیوانی) دوسرا مرحلہ یہ ہے کہ وہ کامیاب ہو جائے تو روح کی کامیابی اوسوقت تک جبتک کہ وہ اپنے قالب مین بحیثیت قالب رہتی ہے جب وہ اس قالب کے حجاب کو رفع کر دیگی اوسوقت تک وہ کامیاب ہو سکتی ہے یعنی روح کو اوسوقت وصل حاصل ہو سکتا ہے جب وہ حجابات جسمانی کو رفع کرے اور پھر جب روح واصل ہو جائیگی تو توحید ہوگی اوسوقت نہ عشق باقی رہیگا نہ عاشق اسیواسطے یہ کہا گیا ہے کہ العشق نار یحرق ماسوی المحبوب یعنی صرف ذات رہجائیگی اور یہ مقام مجازی مین نہین اسوجہ سے روح کبھی کامیاب نہین ہو سکتی اور جب تمام عمر کامیاب نہوگی تو تمام عمر اوسکی خواہش باقی رہیگی

اور یہی استقلال ہے بلکہ اسوجہ سے کہ روح اپنی کامیابی چاہتی ہے اور عشق مجازی مین بھی روح جزو اعظم ہے تو اگر روح کو جیسا غلبہ قدرتا عشق مین حاصل ہے ویسا ہی رہے تو روح اپنی کامیابی کے لیے ایسے جزو کو ڈھونڈھ لیتی ہے جو اوسکے وصل کے قابل ہو یعنے تجلی ذاتی اور تجلی ذاتی مخلوق مین بھی ہے تو مجاز حقیقت کا زینہ بن جاتا ہے اور اسوجہ سے کہا ہے کہ المجاز قنطرۃ الحقیقۃ لیکن عشق مجازی خوفناک اسوجہ سے ہے کہ روح حیوانی روح نفسانی اور روح انسانی یہ ہر سہ ارواح اپنی اپنی کامیابی چاہتی ہین اور روح حیوانی و روح نفسانی یہ دونون چونکہ ایک ہی غرض رکھتی ہین اسوجہ سے آپس مین مل جاتی ہین اور روح انسان کو اپنا تابع بنا لیتی ہین اور روحانی کوئی تدبیر ایسی کر نہین سکتی کہ جلد کامیابی ہو کر اپنے فریقونکو [illegible] اسلیے ایک خوفناک عشق ہے اور ہزار عاشقون مین ایک بمشکل حقیقت تک پہونچتا ہے ہان اگر مرشد کامل ہو تو والبتہ پوری مدد اور قوت روحانی پونہچا کر حیوانی و نفسانی کو شکست دیتا ہے جسطرح عشق مجازی کی ظاہری صورت ہے اوسیطرح عشق حقیقی کی شکل ظاہری ہے [illegible] وہی گھبراہٹ وہی بیکلین وہی راحتین دونون مین ہین مگر ایک فرق [illegible] مین خصوصیت سے [illegible] وہ یہ کہ عشق حقیقی مین رشک و رقیبانہ [illegible] تو ہی [illegible] مین ہوتا ہے اسکی [illegible] وجہ یہ ہے کہ عشق حقیقی روحانی ہوتا ہے اور روح پر [illegible] ہے کہ ہمارا مطلوب [illegible] مین اسیطرح آسکتا ہے جسطرح [illegible] کے [illegible] کیونکہ وہ معشوق کوئی ایسی محدود ذات نہین ہے کہ رقیب کو [illegible] ہم [illegible] صورت کامیابی ہر طرح کامل طور پر [illegible] سکتے ہین خواہ کوئی اور بھی کامیاب ہو [illegible] [illegible] مسیح و لیطالب [illegible] ہر طالب ایک ذرہ [illegible] کوئی غرض نہین ہو [illegible] اگر [illegible] مجاز کا مطلب ایک ایسی ذات [illegible] صرف [illegible] عاشق کہتے ہین [illegible] آنا ہے [illegible] دوسرون کو رشک آتا ہے کسی شاعر مجازی نے کہا ہے

ہای حضرت دل اسکے نہ لگا بین لاکھون		فرمائیے کس کس کی دعا ہین اثر آسمان

فصل ۱۹
حقیقت حُسن

حُسن کی تعریف ہم فصل عشق مین کر چکے ہین مگر جسقدر عشق اور روح کی تین صورتین ہوتی ہین اوسیطرح حسن کی بھی۔ حُسن صورت ایک تجلی ہی جوکہ باطن سے ظاہر کیطرف ظہور پذیر ہوا سو جہ سے تجلیات تین قسم کی ہین جوکہ مظاہر پر ظاہر ہوتی ہین ایک تجلی روحانی جوکہ جمالی ہے اور ایک جلالی جوکہ نفسانی ہے اور ایک جامع یعنی روح حیوانی کی تجلی انہین سے ہر ایک ظاہر جسد پر ظاہر ہو کر حُسن کہلاتی ہے تشریح اسکی یہ ہر کہ ایک حُسن نور باطنی ہے جوکہ انسان کے چہرے پر ظاہر ہوتا ہے اور ایک حُسن وہ ہے جوکہ اعتدال صحت کی وجہ سے اعضا مین بصورت رنگ و روغن و نقش و نگار و تناسب اعضا وغیرہ ظاہر ہوتا ہے اور زیادہ تر یہی حُسن پایا جاتا ہے کیونکہ روح و نفس کے مختلف تجلیات ہین اونکو مختلف راستے اپنی تجلیات کے مظاہر و ظہور کے لیے فطرت نے دیے ہین مگر روح حیوانی کی تجلیات کا دارومدار اسی حسن پر ہے اور تیسرا حُسن کبھی خواہشات نفسانی کے جوش سے بھی ہوتا ہے جیساکہ ہم فصل عشق مین مثالاً بیان کر آئے ہین۔ یہ ہر سہ حسن اقسام حُسن ہین اور انکی ترکیب کے روسے تیرہ طرح کے حسین ہو سکتے ہین۔ حُسن (۱) روحانی۔ حسن (۲) نفسانی حُسن (۳) حیوانی۔ حسن (۴) روحانی حیوانی۔ حسن (۵) حیوانی روحانی۔ حسن (۶) نفسانی حیوانی۔ حسن (۷) حیوانی نفسانی حُسن (۸) روحانی نفسانی حیوانی۔ حسن (۹) روحانی حیوانی نفسانی حسن (۱۰) نفسانی حیوانی رُوحانی حسن (۱۱) نفسانی روحانی حیوانی۔ حسن (۱۲) حیوانی روحانی نفسانی۔ حُسن (۱۳) حیوانی نفسانی رُوحانی۔

مفہوم ان اقسام کا یہ ہے کہ ۱۔ حسن روحانی اوس حسین مین ہوتا ہے جوکہ بظاہر نہایت بدشکل یا ضعیف ہو اور باطن مین نور باطن کی شدت اسدرجہ ہوئی کہ وہ ظاہر جسد پر ظاہر ہوئے بغیر نرہا اور اوسکے فطری اثر سے ہر شخص دیکھکر مطیع و مسخر ہو جاتا ہے اوسکا حُسن حُسن روحانی ہی کیونکہ اوسمین صرف روح کے تجلی نے ظاہر جلد کو رنگا ہی بسبب ضعیفی کے حسن حیوانی نہین ہی اور بسبب ترکیۂ نفس کے حُسن نفسانی نہین ہے ۲۔ حُسن نفسانی یعنی نہ تو رُوح حیوانی بسبب ضعیفی کے غالب ہے نہ روح انسانی غالب ہی بلکہ نفس کے نار ایک

خواہش شہوت وغیرہ نے اوسکی آنکھون مین مستی پیدا کر دی ہو یہ حسن زیادہ عرصہ تک نہین رہسکتا ہی بلکہ بہت ہی تھوڑی دیر کے لیے - جب نفس کامیاب یا پسپا ہو جاتا ہے تو وہ رنگ و روغن کافور ہو جاتا ہی اور سب سے زیادہ کمی قیام اسی حسن مین ہے کیونکہ روح حیوانی کو استقلال و قیام نفسانی سے زیادہ ہی اور روح انسانی کو روح حیوانی سے بھی زیادہ ہے ۳؎ حسن حیوانی یہ حسن صرف عالم شباب مین ہوتا ہے عناصر یا اخلاط کے اعتدال مزاجی سے یہ نوجوانی مین ایک خوبی پیدا ہو جاتی ہی اعضا مین تناسب اور سڈول اور جامہ زیبی و رعنائی اور جلد پر چمک دمک اور ایک قسم کی دُہنیت اور ناک نقشہ کی درستی رنگ کی صفائی اسی حسن پر موقوف ہی جس شخص مین صرف یہی حُسن ہوتا ہے وہ عالم شباب تک حسین رہتا ہے اوسکے بعد اور اوس سے پہلے حسین نہین ہوتا اسیکی نسبت کسی نے کہا ہی ؎ جوانی جس کسیکی ہو بھلی معلوم ہوتی ہی اور اسیکی تعریف کمال مین یہ شعر بھی ہے

اک ادا مستانہ سر سے پانون تک چھائی ہوئی | اُف تری کافر جوانی جوش پر آئی ہوئی

۴؎ حُسن روحانی حیوانی - یعنی روح انسانی اور روح حیوانی دونون کے تجلیات ظاہر ہون مگر روح انسانی کی تجلی غالب ہو ایسا حسین اگر ادھیڑ بھی ہو جب بھی حسین رہتا ہی اور ایک دلکشی باقی رہتی ہے بخلاف اسکے ۵؎ حسن حیوانی روحانی مین روح حیوانی غالب ہوتی ہی روح انسانی پر اور روح حیوانی کی تجلی کا عنصر زائد ہوتا ہے اور جب ادھیڑ یا ضعیف ہوتا ہے اور روح انسانی اوسی مقدار پر رہتی ہی تو حسن مین بہت زیادہ کمی ہو جاتی ہی ۶؎ حسن نفسانی حیوانی یعنی عالم شباب بھی ہو اور نفسانی شراب کے نشہ مین بھی چور ہو ان دونون حسنون کے جمع ہونے سے دلکشی کا مادہ زیادہ پیدا ہو جاتا ہے اور اکثر اہل دنیا اسی حسن کے مبتلا ہوتے ہین اور چونکہ اس حسن کی حقیقت کے عالم و عامل نہین ہوتے یہ علم الیقین اونکو نہین کہ کسقدر قیام اس حسن کو ہے اسوجہ سے عاشق مجازی ہوتے ہین ۷؎ حسن حیوانی نفسانی یہ حسن دلکشی مین نمبر ۶ سے بھی زیادہ ہی کیونکہ جو ہر شباب یعنی روح بدرجہ کامل ہو اور جسوقت وہ شہوت مین مست اور اوسکے نشہ مین

Marfat.com

چونکہ ہوا اوسوقت اوس سے بچنا زاہدوں اور عالموں کا بھی کام نہیں بلکہ صرف وہ اوسکا ہو جسے
خدا بچائے اور اہل اللہ چونکہ اسکی حقیقت سے واقف ہوتے ہیں اور وہ خود غالب حسن
رکھتے ہیں اسلیئے روح انسانی کی تجلی ہی اسوجہ سے [illegible] ہیں۔ ایک بندی سالک [illegible]
جانیکا اتفاق ہوا وہاں ایک مورت رکھی تھی اوسکو [illegible] لوگ [illegible] کے لیے ہندو [illegible]
آتے تھے ایک عورت بہ حسن بدرجہ کمال رکھتی تھی پس عاشق ہوگئے اور اپنے ہوش میں رہے جب
غش سے افاقہ ہوا اور اوس سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ سال میں ایک [illegible] آتی ہے
یہ حضرت وہین بیٹھ گئے اور ایک سال تک [illegible] جب وہ سال پھر [illegible] تو اوسکو
دیکھا اور اوسکے ہمراہ ہولیے جب اوسنے بت پر [illegible] چڑھایا تو اونہوں نے اوس
عورت سے کہا کہ لے حسن کو دیوی [illegible] کہا [illegible] منہ کھولدیا یہ حیرت انگیز [illegible]
دیکھکر وہ عورت ڈرگئی اور غش کھاکر گرنے لگی [illegible] ضبط ہوسکا اور [illegible]
سنبھالنے کیلیے ہی چاہا کہ اوسے آغوش میں لیکر [illegible] نفسانی کو وصل [illegible]
کامیاب کریں فوراً مرشد کامل بیچ میں آگئے [illegible]
لپٹا پایا تو بجائے اوس عورت کے مرشد کو پایا [illegible]
انسانی مغلوب ہوجاتی اور کبھی غالب ہوتی [illegible] واقع ہو
حسن کی کشش سے بچنا محال ہوجاتا ہے [illegible] مدد کرتا ہے۔

۷ حسن روحانی نفسانی حیوانی ۔ اس حسن کی [illegible] روح نفس
دونوں کے تجلیات اور ساتھ ہی روح حیوانی [illegible] ہمیشہ ہر وقت [illegible]
کوئی خاص موقع ایسا ہوسکتا ہے وجہ اسکی یہ ہے کہ جس میں روح انسانی غالب ہوگی [illegible]
نفسانی کا گذر کیونکر ہوگا اور اس حسن کی یہی تعریف ہے کہ روح انسانی غالب ہو اور نفسانی
بھی ہو اور حیوانی بھی مگر حیوانی سے نفسانی زیادہ ہو۔ البتہ ایک صورت [illegible]
[illegible] باطن اہل اللہ اپنی بیوی پر کسی وقت مائل ہو اور اس سے مباشرت [illegible]

تو اوس وقت ایسا حسن اوسکو ہو سکتا ہے اور نفسانی تجلی ظاہر ہو سکتی ہے ورنہ اور کوئی صورت نفسانی تجلیات کی اوسمین بسبب غلبۂ روح انسانی نہین ممکن ۔

۹۔ حسن روحانی حیوانی نفسانی ۔ یعنی روح انسانی کی تجلیات زیادہ ہون اور حیوانی […] یعنی عالم شباب بھی ہو اور کسیقدر نفسانی تجلیات کا بھی ہو گو وہ جائز طور پر ہو اگرچہ یہ […] ممکن الوقوع کم ہے مگر بہ نسبت حسن نمبر ۸ کے زیادہ ممکن ہے اسیوجہ سے دو نمونے حسن کی نکال ڈالی گئین اور وہ یہ ہین حسن روحانی نفسانی حسن انسانی روحانی یعنی تجلیات روح انسانی غالب ہون اوسکے ساتھ تجلیات نفسانی بھی ہون اور تجلیات نفسانی […] ہون اور کسیقدر تجلیات روحانی بھی ہون اگر یہ دونون ملائی جائین تو پندرہ قسمین حسن کی ہونگی انکو اس واسطے نہین داخل کیا کہ جب عالم شباب موجود نہو یعنی ضعیف یا نابالغ ہو اور نور روح انسانی سے بلند تا غالب […] ہو تو ایسی حالت مین نفسانی شہوات کا گذر کیونکر ہو سکتا ہے ہان اگر روح حیوانی […] ساتھ نفسانی تجلیات کا اوس شخص مین ہونا جسمین روح انسانی غالب ہے تو یہ ممکن ہے گو کسی خاص وقت کے لیے مخصوص ہو وجہ یہ ہے کہ روح حیوانی فطرۃ خواہشات نفسانی کی محرک ہے اور اس فطرت کا روکنا متوسطین کیا کاملین کا بھی کام نہین ہان یہ ہو سکتا ہے کہ اون قوای نفسانی کا ظہور بہ جائز طور پر ہو اور جو ایسا کرے وہی انسان کامل ہے اور انسان کامل ہی اشرف المخلوقات ہے اور ملائک سے بہتر ہے چنانچہ تمام اولیاء اللہ اور انبیا ایسے ہی ہوتے ہین ۔

۱۰۔ حسن نفسانی روحانی حیوانی ۔ یعنی خواہشات نفسانی غالب ہون اور فطرۃ روح انسانی غالب ہو اور عالم شباب کا حسن بھی ہو مگر ان دونون سے کم […] کہ بعض نفوس فطرۃ پاک ہین اور اونمین روح انسانی قدرتا غالب ہے مگر […] صحبت خراب ہو گئے ہین اور خواہشات نفسانی کی تحریک و تقویت ہو رہی ہے اسوجہ سے وہ ناجائز […] وہ فطری مادہ روح انسانی غالب نہین ہو سکتا اگرچہ اوسکا […]

مادہ روح انسانی غالب ہونا چاہتا ہی اور عالم شباب کا حسن بھی کسیقدر ہی تو وہ اس صورتین داخل ہونگی
۱۱ حسن نفسانی حیوانی رُوحانی — یہ حُسن اون لوگون مین ہوتا ہے جنمین زیادہ غلبہ نفسانی
تجلیات کا ہے اور اوس سے کم اعتدال مزاجی کی خوبیون کا اور اوس سے کم روح انسانی کا
یعنی انکی فطرت مین اگرچہ روح انسانی عالم شباب سے پہلے بہت قوی تھی مگر اب روح حیوانی
اور نفسانی سے اسقدر مغلوب ہوگئی ہے کہ سب سے بچھڑ گئی ہے —
۱۲ حسن حیوانی نفسانی روحانی — صنف ۱۲ اور ۱۳ مین فرق صرف اتنا ہے کہ اوسمین
عالم شباب کی وجہ سے اعتدال مزاجی کا حُسن غالب ہوتا ہے اور اوسمین نہین ہوتا
۱۳ حسن حیوانی روحانی نفسانی — یعنی عالم شباب کا حسن غالب ہو اور روح انسانی کے
تجلیات اوس سے کم ہون جیساکہ مبتدیونکو ہوتا ہی اور نفسانی تجلیات ان دونون سے کم ہون
یہ تیرہ ۱۳ اقسام حسن کے جو بیان کیے گئے انکے علاوہ سوای اون دو صورتون کے اور کوئی
قسم حُسن کی نہین اب عشق جو ہوتا ہے تو اوسکی صورت یہ ہوتی ہے کہ یہی اقسام عشق کے
فرق صرف اسقدر ہے کہ حُسن کے تجلیات ظاہر جسد پر ہوتے ہین اور قوت متمسکہ و جاذبہ
دونون بشدت ہوتی ہین اور عشق کے تجلیات مین قوت متمسکہ بالکل نہین ہوتی اور جاذبہ
کم ہوتی ہے اور متحرکہ عظیم ہوتی ہے مادہ حسن و عشق دونون کا ایک ہی ہے تو جس قسم کا حسن
ہوگا جب اوسکے مقابل مین اوسکے مناسبت کے ساتھ وہی صنف عشق آئیگا حسن ہم مادہ
و ہمجنس ہونے کی وجہ سے مائل بجذب ہوگا اور عشق محرک ہو جائیگا کہ وہ اوسکی طرف مائل ہو
یہی وجہ ہے کہ لیلی پر سوائے مجنون کے اور کوئی عاشق نہوا یا اگرچہ حضرت یوسف کا حسن مقبول عام تھا
مگر جو کیفیت حضرت زلیخا کی ہوئی وہ کسی اور کی نہوئی کیونکہ حضرت زلیخا مین تو اصلی مادہ بصورت
عشق تھا اور ان ۱۳ اقسام کی ہزارون صورتین نکلتی ہین کیونکہ مناسبت تام اوسوقت ہوسکتی ہی
جب مقدار بھی مناسب ہو مثلاً جسقدر فرق ہر سلسلہ ارواح کا جس شخص کے حسن مین ہو اوسیقدر ان
عاشق کے مادہ مین ہونا چاہیے ورنہ حسن قوت جذب مین کامیاب نہوسکیگا اور عاشق کا

عشق شوق یا دلچسپی سے زیادہ نہو سکے گا اگر کوئی وزنی چیز یہ ہر ایک روح فرض کر لیجائے
تو ہم یون کہین گے کہ ایک رتی کا بھی فرق ان ہر سہ ارواح کی بابت عشق و حسن مین نہونا چاہیے
جس وزن پر جو روح حسن مین ہو اوسی وزن کے موافق عاشق مین اوسکا مادہ ہونا چاہیے
اور تمام دوستیان بھی انھین مناسبتون کی وجہ سے ہوتی ہین ایک شخص کے دس دوست
ہین اور وہ ایک سے بہ نسبت اورون کے زیادہ محبت رکھتا ہے اسکی وجہ یہی ہوتی ہے
کہ اسکے ہر سہ ارواح مین اسکے مناسب اوزان ہین اور باقی دوستون مین تھوڑا تھوڑا فرق ہے ۔
شیرین کو بہت آدمیون نے دیکھا مگر عشق صادق فرہاد ہی کو ہوا کیونکہ شیرین کے حسن مین ہر سہ
ارواح کا وزن جسقدر تھا اوسیقدر فرہاد مین ہر سہ ارواح کا وزن تھا یا ایک خاص مناسبت
مقداری دونون مین واقع تھی تمام ارواح مین جسکے یہان جو وزن ہوتا ہے اگر دوسرے مین بھی
اسیطرح ہی وزن ہو تو اوسکے ہمشکل ہم مزاج ہو حالانکہ دنیا مین دو آدمی بھی ہم مزاج ہم شکل
اور ہر امر مین مساوی نہ نکلینگے تو ایک خاص مقدار وزن کی مناسبت کے لیے ہونا چاہیے
اور برابر وزن ہونیسے میری مراد یہی ہے کہ مناسب وزن خواہ برابر ہو یا کم و بیش اور بغیر اسکے
نہ حسن کھینچ سکتا ہے نہ عشق کھینچ سکتا ہو ۔ مقناطیس لوہے کو کھینچتا ضرور ہے مگر ہر وزن کے
لوہیکو نہین کھینچ سکتا بلکہ اوسکی قوت کے اندر جو اوزان ہونگے اونکو کھینچ لیگا ۔ مقناطیس
اور جذب حسن مین یہ فرق ہو کہ کم مقدار کو بھی نہین کھینچ سکتا اور زیادہ کو بھی نہین بلکہ ایک
مناسب مقدار ہو اور چونکہ قوای روحانی مجسم و مقداری نہین ہین اسلیے کسی طرح یہ ظاہر نہین ہو سکتا
کہ کونسی روح کسکے لیے کس مقدار مین ہونی چاہیے ۔ اور کبھی ضروریات ظاہری یا محاسن باطنی
حسن ظاہری پر غالب آتے ہین مثلاً ایک شخص کے چار دوستون مین اوسکا ایک دوست
اوسی مقدار کا حسن رکھتا ہے جو اوسکے لیے بوزن مناسب ہو اور دوسرا دوست حسن تو اوس
مناسب مقدار کا نہین رکھتا مگر چند امور علاوہ حسن کے اوسمین ایسے ہین جسکی طرف وہ مائل ہو گیا ہو
اور اوس حسین کیطرف اسقدر مائل نہین ہو اور وہ امور محاسن باطنی یعنی از قسم احسانات ہون

یا محبت وعشق ہو۔ بعض موقعون پر یہ ثابت ہوا ہی کہ عشق مین حسن سے زیادہ کشش ہی۔ حسن کا اثر دو طرح سے ظاہر ہوتا ہے ایک تو بمجرد دیکھنے کے عشق ہو جائے دوسرا صحبت ومعاشرت سے جس حسن مین روح حیوانی ونفسانی کا حصہ جسقدر زیادہ ہوتا ہے اوسمین اوسیقدر یہ مادہ ہوتا ہے کہ دیکھتے ہی کوئی اوسپر عاشق ہو جاتا ہے اور جسمین روح انسانی کا مادہ زیادہ ہوتا ہے اوسکے ساتھ صحبت ومعاشرت سے محبت ہو جاتی ہے اور جو عشق کہ روح حیوانی ونفسانی کی تجلیات پر ہو وہ غیر مستقل ہے اور جو روح انسانی کی تجلیات سے ہے وہ مستقل ہوتا ہے اور اس استقلال کی توجیہ وتشریح فصل عشق مین ہو چکی ہے۔

فصل ۴۰ وحدۃ الوجود

جسکی فطرت مین روح انسانی کا مادہ زیادہ ہے اوس سے اولیاء اللہ کو ایک خاص محبت ہوتی ہے کیونکہ جو چیز اونھون نے حاصل کی ہے اوسے جب وہ کسی مین دیکھتے ہین تو بہت خوش ہوتے ہین اور یہ یا تو اوس عالم مین ہوتی ہے جسکے اخلاق کو علوم نے درست کر دیا ہے اور یا اوس شخص مین جسکو خدای تعالی اپنی قدرت کاملہ سے عطا کرے۔ اور علاوہ اولیاء اللہ کے ایسا شخص ہر دل عزیز ہوتا ہی اور جو کوئی اس سے زیادہ صحبت رکھتا ہی اوسکو زیادہ محبت ہو جاتی ہے۔

اس مسئلہ مین بہت سی پیچیدگیان ہین اور اکثر بزرگون نے اسکو لکھا ہی بعض نے صفائی سے لکھا ہی بعض نے مصلحتاً کچھ پوشیدہ رکھا ہی اور بعض نے بالکل چھپا ڈالا ہی تا یہ جہلا گمراہ نہون درحقیقت اس مسئلہ کو تفصیل کے ساتھ عوام مین ظاہر کرنا نہایت خوفناک ہے اور اکثر بدعتیون کو بھی اس سے ضرر پہونچتا ہے مگر اب جبکہ عام وخاص سب ہی اس مسئلہ سے واقف ہو گئے ہین اور غلط واقفیت رکھتے ہین ضرور ہی تشریح کر کے غلط فہمی رفع کر دیجائے یہ قول کہ ہر چیز خدا ہے بہت سے وجوہ سے غلط ہے اور نہ وحدۃ الوجود کا یہ مفہوم ہے کہ ہر شئی کو خدا کہو کیونکہ خدا کا اطلاق صرف اوسی ذات پر ہو سکتا ہی جو ہمہ صفت موصوف ہو اور عوارض سے پاک ہو یعنی متغیر وحادث ومجسم وفانی وغیرہ نہو

گو حقیقت ہر چیز کی خدا ہے اور سوای اوسکے کوئی چیز فی الحقیقۃ موجود نہین چنانچہ انسان کی
ہر صفت کو انسان نہ کہین گے خصوصًا صفت عارضی کو بلکہ انسان کے تمام ذاتی صفات کے
مجموعہ کو انسان کہہ سکتے ہین یہی کیفیت مخلوقات کی ہے کہ خدا کی صفات نے اپنے اپنے
مظاہر قایم کیے ہین اور بعض اشیا مین اوسکے صفات زیادہ ہین بعض مین کم اور انسان جملہ
صفات کا مظہر ہی تو گو صفت ذاتی باعتبار حقیقت ذات ہو تاہم ہر صفت پر اطلاق ذات کا
ہونا اور اوسکو ہر صورت سے ذات کہنا غلط ہے مثلا کاغذ گو حقیقت مین گھانس ہے لیکن
کاغذ کو مطلق گھانس کہنا بالکل بے انصافی ہے اور اگر ایسا ہوگا تو ایک بہت بڑی بے انصافی
اس مسئلہ مین لازم آئیگی کہ تجلی ذاتی نے جس منشأ سے کثرت دکھائی ہے وہ منشا فوت ہوجائیگا
اور ایک نقص یہ بھی پیدا ہوجائیگا کہ فرق مراتب کا خیال رفع ہوجائیگا اور جب فرق مراتب
نرہیگا تو قربت کا زینہ معدوم ہوجائیگا اور جب قربت کا زینہ میسر نہوا تو اس خیال کا شخص
ہمیشہ خدا سے دور رہیگا اور یہ بڑا ہی عذاب ہوگا علاوہ ان نقائص کے ایک نقص عظیم کا
اندیشہ تھا اور اوسکا ظہور برابر ہورہا ہے ہر ایک ظاہری فقیر اور باطنی شیطان اپنے آپ کو خدا
کہتا ہے اور یا ہر چیز کو خدا کہکے اپنے معلومات کا عوام مین اظہار کرتا اور اپنے آپکو خدا رسیدہ
دکھانا چاہتا ہے جو لوگ ہمارے اس مضمون کو دیکھین وہ یاد رکھین کہ ایسے لوگ ہرگز
فقیر نہین ہین بلکہ مردود شیطان ہین جو بغیر تحقیق و تفصیل کے ہر چیز کو یا اپنے آپکو خدا کہتے ہین
کیونکہ جو شخص جس مرتبہ پر ہو اوسکو نہ سمجھنا عرفان نہین بلکہ عین جہل ہے مثلا بادشاہ و رعایا
خواہ رعایا مین چمار ہو یا بھنگی یہ سب کے سب حقیقۃ انسان ہین لیکن دونون کو ایک مرتبہ کا
کہنا یہ سخت جنون ہوگا یقینا بادشاہ اپنے مرتبہ کے اعتبار سے بادشاہ ہے اور چمار اپنے
اعتبار سے چمار ہے دونون کو اس حیثیت سے انسان کہنا کفران مراتب کی [illegible]
گمراہی اور جہالت ہے اور یہ جو لوگون نے بزرگون کی زبان سے سنا ہے کہ انا الحق [illegible]
ہر کہ آید پیش من دانم توئی + اسکے معنی یہ ہین جس شخص مین [illegible] بھی پائی جاسکے

وہ اس کلمہ کو خیر کہسکتا ہے ایک وجہ یہ کہ کمال عشق کی وجہ سے ذات کا دائمی تصور ہوا ور جب ذات کا دائمی تصور ہوگا تو صفات نظر انداز ہو جائینگے لہذا اعتبارات و عوارض جسقدر ہین یہانتک کہ خود اپنی صفات بھی فنا ہو جائینگی اوسوقت صرف حقیقت کا مشاہدہ اور اوسکا اظہار صحیح ہوگا اور جو شخص حقیقت تک پہونچا بھی نہین صفات ہی ہین ڈانواڈول ہے اور صفات کو فنا کرنا تو ایک طرف صفات کی حقیقت ہی کا مشاہدہ نہین کرسکا ہے اور سُنی سنائی کہتا ہے وہ انا الحق کہنے والا کافر ہی اگرچہ مجنون لیلی کی حقیقت سے واقف ہو یا نہو مگر دائمی تصور نے اوسکو ایسا فنا کر دیا تھا کہ سوای لیلی کے وہ اپنے آپ ہین کسیکو نہ پاتا تھا اوسوقت اوسکا انا لیلی کہنا بیجا نہوگا کیونکہ وہ سوای لیلی کے کسیکو دیکھتا ہی نہین ہر جز کو بھول گیا ہے تو اگر اوسکی تقلید کر کے کوئی شخص اپنے آپکو لیلی کہے وہ مجنون تو نہین صاحب جنون ضرور ہے بلکہ کوئی اور شخص خود اوسکو لیلی نہین کہسکتا اسیطرح ہر ایک جاہل اور بے عقل اور غیر عارف اپنے آپکو یا کسی شئی کو خدا کیونکر کہسکتا ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ علاوہ دائمی تصور کے عین ذات کا مشاہدہ کر رہا ہو اور جب ذات کا مشاہدہ اسطرح ہو کہ صفات کی طرف بالکل توجہ نہے تو اوسوقت اگر اتنا ظرف نہین رکھتا کہ پوشیدہ اس راز کو کرسکے تو وہ ضرور ہر چیز کو خدا کہیگا اور وہ معذور ہی بلکہ یہ دونون شخص معذور ہین اور جو شخص معذور ہو وہ بسبب عذر کے ایک معقول وجہ رکھتا ہے یا یون کہا جائے کہ عوام تو اندھے ہین اور اہل مشاہدہ و اہل تصور بینا ہین بینا دوڑ کے چلسکتا ہی اندھا اگر اوسکی تقلید ہین دوڑیگا تو اوسکا کیا حشر ہوگا یہی حال جہلا اور عوام کا ہی کہ اندھے ہین اور گمراہ ہین مگر ادعای بصارت کیواسطے ہر چیز کو خدا کہتے ہین تاکہ لوگ کامل سمجھین۔ مسئلہ وحدۃ الوجود بھی اون مسائل ہین ہی جو دیکھنے سے تعلق رکھتے ہین بیان کرنے سے سمجھ ہین نہین آسکتا اور نہ یہ ایسا مسئلہ ہے کہ دلائل سے ثابت کر دیا جای گو یہ بھی ممکن ہی کہ فلسفہ جب کمال کو پہونچتا ہے اوسوقت حقائق کا علم ہو جاتا ہے مگر کمال فلسفہ بھی یہی ہی کہ آخر ہین

Marfat.com

سوای خاموشی کے اور کچھہ نہین یہ ایک ایسی چیز ہی کہ زبان وقلم سے تعلق نہین رکھتی بلکہ دیدۂ دل سی
وجود جسطرح ہر شئی مین ہی اور کوئی شئے وجود سے خالی نہین اسی طرح کوئی شئے ذات احدیت و واحدیت
سے خارج نہین ہوسکتی اور وجود ایک مطلق ذات ہے نہ اسکے حصے ہوسکتے ہین نہ اس سے جدائی
ہوسکتی ہے بلکہ کوئی شئے حقیقت مین کچھہ نہین ہے مگر وجود ہی اور گو لفظ وجود کا اطلاق مطابقت
کے ساتھہ ذات سبحانہ تعالی عما یصفون پر نہو سکے مگر اس لفظ سے بہتر کوئی اور لفظ مشہور نہین جسکے
ذریعہ سے اظہار کیا جائے کیونکہ لیس کمثلہ شئی نے بتادیا ہے کہ کوئی مثال ہم اوسکی ذات کے لیے
ایسی نہین دیسکتے جس سے ناواقف سمجھہ جائے کہ وہ ذات ایسی ہے تاہم لفظ وجود کا مفہوم مطلق
کچھہ کچھہ اوسکے قریب پہونچتا ہے اور جسکو نور عرفان کی مدد پہونچتی ہی وہ سمجھہ سکتا ہے ورنہ جاہلون
اور کم عقلون کا یہ کام نہین کہ ان مسائل کو جو کہ اسرار حقیقت سے ہین سمجھہ جائین۔
وجود مطلق نہ کلی ہے نہ جزئی ہے بلکہ بسیط ہے نہ جوہر ہے نہ عرض ہے بلکہ ازلی اور قدیم ہے
ہر صفت مین وہ موجود ہی اور ہر ذات مین موجود ہی جسمین وجود نہوگا وہ فنا ہو جائیگی اور
جن اشیا کا وجود خارج مین نہین بلکہ ذہن مین ہے وہ بھی اس سے علیحدہ نہین یہانتک کہ اگر
عدم مین وجود نہ مانا جائے تو عدم بھی نہین لہذا وجود کی اس یکتائی کو کہ سوای اسکے کوئی
اور شئے حقیقت مین پائی نہین جاتی وحدۃ الوجود کہتے ہین اب اس وجود مطلق نے مختلف
شکلین اختیار کین جسطرح سمندر لہرین لے اور حباب پیدا ہو تو یہ امواج وحباب گو حقیقت مین
غیر سمندر نہین اور اوسی سے پیدا ہوے اوسی مین پھر ملجائین گے مگر وجود نے جو یہ مختلف
شکلین اختیار کرلین ہین یہ اوس وحدت کی کثرت ہے اور ظہور صفات اور تعینات اسماء ہی
اور اوسکو موجودات عالم کہتے ہین اور یہ سب متغیر وحادث اور فانی ہین اور اگر یہ شکلین
مختلف نہوتین تو ذات کے صفات نہ ظاہر ہوتے اور جب ایسا نہوتا تو عرفان ذات بھی نہوسکتا
اگرچہ کما حقہ اب بھی نہین ہوسکتا مگر جسقدر اب ممکن ہی پہلے اتنا بھی نہوتا اور یہ عرفان کا ذریعہ
ہمارے لیے نہین بلکہ خود ذات کو یہ منظور ہوا کہ وہ اپنا عرفان آپ کرے دیکھو حدیث قدسی

احببت ان اعرف فخلقت الخلق اگر ہم خود اوسی سامان عرفان مین کے ایک جزو قلیل ہین تو
ہمکو بھی یہ موقع دیا گیا کہ ہم بھی اوس کا عرفان حاصل کرین کیونکہ ذات کا جو مقصود و منشا ہی
وہ اوس جگہہ پایا جائیگا جہان ذات کا وجود ہے اور چونکہ ذات کا وجود ہر موجود مین ہے
اسلیے بقدر حیثیت ہم مین سے ہر ایک کا مقصود اصلی عرفان ہونا چاہیے مگر بعض انسان
ناخلف کو اعتبارات ظاہری نے بھلا دیا ہے کہ ہم کون ہین اور کسلیے ہین اور اب کس حالت مین
ہین اور انسان کامل کو عرفان ذات اسیوجہ سے ہوتا ہے کہ وہ بھلانے والی چیزون کو بھلا دیتا ہی
اور اسیلیے زیادہ عرفان انسان کامل ہی کو بہ نسبت ملائک کے ہوسکتا ہے کیونکہ خود انسان کو
مجموعہ ہر صفت و ذات بنایا ہے اور عرفان کے سب صفات خود اوسمین رکھدیے ہین تو
جب انسان اپنی حقیقت سے واقف ہوجائیگا اوس درجہ وہ کمال عرفان حاصل ہوگا جس سے
زیادہ ناممکن ہے اسیلیے ارشاد ہوا ہے من عرف نفسہ عرف ربہ حباب اگر اپنی حقیقت کو
پہچانے تو دریا ہے ورنہ نہایت ذلیل و فانی شی ہے انسان جب اپنی حقیقت کو پہچان لیتا ہو
تو اسقدر جلیل القدر ہے کہ ملائک تک اوسکو سجدہ کرین اور جس ملک نے سجدہ نکیا وہ کافر ہوگیا
اور یہہ عرفان آدم کو خدا نے علم کے ذریعے دیا تھا وَعَلَّمَ اٰدَمَ الاَسْمَاءَ کُلَّهَا جو تعینات
و اسما و صفات و مظاہر فرشتون سے پوشیدہ تھے وہ بھی آدم کو معلوم کرائے گئے اور
اونکی حقیقت سے بھی واقف ہوگے کیونکہ وہ سب آدم مین موجود تھے فرشتے اگرنامہ رسانیکے
جب بھی حق الیقین کے مرتبے پر نہ پہونچ سکتے تھے کیونکہ ملک مین جملہ صفات کی تجلیات
نہین ہین ۔ اور چونکہ ذات کا وجود ہر شئے مین ہے اسلیے بقدر حیثیت صفات ہر شئے عارف ہے
گو عارف کامل نہو وَالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدَانِ سے ظاہر کہ جو شئے بظاہر بیجان ہے وہ بھی
خالی از ذات نہین اور جب ذات و صفت دونون موجود ہین تو ضرور ہے کہ صفات ذات
کیطرف متوجہ ہون اور جب اس توجہ مین صفات کو یہ علم ہوگیا کہ ہم کون ہین اور یہ کون ہی
تو یہ مجموعہ صفات سربسجدہ ہوجائیگا کیونکہ عرفان حاصل ہونیکے بعد خودداری نہین ہوسکتی

Marfat.com

اور یہی فلسفہ عبادت کا ہے جانوراون چیزون کو دیکھتے ہین جنھین ہم ایسے انسان ناقص نہین دیکھسکتے اور اگر وہ نہ دیکھین اونکو تو عرفان ادنی سے بھی ادنی ہوگیا کیونکہ انسان [illegible] سب کچھ ہے وہ جب اپنے آپکو دیکھ کے عرفان کامل تک پہونچ سکتا ہے [illegible] یہ مرتبہ کہان حاصل ہو لامحالہ اونکی نظر وسیع ہونی چاہیے مگر جو انسان کامل ہو جاتا [illegible] ذات وصفت کا پردہ نہین رہتا کوئی صفت اور مظہر اوسکی حقیقت مین نظر [illegible] بہرصورت جملہ اشکال مختلف خواہ وہ خارج مین ہون یا ذہن مین درحقیقت [illegible] اور وہ موصوف بصفات ہین اور تشخص کے لیے موسوم بہ اسماء ہین اور مراتب [illegible] مقسوم بہ اقسام ومتکیف بکوائف ہین اور یہی فرق مراتب موضوع قانون آلہی ہے کیونکہ یہ زینہ ہے عرفان کا اگر آخری زینہ کو پہلا زینہ سمجھ کر قدم بڑھایا تو ٹانگین چڑھا [illegible] بھرے کوٹھے پر پہونچنا چاہا تو ہڈیان چونہ ہوجائینگی ع گر فرق مراتب نکنی زندیقی [illegible] ذریعہ صرف یہی ہے کہ فرق مراتب کے اس زینہ کے نمبرون کا خیال رکھے جسکے ساتھ جو برتاؤ کرنا چاہیے وہ برتاؤ کرے اور جس سے جو اثر لینا چاہیے وہ اثر لے اور اسیکے قواعد مدونہ کو کلام آلہی اور اسکے لانیوالیکو رسول اور ماننے والونکو اُمّت مرحومہ کہتے ہین۔ تو وحدت نے اپنی کثرت دکھائی اور ذات نے اپنے مظاہر قائم کیے اور مظاہر صفات ہین اور اکثر صفات عین ذات ہین مگر فرق مراتب صفات سامان عرفان ہین جزو اعظم ہین یہ مسئلہ بہت طویل ہے ایک ادنی شمہ وہ بھی تمہید لکھکر ختم کردیا کیونکہ اس ایک رسالہ مین سب حقائق بتمام وکمال بالتشریح کیونکر سما سکتے تھے شعر

یہ فیض عشق تھا لاکھون سماگئے ارمان	وگرنہ اتنون کا دل [illegible] ان [illegible] نا تھا

فصل ۲۱
شہود

اہل شہود اس امر کے قائل نہین کہ خلاق بمخلوق کی نسبت مثل موج اور دریا کے ہے بلکہ اونکا مقولہ ہے کہ مخلوقات ایک پرتو ہے تجلی ذاتی وصفاتی کا جسطرح آفتاب اور اوسکی دھوپ کہ دھوپ عین آفتاب نہین اور جس طرح

Marfat.com

ہر شئی آفتاب کے جلوے سے روشن ہے اوسی طرح وجود ذات باری سے ہر شئی موجود ہے
یعنی یہ کہ خالق و مخلوق کو متحد الحقیقت نہین مانتے بلکہ محض علت و معلول اور ایسی علت جو کہ
اوسکے جنس سے نہو اور پھر غیر بھی نہو جیسے آفتاب اور اوسکی دھوپ کہ یہ دونون نہ تو
حقیقت مین متحد ہین اور نہ آپسمین ایک دوسرے کے غیر ہین اگرچہ اسمین بہت سی خرابیان
عقلی پیدا ہوتی ہین مگر ہمنے رد و قدح پر قلم نہین اوٹھایا ہے بلکہ اظہار حقیقت پر اور حقیقت
اس ارشاد کی یہ ہے کہ جن بزرگون نے یہ فرمایا ہے وہ دو قسم کے ہین یا تو بمصلحت اونھون نے
ایسا بیان کیا ہے تاکہ فتنہ نہ پھیلے اور واقعی یہ مصلحت اونکی حق تھی کیونکہ جب سے وحدۃ الوجود
کا اظہار ہوا اوسوقت سے کلمات کفر و ضلالت کی تعداد مین جہلا نے اضافہ کردیا اگر سب
اسی مصلحت پر چلتے اور سر حقیقی کا افشا نکرتے تو آج ہر کافر انا الحق نہ کہتا اور اس یوسف حقیقی کی
بازار مجاز مین لے دے نہوتی مگر یہ امر شدنی تھا اور کیون نہوتا اور ہر ظہور حق ہوا اور ہر اظہار
باطل جلال اور جمال کا ساتھ ہے دوسرے قسم کے وہ بزرگ ہین جنکو عرفان اس حد تک ہوا
کہ اونھون نے متحد الحقیقت نہ دیکھا اب دونون مین امتیاز اونکے مراتب سے ظاہر ہوسکتا ہے
کامل و ناقص چھپا نہین رہتا۔ اعتراضات جو اہل شہود کی طرف سے اہل وجود پر ہوے
اور اہل وجود کی جانب سے اہل شہود پر اور آپسمین مباحثے بلکہ مجادلے جو واقع ہوے اس سے
یہ سمجھ لینا چاہیے کہ نہ وہ شہودی ہین نہ وجودی۔ کیونکہ یہ دونون امور قابل بحث نہین
بلکہ متعلق بہ مشاہدہ ہین اور جو گفتگو اسمین کرے وہ خصوصا مباحثے اور مناقشے وہ ہرگز
صاحب حال نہین اور صاحب قال ہی لہذا وہ دونون سے خارج ہے اور محض دنیادار ہی
مولانا فرماتے ہین سے اہل دنیا کافران مطلق اند ۔ روز و شب در زق زق و در بق بق اند
یہان اہل دنیا سے مراد وہی اہل دنیا ہین جو ادعای حقیقت و معرفت مین زق زق و بق بق
کیا کرتے ہین کیونکہ کفر کا اطلاق زیادہ صحیح اونھین پر ہوسکتا ہے جو کہ عارف نہون اور یہ
ثابت کرین کہ ہر شئی اور ہم خدا ہین یا یہ کہین کہ ہم دھوپ ہین اور وہ آفتاب ہے ۔

Marfat.com

وہ قطرہ ناچیز نجس جو دریا سے دور ہو کیونکر انا البحر کہہ سکتا ہے غرض یہ کہ وجود و شہود مین مباحث کرنا درویشی نہین بلکہ دنیاداری ہے اسمین جو شخص زیادہ خاموش ہے وہ زیادہ عارف ہے صرف چند کاملین کو یہ اجازت دی گئی ہے کہ وہ عوام کی غلط فہمی کو رفع کرین یا مصلحت کے قانون کو زندہ کرین۔

فصل ۲۲ وحدت و کثرت

وحدت و کثرت ہم اوپر کی فصلون مین ضمناً بیان کر آئے ہین مگر اس مقام پر اُسکی تشریح کرتے ہین۔ وحدت سے مراد یہ ہے کہ ذات اُسکی اسقدر یکتا ہے کہ سوائے اُسکے کسی کا وجود باعتبار حقیقت مطلق نہین یعنے وجود مین بالذات یکتا ہے اور کثرت کے یہ معنی ہین کہ اُس ذات نے بصورت صفات اپنے وجود کو بکثرت دکھایا ہے تاکہ جملہ صفات خارج مین بھی موجود ہون اور بظاہر تمام مظاہر جدا جدا معلوم ہوتے ہین یہ کثرت ظہور کثرت کہلاتی ہے اُسکی مثال وہی ہے کہ مثلاً عدد ایک کی موجودگی ہر عدد مرکب مین ہے چنانچہ ۸ مین آٹھ جگہ ایک نے تکرار کی ہے اور ۹ مین نو مرتبہ علی ہذا القیاس ہر مجموعہ عدد مین سوائے ایک کے اور کسی شی کا وجود نہین اس ایک کا تن تنہا ہر عدد مین موجود رہنا عین وحدت ہے اور جملہ اعداد کی صورت اور نام علیحدہ ہے کسی کا نام ۲ ہے کسی کا نام تین ہے علی ہذا مہاسنگ... تک اعداد ہین لیکن ہر عدد مین ایک ہی نے اپنے مراتب دکھائے ہین تو کثرت اعداد جو مہاسنگ سے بھی زیادہ ہے بلکہ اسقدر اعداد ہین کہ وہ علم عدد اور حد شمار سے باہر ہین اسی کو آنت کہتے ہین یہی حال ذات کا ہے کہ اُسنے اپنی تجلیات کثرت کے ساتھ دکھا اور ایسی کثرت ہے کہ صرف جہنم مین اتنے آدمی ہونگے کہ وہ حد شمار اور علم عدد سے باہر ہین اسی طرح اٹھارہ ہزار عالم ہین اور ہر عالم کے ہر جز مین جو افراد و اجزا ہین اُن مین سے ہر ایک مین جسقدر ذات ہین وہ شمار سے باہر ہین غرض یہ کہ کثرت مین وحدت اور وحدت مین کثرت اسی طرح ہے مگر حقیقت کے متحد ہونیکی بنا پر سب کو برابر نہین سمجھ سکتے

مثلاً اگر ہم عدد ۹۰ کو بھی ایک ہی سمجھیں اور عدد سو کو بھی ایک ہی سمجھیں اور ایک کو بھی ایک خیال کریں تو نتیجہ ہمارے خیال کے موافق نہ نکلے گا چنانچہ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ خدا ایک ہے اور یہ نہیں کہہ سکتے کہ خدا ۹ ہیں تو گو ۹ اور ایک کی حقیقت باطناً ایک ہے مگر فرق مراتب نے نتیجہ میں وہ فرق پیدا کر دیا ہے کہ وہ قول جسمیں ایک سے خدا کو منسوب کیا ہے حق ہے اور جس قول میں خدا کو ۹ سے شمار کیا ہے وہ باطل ہے تو فرق مراتب نے اب یہ حق و باطل کا فرق بہت بڑا فرق ہے دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں ایک بات صحیح ہے اور ایک غلط ہے صحیح کو غلط غلط کو صحیح حق کو باطل اور باطل کو حق کہنے والا مجنون ہے نہ کوئی اُسکی بات سمجھ سکتا ہے نہ وہ کسی کی بات سمجھ سکتا ہے نہ کوئی کام ٹھیک کر سکتا ہے اگر زہر اور تریاق کو ایک سمجھے گا تو نتیجہ اپنے خیال کے موافق نہ نکال سکیگا جو لوگ صاحب مشاہدہ نہیں حقیقت اور معرفت سے بہت دور ہیں وہ اگر حقیقت کی گفتگو کریں اور دعوی توحید کریں تو گمراہی و ضلالت ہے اُنکو غرض اسی میں ہے کہ خدا کو ایک کہیں اور مخلوق کو غیر کہیں اسکے علاوہ اگر کچھ بکینگے جہنمی ہو جائینگے اور اگر جہنم کو وہ جنت سمجھتے ہیں اور جنت کو جہنم اور حمیم کو کوثر و تسنیم خیال کرتے ہیں اور عذاب کو راحت تو بیشک اُنھیں اختیار ہے جو چاہیں کریں اور جو چاہیں کہیں مگر حقیقت کے اعتبار سے بھی وہ بالکل باطل پر ہونگے اور جلالی ہونگے اور جلال ہی کے سپرد ہونگے اور جب اُنکو روحانی تکلیفیں ہونگی تو اُسوقت پچھتائینگے کہ ہم نے ناحق یہ عقیدہ رکھا اُسوقت وہ کہینگے یالیتنی کنت ترابا اور خدائے تعالے نے جابجا باطل پرستوں کی مذمت کی ہے اور ان لوگوں سے وہ سخت ناراض ہوگا جو کہ جھوٹے ہیں اور جھوٹی چیزوں کو مانتے ہیں لہذا اہل دنیا کو ایسے بنے ہوئے فقیروں سے نہ ملنا چاہیے جو سب کو ایک لکڑی ہانکتے ہیں غالباً وہ ماں کو ماں اور بہن کو بہن نہیں سمجھتے ہونگے کیونکہ اُنکے نزدیک تو سب ایک ہے یہ سب ایک کا مقولہ صرف اُن لوگوں کے لیے مخصوص ہے جو یکسو ہو گئے ہیں اور ہر چیز کو اسکی تجلی

Marfat.com

دیکھ رہے ہین مگر فرق مراتب کمالی اتنا وہ بھی رکھتے ہین اور خداے تعالی انکو اپنی خاص قدرت سے بہ تغیر بے تہذیب اور گنہگار نہین ہونے دیتا وہ ہر وقت محافظت و نگرانی رکھتا ہے اور اسے ہمیشہ خوش رہتا ہو مگر ایسے شیاطین جو اونکے نقیری کرتے اور باطن مین شیطان ہین خدا سے دور ہین اور وہ اسلیے ناراض ہے اسنے انکی رسی ڈھیلی کردی ہے ایک دم سے کھینچ کر درمیان مین اسکو کیا پڑی ہے کہ گرتا ہون سے بچا لے کیونکہ ہر ایک شخص اپنے دوستون پر لطف و کرم رکھتا ہے اور ہر موقع پر تکالیف روحانی سے بچاتا ہے نہ کہ دشمنون کو۔

فصل حقیقت جمال و جلال

جملہ صفات باری تعالی کے سب سے بڑے دو حصے ہین ایک جمالی دوسرے جلالی اور انہی اعتبار سے اسما و صفات ہر جگہ جلالی و جمالی ہونگے اور جمال کیفیات و تاثیرات اور نتائج جلالی یا جمالی ہوتے ہین [illegible] اکثر اشیاء مرکب جلالی و جمالی ہوتی ہین بلکہ ہر شئ مین جلال و جمال دونون کا ہونا لازم ہے کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ظاہر جلالی و باطن جمالی۔ جیسے عذاب و تنبیہ کبھی ظاہر مین جمال اور باطن مین جلال جیسے کفار کی راحت کہ انکے لیے ڈھیل دیدی گئی ہے۔ غرضکہ ہر ایک شئے خواہ [illegible] موجود ہو یا ذہنی ہی مین ہو جلال و جمال سے خالی نہوگی۔ خدا نے آدم کو دونون ہاتھون سے بنایا اسکے یہی معنی ہین کہ جلال و جمال دونون انسان مین جمع ہین [illegible] ملائکہ کی صفت جمالی ہوتے ہین مگر غور کرنے سے معلوم ہوا کہ ملائکہ مین بھی جلال کی جھلک ہوتی ہے۔ چنانچہ جو فرشتے صرف تسبیح و عبادت [illegible] مین [illegible] جمالی ہین اور ملائک اربعہ مین سے دو ملک یعنی حضرت اسرافیل اور عزرائیل [illegible] خدمات جلالی ہین اسواسطے انکو فرشتگان جلالی کہ سکتے ہین و [illegible] غضب بھی جلالی ہین اور ملائکہ جنان سب جمالی ہین مگر حضرت جبرئیل جامع جلال و جمال ہین۔ عرش و کرسی لوح محفوظ لوح محو و اثبات عالم تعینات و [illegible] مثالی عقول عشرہ و ہفت افلاک [illegible]

Marfat.com

ہر عقل اور طبقات ارض مین سے ہر طبقہ جامع جمال و جلال ہے مگر ہر فلک اور ہر عالم کے اجزا مختلف ہین کوئی جلالی کوئی جمالی مثلاً سیارگان مین آفتاب و عطارد جامع جلال و جمال ہے اور مشتری زہرہ و قمر جمالی اور زحل و مریخ جلالی ہین - جو اشیا جامع جلال و جمال ہین اُنمین تین صورتین ہین ایک یہ کہ جمال غالب ہو دوسرے جلال غالب ہو تیسرے دونون برابر اور اپنے اپنے موقع پر جلال و جمال کارآمد ہو جیسے ذات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جامع جلال و جمال ہین اور جن مین جلال غالب ہے اُنکی مثال آفتاب اور جنمین جمال غالب ہے وہ حضرت سلیمان - اور اکثر اشیا پر جلال و جمال کا حکم اسی صورت سے لگایا جاتا ہے کہ گو جمال و جلال دونون موجود ہون مگر ایک کیفیت بشدت زیادہ ہو یا بعد کو زیادہ ہوگئی ہو تو اُسی کیفیت سے اُنکو منسوب کرتے ہین بلکہ بہت کم چیزین ایسی ہین جو خالص جمالی یا جلالی ہین جیسے فرشتگان جنان و تسبیح کنان کہ یہ خالص جمالی ہین یا انبیائین حضرت عیسےٰ اور حضرت یوسف کہ یہ محض جمالی ہین اور خالص جلال کی مثال بہت کم ہے مگر شیطان جب سے مردود ہوگیا ہے خالص جلالی ہے اور وہ گناہ جسپر کبھی رحمت نہو اور کبھی معاف نہو وہ بھی جلالی محض ہے اور باقی تمام اشیا جامع جلال و جمال ہین البتہ اغلب جو کیفیت ہوتی ہے اُسی پر حکم لگایا جاتا ہے اس بنا پر دوزخ جلالی ہے مگر محض جلالی نہین کیونکہ بہت سے مومن فاسق بھی دوزخ مین جائینگے اور اس عذاب کی کیفیت اُنکے واسطے ایسی ہے کہ جیسے سونا چاندی صاف کرنے کے لیے آگ مین ڈالا جاتا ہے اسیواسطے فاسق و فاجر آگ مین ڈالے جائینگے تاکہ جسقدر افعال اُنھون نے جلالی کیے تھے اور جسقدر جلال اُنمین رہگیا ہے وہ عاقبت مین اُسی وقت اُنکی ذات سے جدا ہوسکتا ہے جبکہ وہ ایک کرہ جلالی مین ڈالدیے جائین اس سے یہ ہوگا کہ مادہ جلالی مخزن جلال مین جاکے ملجائیگا اور محض جمال رہجائینگے اُسوقت جنت جو کہ خالص جمال ہے اُنکے لیے مناسب ہوجائیگی

Marfat.com

قبل اسکے کہ کسی مین جلالی کیفیات مادہ موجود ہو جنت جمالی کیواسطے غیر جنس ہے مگر جن لوگون مین جلالی کیفیت کم ہے وہ جنت مین بھیجدیے جائینگے کیونکہ جنت سے انکو بہ نسبت جہنم کے زیادہ مناسبت ہوگی اور جنمین جلالی کیفیات زیادہ ہین وہ دوزخ مین ڈالے جائینگے تاکہ مرکز جلال اُس کیفیت کو اُنکی ذات سے کھینچ لے اور جتنے عرصہ مین یہ تنقیہ ہو جائیگا اُتنے دنون کے بعد وہ دوزخ سے نکال لیے جائینگے چنانچہ ۷۰ ہزار برس کے بعد کوئی مومن جہنم مین نہ رہیگا ہر شئے اپنے مرکز کی طرف رجوع ہوتی ہے ایک رائی برابر بھی جسمین ایمان ہے اور تمام عمر سواے گناہ کے اور کوئی فعل نہین کیا تو وہ بھی آخرکار جنت مین جائیگا کیونکہ گناہون کی تاثیر جو اُسکے ہر رگ و ریشہ مین پیدا ہوگئی ہے وہ ایک عرصہ کے بعد جہنم مین کہ وہ جلال کا مرکز ہے جاکے ملجائیگی اور پھر صرف وہ عقیدہ باقی رہجائیگا جو محض جنت کی طرف وہ فطرۃً مائل ہوگا کیونکہ جنت محض جمالی ہے اور یہ اب صاحب جمال ہو جائیگا۔

جنت محض جمالی ہے اور دوزخ محض جلالی نہین جیسا کہ ہم اوپر کہہ چکے ہین اسواسطے جسکے گناہ ثواب برابر ہین وہ جنت مین جائیگا کیونکہ جنت مین محض جمالی ہونیکی وجہ سے قوت جاذبہ جمال زیادہ ہے اور دوزخ مین قوت جاذبہ جلال اسوقت زیادہ ہوسکتی جب اُسکو زیادہ جلال ملے اور اسیواسطے خدا کی رحمت جوکہ جمال خالص ہے بہ نسبت جلال کے زیادہ وسیع ہے اور اسی سے اُسکے اسما مین جمالی اسما کی زیادتی ہے چنانچہ اسم رحمن سواے اللہ کے باقی تمام اسما پر مقدم ہے اور وہ ارحم الراحمین ہے کیونکہ دوزخ بھی اُسنے بنائی تو ایسی کہ زیادہ تر مخلوق کے لیے سبب جنت ہوگی اور [illegible] دوزخ کسی وقت نہوگی اور ایک نیکی بعض وقت تمام گناہون پر بھاری ہوگی غرض ہزارون دلائل اس امر کے ہین کہ اُسکا جمال غالب ہے منجملہ اُنکے ایک یہ بھی ہے کہ اہل جمال یعنے اولیا وسعت جمال کے واسطے بہت بنائے اور اہل جلال تعداد مین

کم ہین یعنی شیاطین اور انسان مین کے جن مین جمالی قوتین زیادہ ہین اور زیادہ صورتین جمال کی غالب آئینگی ہین نفس امارہ صرف جلالی ہے اور جمالی نفس لوامہ نفس مطمئنہ اور روح انسانی ہے۔ اور روح حیوانی کو جامع بنایا ہے۔ چنانچہ جملہ قوا سے حیوانی جامع ہین اگر قوت شہوانی سے جائز کام لیا جائے تو جمال ہو اور مولد جمال ہو اور اگر ناجائز طریقہ سے استعمال کی جائے تو جلال ہو علی ہذا۔

حسن روحانی خالص جمال حسن حیوانی جامع اور حسن نفسانی جلالی ہے گو حسن نفسانی ہین جلال و جمال دونون ممکن ہین مگر غلبہ جلال ہے وجہ یہ کہ بمقابلہ روحانی افعال کے تمام جسمانی افعال جلالی ہین عشق جامع جلال و جمال ہے مجازی ہین اکثر غلبہ جلال اور حقیقی ہین شاذ و نادر نتیجہ جلال ہوتا ہے انسان کے جملہ افعال نفسانی جلالی ہین ہر ایک نیکی اور اصلی راحت جمال اور تکلیف جلال ہے ہر نیکی جمالی اور ہر بدی جلالی ہے ہر نور اور طہارت اور طیب اور مسرت محبت و رحم جمالی اور ظلمت نجاست خباثت غم عداوت و غصہ جلالی ہے چنانچہ حیوان طاہر اور حلال جمالی اور نجس مثل خنزیر وغیرہ کے جلالی ہین اور بعض جامع ہین اور بعض اشیا ایسے ہین کہ ابتدا مین جمالی بعد جلالی ہوتے ہین جیسے عیش دنیوی جسمین شکر نہو اور بعض ابتدا مین جلالی ہوتے ہین بعد کو جمالی ہو جاتے ہین جسطرح وہ مصیبت جسمین صبر کیا جائے اور وہ رونا جو اپنے گناہون پر ہو۔ سوا اُن چیزون کے جو خالص جمالی یا جلالی یا جامع ہین باقی تمام مین سے اکثر اسطرح پر واقع ہین کہ اگر ظاہر جمال ہے تو باطن جلال ہے اور اسی طرح عکس اسکا (دیکھو فصل ظاہر و باطن)۔

تمام انسان بھی ایسے ہی ہوتے ہین کوئی ظاہر مین جمالی باطن مین جلالی کوئی باطن مین جمالی ظاہر مین جلالی اور کسی مین حصہ غالب جلالی کسی مین جمالی غالب ہے اور کوئی جامع یعنے جامع سے یہ مراد نہین کہ جلال کے موقع پر جلالی قوت صرف کرتا ہے اور جمال کے موقع پر جمالی بلکہ یہان جامع سے یہ مراد ہے کہ دونون برابر برابر ہون چنانچہ ایسے

Marfat.com

ایسے لوگ جنھون نے گناہ و ثواب برابر یا قریب قریب کیے ہین اُنکا فیصلہ قیامت مین
ایک میزان کے ذریعہ سے ہوگا اُسمین ایک پلہ جمالی ہوگا ایک جلالی اگر دونون برابر ہونگے
تو خدا چونکہ زیادہ حصہ جمال کا مالک ہے اسوجہ سے غالباً رحم کریگا اور اگر جلال زیادہ ہو
تو اتنی مدت کیلیے دوزخ مین ڈالا جائیگا کہ حصہ تاثیرات جلال جسقدر رہی اُسکو دوزخ جذب کرلیگی
خلاصہ یہ کہ جمال و جلال دونون علٰحدہ علٰحدہ ہین صاحب جلال کے افعال جلالی
ہونگے اُسکا انجام بھی جلالی ہوگا اور صاحب جمال کے افعال جمالی ہونگے اور اُنکا
نتیجہ بھی جمال ہوگا ہر ایک کو یہ کوشش کرنا چاہیے کہ جمال سے تعلقات پیدا کرے
کیونکہ خوشنودی خدا جمالی ہے اور غضب اُسکا جلالی ہے۔

فصل ۲۴
ذات وصفت

بعض علماے ظاہر کا قول ہے کہ ذات و صفات علٰحدہ علٰحدہ ہین
یعنے صفات غیر ذات ہین اور بعض کا مقولہ ہے کہ نہ عین ذات
ہین نہ غیر ذات ہین بلکہ بین بین مگر حقیقت یہ ہے کہ صفات عین ذات ہین تمام اہل حقائق
نے ایسا ہی کہا ہے اور غور کرنے سے اہل باطن پر پوشیدہ نہ رہیگا کہ جب تمام صفات
مجموعی حیثیت سے ذات پر دلالت کرتے ہین تو جو عین صفات کا ہوا وہی عین ذات ہے
یعنے حقیقت صفات ذات ہے مثلاً اسم انسان مین غور کرو کہ انسان جتنی اشیا سے مرکب
ہے وہ سب اُسکے صفات ہین تو جو حقیقت اور جو عین صفات انسان کی ہے وہی ذات
انسان ہے اب دھوکا اسوجہ سے ہوتا ہے کہ صفات تین قسم کے ہین ذاتی صفاتی افعالی
افعال مین چونکہ تغیرات ہین اسلیے یہ مغالطہ ہوتا ہے کہ ذات مین تو تغیر ہوتا نہین اور صفات
افعالی مین ہوتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ صفات عین ذات نہین ورنہ تغیر صفات سے تغیر
ذات لازم آئیگا مگر درحقیقت صفات افعالی صفات حقیقی نہین ہین بلکہ مجازاً انکو صفت کہا ہے
جو صفات حقیقی ہین اُنکو بالذات تغیر نہین لہٰذا اس عاجز کے خیال مین جو کہ محض خدا کے بھروسے
اور بزرگون کی مدد کی وجہ سے ان اسرار حقیقت کے قلمبند کرنے پر تیار ہو گیا ہے)

یہ فیصلہ آیا ہے کہ ذات باری کے جتنے صفات حقیقی ہین وہ سب عین ذات ہین اور وہ
صفات جو کسی وقت یا کسی شخص کی قید کے ساتھ مقید ہین وہ فرداً فرداً عین ذات نہین
اگرچہ حقیقۃً وہ بھی عین ذات ہین مگر انکو عین ذات کہنا نہ چاہیے کیونکہ ذات کے ساتھ
ایک منقصت پیدا ہوتی ہے اور یہ سوء ادبی ہے خصوصاً اہل ظاہر کے لیے مثلاً اللہ
یا رحمن یا قدس یا سبحان وغیرہ مین جو صفتین نکلتی ہین اگر انمین سے ہر ایک صفت کو
عین ذات کہین تو کوئی نقصان یا قباحت نہین بخلاف اسکے اگر مصور یا ہادی کی صفت
تصویر گری یا ہدایت کو عین ذات کہین تو گو حقیقۃً صحیح ہے لیکن بظاہر ذات مقید اور متغیر
محسوس ہوتی ہے اور جب تک یہ نہ کہا جائے کہ ان دونون صفتون کا عین وہی
ذات ہے جو معبودیت اور قدوسیت کی عین ہی اُسوقت تک ظاہری منقصت رفع نہین ہوتی
اب یہ معلوم کرنا چاہیے کہ صفات کس حقیقت سے صفات ہین اور کس بنا پر ذات
اک لفظ علٰحدہ مقرر کیا گیا جبکہ دونون کا عین ایک ہی ہے اور یہی امر ضروری ہے۔
ذات اگرچہ عین صفات ہے مگر جب صفات سے قطع نظر کرکے ذات کو مطلق تصور
کرینگے تو وہ تصور ذات کا تعین ہوگا اور جب اُس ذات کو مع اُسکے صفات کے
تصور کرینگے تو یہ تصور مرتبہ صفات مین ہوگا۔ اور جب ذات کو اپنا عرفان منظور ہوا
تو صفات کا ظہور اگر عرفان کا سامان قرار دیا گیا لہذا صفات کے اعتبار سے حضرت
علمیہ مین جو صورتین قائم ہوئین اور جن صورتون کے مظاہر قائم کرنیکا ارادہ علم کے
ساتھ مین قائم ہو چکا تھا اُن صورتون کے مجموعہ کا نام عالم اعیان ثابتہ رکھا گیا یہ صفات کا
تعین و تصور ذات کا پہلا ظہور ہے اور یہ ظہور ایک ایسا ظہور ہے جیسا کہ انسان کے علم
و ارادے کے ساتھ کسی آیندہ صناعی کے بابت خیال مین اُسکی صورتین تجویز کیجائین
اسیطرح ذات کا پہلا ظہور عالم اعیان ثابتہ مین باعتبار تعینات ہوا بعد اسکے اُن تصورات کا
ظہور خارج مین ہوا اور عالم تعینات و اسما عالم ارواح لوح محفوظ لوح محو و اثبات ملائکہ

Marfat.com

جنت و دوزخ عرش و کرسی عقول عشرہ ہفت افلاک اور عناصر اور مخلوقات جاندار درجہ بدرجہ ترتیب وار خارج ہین بحکم کن موجود ہوے یہ تمام اشیا مجموعی حیثیت سے بھی اور فرداً فرداً بھی اونھین صفات کے مظاہر ہین اور اونھین صورتون کے مطابق ہین جو عالم مثالی ہین بعد اعیان ثابتہ ذات اقدس نے بلحاظ صفات قائم و متصور کرلی تھین اور اونھین صفات کی مفہوم کے مطابق اسماء ذاتی و صفاتی و افعالی ہین چنانچہ صفات نے جو ظہور کیے وہ سب اسما کے مظاہر ہین لہذا بعض اسماء ذاتی ہین جیسے اللہ اور بعض اسما ذاتی ہین تو مگر یا عتبہ ہو جملہ صفات کا بھی لحاظ ہے جیسے اسم رحمن کہ باوجود ذاتی اسم ہونیکے جملہ صفات اسکے تحت ہین ہین اور بعض اسما ایسے ہین جو ایک جانب ہین اپنی ذات سے متعلق ہین دوسری جانب اپنے مظاہر سے جیسے رب اور بعض اسماء ایسے ہین کہ وہ تنزیہی ہین یعنی اپنے صفات و مظاہر کیطرف سے بے پروا ہین جیسے قدوس اور سبحان بعض اسما ایسے ہین جو تشبیہی ہین جیسے مصور۔ اور بعض چند در چند صفات سے متعلق ہین مثلاً عزیز اور بعض افعال سے تعلق رکھتے ہین جو کسی ایک وقت ہین یا ایک طبقہ معینہ سے متعلق ہین جیسے منتقم اور یہ اسما یا تو جمالی محض ہین جیسے رحمن وہاب یا جلالی محض ہین جیسے مُذِل یا غالب الجمال ہین جیسے ستار یا غالب الجلال ہین جیسے منذر یا جامع ہین جیسے مالک یا محیط۔

عالم مثالی سے ابد تک جسقدر صفات جمالی ہین اونکو تعلقات جمالی سے ہونگے اور علی ہذالقیاس جسقدر جلالی صفات ہین وہ ہمیشہ جلال ہی سے متعلق رہین گے اور ہر صفت کا ظہور بلا اسم کا مظہر چونکہ عرفان کے لیے ایک ضروری سامان ہے لہذا کوئی شئے ایسی نہین جو کسی نکسی مظہر نہو ہر ایک ذرے مین کسی نہ کسی صفت کا ظہور ہے لہذا وہ کسی نہ کسی اسم کے مظاہر مین ضرور داخل ہے مگر انسان جملہ اسما کا مظہر اتم ہے کیونکہ انسان مین جملہ صفات کا ظہور ہوے انسان کا ہر جزو ایک خاص اسم کا مظہر ہے جو انسان کہ صرف مظاہر جلالی کیطرف مائل ہو وہ خلاف خوشنودی خدا اور اوسکا انجام جلالی ہوگا کیونکہ غضب اوس سے متعلق رہیگا اور نتیجہ اسکا قہر ہوگا

جو آدمی لوگون کو گمراہ کرتا ہے وہ اسم جلالی مضل کا مظہر خاص ہے جیسا کہ شیطان اسم مضل کا
مظہر کامل ہے اور لوگون کو ہدایت کرنے والا مظہر ہادی ہے - جملہ روشن چیزین نور کی مظہر ہین
مغرور انسان متکبر کی مظہر ہین مگر یہ ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ خوشنودی ایک جمالی صفت ہے
اور وہ اوسیکے لیے ہے جو صاحب جمال ہو - تو متکبر ایک جلالی اسم ہے اوسکا مظہر اتم ابلیس ہے
اور جو انسان کہ مغرور ہے وہ بھی اسی اسم کے تحت مین ہو الهذا اوسکو بھی جلالی معاملہ سے
سابقہ پڑیگا - اگر کوئی یہ کہے کہ جلال بھی اوسیکا ہے اور جمال بھی اوسیکا تو ہم کہینگے کہ غرور
بھی اوسی کا ہے اور ہم بھی اوسیکا (جلال) ہے کسی اور کا نہین تو کیا حرج ہے اگر جلالی
حرکات کرتے ہو جلال ہی کے سپرد کیے جاؤگے اوسوقت رونا نہین اور نہ نادم ہونا اور نہ کہنا
کہ یالیتنی کنت ترابا - جو شخص عقل سلیم رکھتا ہے جو کہ ایک نور جمالی ہے وہ ہمارے ان
مضامین سے انشاء اللہ تعالی نتیجہ و تاثیر جمالی لیگا اور جو جہالت و حماقت کا تودہ ہے جو کہ
ایک ظلمت جلالی ہے وہ ان مضامین پر اعتراضات کریگا اور وساوس و خیالات اوسکے دل مین
شیطان علیہ پیدا کریگا کہ اوسکو جواب نہ سوجھین گے مگر جو ہر ایک معاملہ مین خدا سے مدد
چاہتا ہے اور اوسپر بھروسہ رکھتا ہے خدا اوسکو کبھی شیطان کے قبضہ مین نہین دیتا عاجز
و منکسر شخص رحمت الٰہی کے آغوش مین رہتا ہے اور مغرور شخص ابلیس کے سپرد ہوتا ہے
پڑھو آیۃ الطیبات للطیبین الآیۃ -

غرض یہ کہ خدا کا عرفان جب خود اوسکو منظور ہوا تو اوسنے اپنے صفات کا ایک آئینہ نما
بنایا اور وہ آئینہ مین پرتو افگن ہے اور آئینہ صفات سے مرکب ہے اور صفات غیر ذات
نہین تو ہر شئ بلکہ ہر ذرہ جو کہ جزو لا یتجزی ہو اور ہر مرئی و غیر مرئی شئ اور ہر ذہنی و خارجی
چیز اوسیکے صفات کے قالب مین ہے اور ہر قالب مین ذی روح ہے جسکو اوسنے ان الفاظ
مین فرمایا ہے اللہ نور السموات و الارض جو اس علم سے واقف ہے وہ خدا سے قریب ہے
اور جسقدر عمل اسپر زیادہ ہے اوسیقدر اوسکو قربت ہے اور جو اس سے نا واقف ہے [illegible]

Marfat.com

وہ اوسیقدر دور ہے بہرصورت انسان کو متصف باخلاق الٰہی اور پیرو صاحب خلق عظیم ہونا
اوسی راستہ پر لیجائیگا جو سیدھا خدا کی طرف اور اوسکی منزل قربت و رحمت کی سمت گیا ہی
ور اسکے عکس اوسکے خلاف رہگئی ہے

فصل
حجابات

سالک کو اثنا ء راہ مشاہدہ مین جو حجابات در پیش ہوتے ہین اونکی
انتہا کسیکو معلوم نہین کیونکہ اصل بات یہ ہے کہ ہر شخص کو اوسکے مناسب
حجابات پیش آتے ہین ایسا نہین کہ حجابات نور ہون اور وہ ہر شخص کو پیش آئین اسلیے
کہا جاسکتا ہے کہ ایک سالک کو جو حجاب ہے وہ دوسرے کیلیے نور ہے اور جو مشاہدہ
کہ ایک سالک کے حق مین نور ہے وہ دوسرے کے واسطے حجاب ہے اب رہا یہ کہ نفس الامر مین
وہ کیا ہے اسکا فیصلہ ایک صورت سے بہت آسان ہے اور دوسری صورت سے مشکل ہے
اسلیے آسان ہے کہ از روی حقیقت جو امر بیان کیا جائیگا وہ اگرچہ صحیح ہوگا مگر اوس سے کوئی سالک کا
فائدہ نہوگا تاہم اوسکا اظہار ضروریات کتاب ہذا سے ہے۔
واقعی امر تو یہ ہے کہ ہر حجاب حقیقت مین نور ہے اور یہ نور حقیقت مین حجاب نہین کیونکہ تشکل
صفات حجاب کی حقیقت ہے اور تجلی ذاتی نور کی حقیقت ہے تو چونکہ ہر صفت حقیقت مین
عین ذات ہے اور یہ لازم نہین کہ ذات بلباس صفت ہو تو اس کلیہ کی بنا پر یہی فیصلہ ہے
کہ ہر حجاب حقیقت مین نور ہے کیونکہ حجاب ایک تشکل تجلی جلالی ہے اور جب وہ تجلی جو کہ اوسکا [illegible]
ہے بنظر غائر دیکھا جاتا ہے تو اوسکے قالب مین جو روح نظر آتی ہے وہ جمالی ہے یعنی
نور لہذا ہر حجاب حقیقت مین نور ہوتا ہے اب رہے انوار یہ نہین ہے کہ تو حجابات ہو [illegible]
اور آخر مین تجلی ذاتی حجاب نہین ہوتی ہے بلکہ اصلی مشاہدہ وہی ہے اور جو اوسکے بعد [illegible]
نہین یہ جو سالک کو اثناء راہ مین مشاہدہ ہوتا ہے ایک طرح سے وہ بھی حجاب ہے کیونکہ حجابات
کے بہت اقسام ہین اول حجاب کثیف جو سب سے پہلے ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ جب انسان
گناہون مین مبتلا ہوتا ہے اور سخت سے سخت گناہ کرتا ہے تو قلب سیاہ ہوجاتا ہے نفس لوامہ

بستہ نہین رہتا اور نفس مطمئنہ کا تو نام ونشان تک نہین رہتا صرف نفس امارہ کی حکومت تمام ملک انسانی پر رہتی ہے روح انسانی قلب کے ایک گوشہ مین ایسی پوشیدہ ہوجاتی ہے گویا فنا ہوجاتی ہے یہ سب سے بڑا حجاب کثیف ہے اسکے بعد مثلاً وہ شخص توبہ کرے اور گناہونکو چھوڑ دے تو اس حجاب کی ترقی موقوف ہوجائیگی - اب اس مقام پر یہ شبہ ہوتا ہے کہ اگر اوس حجاب کی اور ترقی ہوگی تو کہانتک ہوگی جسقدر صورتین خرابی روح کی ہوسکتی ہین وہ تو یہان ہوچکین مگر نہین اگر بعد ان روحانی خرابیون کے اگر پھر بھی وہی افعال شیطانی جاری رہین اور اونمین تجدید وایجاد وزیادتی رہے تو اوس کا حجاب کثیف جسکو دوسرے لفظون مین جلال غالب کہنا چاہیے ایک نئی صورت اختیار کرتا جاتا ہے اور وہ دو صورتین ہوتی ہین ایک ظاہری ایک باطنی ظاہری صورت جب تکمیل پر پہونچ جاتی ہے تو انسان کا عالم ظاہر یعنی جسم ایک صورت جلالی (غالب) اختیار کرتا ہے اور وہ اکثر سور کی شکل مین ہوجاتا ہے چنانچہ ایسے لوگ مرتے وقت ایسی ہی شکل مین ہوجاتے ہین یا بعد مرنیکے اونکا قالب خصوصاً چہرہ سور کا ہوجاتا ہے یہ اصل مین اوسکے نفس امارہ کا ہالہ ہے جو کہ صورت مجسمہ اختیار کرتا ہے اور نفس امارہ چونکہ جلال غالب ہے اسلیے جلال کامل کی صورتون مین مجسم ہوتا ہے اور جلال کامل کوئی انسان مجسم ہوسکتا جمال کامل صرف آنحضرت کی ذات اقدس تھی اور جلال کامل کسی انسان کا ہوسکنا ممکن ہے کیونکہ انسان کی ذاتی جامعیت اوس سے کبھی حد انہین ہوسکتی یہ ممکن ہے کہ محسن جمال ہو بھی اور جسقدر جلال باقی رہے وہ اپنے موقع پر صرف ہو جیسا کہ انبیاء معصومین گذرے ہین کہ جلال محض ہونا غیر ممکن ہے کیونکہ خدا کے اوصاف مین جمال اوصاف غالب ہین تو صرف جمال ہونا غیر ممکن نہین مگر انسان کے لیے سبب جامعیت مشکل ہے اب رہا جلال چونکہ خدا کے اوصاف مین جلال کا حصہ زیادہ نہین اسوجہ سے انسان جو کہ جامع اوصاف خداوندی ہے وہ محض جلال کیونکر ہوسکتا ہے شیطان البتہ جلال محض ہے اور یہی وجہ ہے کہ شیطان جو کہ جلال محض ہے ذات جمال محض یعنی آنحضرت کی صورت مین نہین آسکتا تو کوئی انسان اپنی صورت مین رہکر کیونکر جلال محض ہے

Marfat.com

متشکل ہو سکتا ہے لامحالہ اوسکے نفس امارہ کو ایک دوسری شکل جو کہ جلال محض کی ہو اختیار کرنا ہوگی
اور بہتر ہی کہ وہ حیوان مین ہو نہ کہ نباتات وجمادات مین کیونکہ انسان وحیوان مین نوعیت متحد ہے
اور اسیوجہ سے قربت بھی ہے غرض یہ کہ ایسے آدمیون کا چہرہ سور کا ہو جاتا ہے اللھم احفظنا خدا
سب مسلمانون کو بچائے ۔ اب یہ بھی ظاہر کر دینا چاہیے کہ یہ ضرور نہین کہ نفس امارہ تمام افعال سے
غالب ہو بلکہ کسی ایک مگر خاص گناہ کے کرنے سے بھی ایسا ہو سکتا ہے کہ جب وہ حد کمال پر پہونچ
جاتا ہے اور جلال محض ہو جاتا ہے اوسوقت وہ فطرۃ وہی صورت جلالی اختیار کر سکتا ہے
مثلاً کوئی شخص کسی ولی کامل کا دشمن ہو جائے اور اوسکو آزار پہونچانا اوعقیدہ کر لینا گویا لازم
ہو جائے تو وہ بھی اپنے حد کمال پر پہونچ کے یہی صورت پیدا کریگا یا قریب قریب اسکے مثلاً
مرتے وقت یا مرنے ہی غلیظ منہ سے کرنا چونکہ ایسا اتفاق اکثر ہوا ہے اسوجہ سے اطبا نے اسکو
ایک عارضہ مقرر کر لیا ہے اوسکا نام استیلاؤس ہے مگر اسکو لاعلاج مانتے ہین اسکی بھی وہی
وجہ ہے کہ نجس اور بدبودار اشیا بھی داخل جلال مین جو شئے زیادہ نجس اور بدبودار ہے
اوسیقدر وہ اپنے حد جلال مین کامل ہے چنانچہ غلیظ انسان اعلی درجہ کی جلالی شئے ہے اور بعض
اہل نفس کی قبرون مین سانپ اور بچھو دیکھے گئے ہین اسکی بھی یہی حقیقت ہے کہ موذی جانور
جسقدر ہین سب جلالی ہین تو لازم ہے کہ نفس امارہ کے افعال جب حد سے تجاوز کر جائین
تو وہ ایسی صورتین اختیار کرین اور اوسے سخت تکلیف ہوتی ہے کیونکہ اگر تکلیف نہ ہوا تو پھر
صفت جلالی کہان ہوگی اور برعکس اسکے جن لوگون کا نفس امارہ مغلوب ہو کر روح انسانی
غالب ہو گئی ہے اور نفس مطمئنہ کی صورت پیدا ہو گئی ہے وہ جمالی صورتین اور اشیا اختیار کرتا
اگر کسی کی سمجھ مین یہ نہ آئے کہ نفس صورتین کیونکر اختیار کر سکتا ہے جبکہ [illegible]
یون سمجھنا چاہیے کہ ہر ایک شئے جب اپنی حد مین کامل ہوتی ہے تو اپنے جنس کو کھینچتی ہے چنانچہ
نفس امارہ جو کہ جلال ہے جلالی اشیا نجس و بدبودار اور موذی جیوانون کو ملاتی ہے اور جب
روح صاف و لطیف ہو جاتی ہے تو اپنے ہمجنسون کو یعنی جمالی اشیا کو [illegible]

و نور و خوشبو وغیرہ کھینچتی ہے بہرحال بات ایک ہی ہے غرضکہ حجاب کثیف کا اعلیٰ درجہ تو یہی
کہ نفس امارہ بشدت غالب ہوکر اور روح کو مغلوب کرکے محیط و مسلط ہو جاوے اوسکے بعد اوس سے
توبہ کرکے جسقدر زیادتی افعال روحانی مین کیجاے گی اوسیقدر وہ حجاب کثیف دور ہوتا جائیگا
اور قلب کی سیاہی رفع ہوتی جائیگی یہانتک کہ جب نفس و روح مین اور اوسکے کیفیات و تاثیرات
وغیرہ مین درجہ مساوات ہو جائیگا اور کسیقدر غلبہ خواہ وہ کتنا ہی خفیف ہو روح کو حاصل ہونا
شروع ہوگا تو اوسوقت حجاب کثیف کا اطلاق اوسپر بالکل نہوگا بلکہ حجاب لطیف باقی رہیگا اور اب
اصول تصفیۂ قلب و تزکیۂ نفس کے اصول پر جسقدر زیادہ ہوتا جائیگا اوسیقدر حجاب کی کمی ہوتی
جائیگی یعنی مثلاً حجابات ستر ہزار ہین بتدریج ایک ایک حجاب رفع ہونا شروع ہوگا یہانتک کہ جب یہ
عالم ناسوت سے گذر جائیگا تو سالک کو حجابات نورست [illegible] پڑیگا اسکو حجاب نوری اسوجہ سے
کہتے ہین کہ ہر ایک تجلی کا مشاہدہ درحقیقت ذات کا مشاہدہ نہوگا بلکہ صفات جمالی کی کیفیت جمالی
بتدریج [illegible] سلسلہ ترقی کرتی جائیگی یہانتک کہ جب ذات کا مشاہدہ دیدۂ دل سے ہوسکیگی
تو اوسوقت حجاب نوری بھی اوٹھ جائیگا اور یہ جمال محض ہے یا اوسکا پرتو ہے کیونکہ یہ مانی ہوئی بات ہے
کہ جمال محض صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہے اوسکی مثال ٹھیک اسطرح ہے کہ جب
اس آفتاب جمال نے طلوع کیا تو افق کے اول خط پر حضرت آدم علیہ السلام کا ظہور ہوا اور جس
ہر خط پر ایک ایک نبی کی بعثت ہوئی یہانتک کہ جب خط استوا پر یہ آفتاب آیا تو خود ذات اقدس نے
ظہور فرمایا چنانچہ آپ کی پیدائش مکہ مین ہوئی اور جب غروب کی طرف یہ آفتاب رجوع ہوا تو
ہر خط پر ایک ولی کا ظہور ہوا اسیوجہ سے اکمل الکاملین اولیاء اللہ نے فرمایا ہے کہ ہر ولی کی ولایت
ایک نبی کے قلب پر ہوتی ہے اسکا راز یہی ہے کہ مشرق و مغرب کے درمیان ہر خط غربی ایک خط
شرقی کے محاذی ہے لہذا خط شرقی کا پرتو اوس خط غربی پر ضرور پڑیگا جو اوسکے محاذ مین واقع ہے
یہی وجہ ہے کہ ہر ولی ایک نبی کے پرتو پر ہوتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ جب ولایت و نبوت کا مقابلہ
کیا جاتا ہے تو نبوت تشبیہی صورت مین معلوم ہوتی ہے اور ولایت بمقابلہ نبوت تنزیہی ہے کیونکہ

کیونکہ اعلان و ابلاغ خاص علامات تشبیہ ہین اور یہ صرف انبیا کے لوازم ہین اولیا کے نہین
کیونکہ آفتاب کا غروب کیطرف مائل ہونا تنزیہ کا اشارہ کرتا ہے اور طلوع ہو کر بلند ہوتے رہنا
یہانتک کہ خط استوا پر آجانا تشبیہ کے ظہور مین سے ہے اور جب آفتاب خط استوا پر ہوتا ہے
تو طلوع و غروب یعنی شرق و غرب دونون سے مساوی نسبت ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشبیہ و تنزیہ کے جامع تھے اور یہی وجہ ہے کہ آپ خاتم النبیین تھے کیونکہ نبوت
مقام ولایت یعنی ظہور سے اور تشبیہی سلسلہ طلوع سے خط استوا تک ہے اسکے بعد تنزیہی
سلسلہ شروع ہوتا ہے تو لامحالہ خط استوا تشبیہات کا آخری خط ہوگا اور آپ کی ذات بابرکات
گویا خط استوا سے منسوب ہے تو ضرور ہے کہ آخر نبی آپ کو ہونا چاہیے۔
اور یہی وجہ ہے کہ آپ کے قد کا سایہ نہ تھا کیونکہ جسوقت خط استوا پر آفتاب ہو تو سیدھی
چیزون کا سایہ نہین ہوتا جو ٹیڑھی رکھی جائین اونکا سایہ پڑیگا چنانچہ جتنی عقلین کج تھین صرف
وہی اس عالمگیری روشنی سے محروم رہے اور ظلمت کے سایہ مین آگئے۔ اور یہی وجہ تھی
کہ تمام عالم کے لیے آپ رحمت اور ہادی تھے کیونکہ آفتاب نصف النہار روی زمین پر اپنی پوری
روشنی ڈالتا ہے بخلاف اوسوقت کے جب وہ طلوع یا غروب کی جانب مائل ہو کیونکہ اوسوقت
ایک جانب زیادہ تاریکی اور ایک جانب زیادہ روشنی ہوگی چنانچہ کسی نبی کا دین دنیا مین اسقدر
مروج وسیع نہین ہوا جسقدر آنحضرت کا اور یہی وجہ ہے کہ جس مقام پر آفتاب نصف النہار سے
پوری روشنی ڈالی تھی وہان کسی ظلمت کا سایہ یعنی کسی کافر کا گذر نہین ہو سکتا اور وہ مدینہ و مکہ ہے
اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دین جو بہت مروج ہے اسکی وجہ ایک تو یہ ہے کہ آفتاب قریب نصف النہار
آچکا تھا دوسرے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مرتبہ نبوت کے علاوہ مرتبہ ولایت بھی حاصل ہوگا چنانچہ
آخر زمانہ مین آپ ولی امت محمدی ہو کر تشریف لائین گے لہذا آپکا حصہ طلوع و غروب دونون
کی نسبت سے ہے ایکا دین بھی بہت مروج ہے اور یہی وجہ ہے کہ افق شرقی پر جب آفتاب تھا
اور حضرت آدم کا ظہور ہوا تھا تو اوسوقت کے مناسبت سے دینی روشنی ابتدا بہت خفیف تھی

یہانتک کہ خود انسے لغزش ہوئی اور یہی وجہ ہے کہ قرب آنحضرت جو زمانہ تھا اوسمین جیسے
ولیاء اللہ ہوتے ہے ایسے اب نہین ہوتے اور روز بروز تنزلی ہے یہی لازمہ زوال آفتاب کے
اور یہ جو مشہور ہے کہ انبیا اور اولیا مین بعض نبی اور بعض ولی تشبیہی اور بعض تنزیہی ہوئے ہین
تو اسپر یہ شبہ جو ہوتا ہے کہ انبیا مین سب نبی تشبیہی ہونا چاہیے کیونکہ وہ سب بر نہج طلوع
کی وجہ سے تشبیہی تھے اور سب ولیون کو تنزیہی ہونا چاہیے کیونکہ سبکو نسبت تنزیہی تھی بسبب
سمت غروبی سکے تو یہ شبہ غلط ہے کیونکہ اسکی مثال ایسی ہے کہ جیسے آفتاب کبھی ابر مین آجا
اور کبھی بے ابر کے رہے خواہ جانب غروب جارہا ہو خواہ طلوع ہورہا ہو تو جسوقت
آفتاب ابر مین ہو اوسکا پرتو تنزیہی ہوا اور نہ تشبیہی — اور آفتاب کا ایک مرتبہ دورہ کرنا یعنی
صرف ایک شبانہ روز تو یہ کوئی نظام نہین قائم ہوسکتا لہذا ضرور ہی کہ ہزارون لاکھون
دورے کرے تاکہ ایک نظام قائم ہوجائے چنانچہ حدیث مین ہے کہ خدا نے دو لاکھ آدم
پیدا کیے ان اللہ خلق مائتا الف آدم اب رہا یہ امر کہ یہ کب سے ہے اور کب تک
رہیگا تو یہ مسلم ہے کہ جو شئی ازلی نہوگی وہ ابدی کیونکر ہوگی اور یہ آفتاب ذاتی ہے مگر مع صفات
ہے تو یہ صورت اس آفتاب ذاتی کی ازلی نہین کہ صفات کے شعاعون کے ساتھ ہو چنانچہ ظہور
صفات سے پہلے ذات بحت تھی اور اوسکا یہ فرمان ہے احببت ان اعرف فخلقت الخلق
عرفان کیلیے ظہور صفات کی ضرورت تھی اور ظہور صفات اس حدیث قدسی سے نمایاں ہے
کہ ازلی نہین گو مدت اسیقدر گذری ہو کہ علم عدد سے باہر ہو اور اگر اس مین کلام ہو کہ جو شئے
قدیم نہین وہ ابدی بھی نہوگی تو اسکا ثبوت بھی موجود ہے کہ خود ذات باری نے آنحضرت کو
خاتم النبی فرمایا ہے تو خاتم النبی کے یہ معنی نہین ہوسکتے کہ اپنے زمانے کے خاتم بلکہ صریحی مفہوم
یہی ہے کہ اب انکے بعد کوئی نبی نہوگا اس سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ اب دوسرے آدم بھی
نہ پیدا ہونگے تو اب مشاہدہ ذات بدون لحاظ صفات جسوقت ہو اوسیوقت موقع حجاب
ہوگا ورنہ حجابات کا سلسلہ نامتناہی ہے کیونکہ اصل بات یہ ہے کہ جمال کا حجاب جلال ہے

Marfat.com

اور ذات کیواسطے صفات حجاب ہے مگر جسطرح سالکون مین بسبب کمال زوال کے وہ زور نہین ہوا اسی طرح یہ خوبی بھی وہاب وکریم نے عنایت فرمائی ہی کہ اکثر سالکون کے حجابات یا تو بہت جلد جلد رفع ہوتے ہین یا یکدم سے بہت سے حجابات اوٹھ جاتے ہین چنانچہ اب جسقدر محجوب ہوتے ہین اوسقدر پہلے نہوتے تھے دوسری نعمت یہ ہے کہ ایک ایک سالک کو بہت بہت سے نور رہین اول تو کسی نبی کے قلب پر ولایت قائم ہوتی ہے اوسکا نبی کا پر تو سبسے پہلی اعانت ہے دوسرے آفتاب ذاتی وصفاتی کا فیض متاخرین اہل ولایت بسبب اس اعتبار کے زیادہ قریب ہوتا جاتا ہے کہ آفتاب کے دورے مین جسقدر زیادہ غروب کیطرف مائل ہوتا جائیگا اوسیقدر طلوع سے یعنی افق شرقی سے قریب ہوتا جائیگا تو فیضان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روز بروز زیادہ ہوتا جاتا ہے دوسری قوت متاخرین کو یہ ہے کہ جسقدر اولیاء اللہ تعداد مین ہر سلسلہ کے بڑھتے جاتے ہین اوسیقدر ہر سالک متاخرین کی نسبتین بڑھتی جاتی ہین مثلاً سو برس اودھر جو شخص سلسلہ مین تھا اوسکے پچیس ۲۵ مرشد تھے اور اوسکو پچیس ۲۵ نسبتین تھین اور اب ستائیس نسبتین ہین تو یہ نسبتین تعداد مین زیادہ ہوتی جاتی ہین علاوہ ان سب باتون کے اوس آفتاب ذات وصفاتی پر بھی ملاحظہ کر رہا ہے کہ ہملوگونکی قوتین قلبی وجسمانی بہت کم ہین اوس زمانہ کے لوگون کی سی محنت نہین کرسکتے تو وہ ضرور رعایت کریگا اور ہمین علاوہ سب کے اپنی جانب سے زیادہ نعمت دیگا جسکو وہب کہتے ہین اور بشیر فطرتی ہمکو وہی عنایت کرتا ہے تاکہ ہم بہت سے حجابات کے اکدم سے رفع ہوجانے پر زائل العقل نہ جائین جیساکہ اوسکا ارشاد ہے لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا۔

فصل
یقین کے مراتب

یقین کے تین درجے ہین علم الیقین عین الیقین حق الیقین اسکی تشریح یہ ہی کہ جب کسی امر کا علم یقینی ہو اور کسی قسم کا شبہہ نہ باقی رہے تو اوسے علم الیقین کا مرتبہ حاصل ہوا مثلاً یہ علم یقینی طور پر ہو کہ آگ جلادیتی ہے تو آگ کے وجود اور اوسکی صفت کا علم بدرجہ یقین ہوجانا مرتبہ علم الیقین ہے اسیطرح ذات کے وجود اور اوسکے صفات کا

علم یقینی ہو جسطرح آگ اور اوسکی صفت کا علم ہر صاحب عقل کو ہوتا ہے یا جیسے شہر مکہ کا وجود
اور اوسمین کعبہ وغیرہ کا ہونا ہر شخص کے علم مین یقینی ہے اسیکو علم الیقین کہتے ہین ایسا ہی یقین
ذات اور صفات خداوندی کا ہو جسمین رسالت و ملائک اور جنت و دوزخ اور حشر و نشر بھی
شامل ہے یہ مرتبہ یقین کا پہلا درجہ ہے اور شریعت کی وجہ سے حاصل ہوتا ہے۔
دوسرا مرتبہ عین الیقین ہے اسکا یہ مطلب ہے کہ وہ علم جو صرف سماعت کی وجہ سے درجہ
یقین پر ہو چکیا تھا اور دوسرے کی وجہ سے یقینی علم ہوا تھا وہ بذات خود اپنے مشاہدہ مین
آجائے اور اب یہ یقین عینی ہے سماعی نہین اسکا مرتبہ علم الیقین سے زیادہ ہے کیونکہ
سُنی سُنائی بات گو وہ یقینی ہی ہو اور اوسمین کسی طرح کا شک نہ ہے پھر بھی مثل ذاتی معائنہ و تجربہ
کے نہین اسکی مثال بالکل ایسی ہے کہ جیسے آگ کو خود اس حالت مین دیکھ لیا کہ اوسنے کسی شئے کو
جلا دیا گو پہلے بھی علم یقینی تھا کہ وہ ضرور جلاتی ہے گو اب بچشم خود دیکھ لیا کہ کاغذ اوسمین ڈالا گیا
اور وہ فوراً جلگیا تو یہ عین الیقین ہے اسی مطابقت کے ساتھ ذات و صفات و رسالت
وغیرہ کا بالذات مشاہدہ ہو جائے یعنی اپنی آنکھ سے دیکھ لے تو اسیکو عین الیقین کہتے ہین اسکے بعد
یقین کا درجہ حق الیقین ہے اوہ وہ اسیطرح ہے کہ آگ مین خود اپنے آپکو جلا کے دیکھ لے اب کوئی درجہ
یقین کا باقی نہین رہا کیونکہ اسکے بعد خود اپنی ذات کی فنا ہی اور جب اپنی فنا ہی تو یقین کسکو ہوگا
غرضیکہ حق الیقین وہ مرتبہ یقین ہے جسکے بعد نہ تو کوئی مرتبہ ہے اور نہ اسکے بعد کوئی منزل ہے
کیونکہ جب آگ مین کوئی شے جلجاتی ہے تو وہ پھر واپس نہین ہو سکتی اسمین یہ بھی خیال رکھنا چاہیے
کہ آگ مین اسقدر عرصہ ہر شئے کو گذر جانا چاہیے جسپر جلنے کا ادراک ہو جائے کیونکہ یہ ایک بڑی
بے انصافی ہوگی اگر کسی چیز کو صرف آگ دکھا دی جائے اور پھر بھی اوسپر یہ خیال کیا جائے
کہ آگ نے اوسے جلا دیا مثلاً آگ مین اتنی دیر ہاتھ رکھا ہے کہ ہاتھ جلجائے ورنہ اگر صرف
اتنی ہی دیر گذری کہ ادھر کا حصہ جلا تو ہاتھ کے جلنے کا اطلاق اوسپر نہوگا اسیطرح جب حق الیقین
کے مرتبہ مین سالک پہونچ جاتا ہے تو پھر واپس نہین ہو سکتا ---

Marfat.com

فصل ۲ — مراتب فنا

فنا کے تین مرتبے ہین فنافی الشیخ یہ مبتدی کیلیے لازم ہے دوسرا مرتبہ فنافی الرسول - اور یہ متوسطین کیواسطے - اور تیسرا فنافی اللہ ہے یہ کاملین کیلیے ہی اسکی صورت یون ہے کہ جب سالک سلوک مین قدم رکھتا ہے تو اوسکو لازم ہی کہ مرشد کی طرف اپنے قلب کو متوجہ کرے اور اسقدر توجہ کامل ہو جاے یا کہ منزل مقصود مین ہونا چاہیے یعنی اسکو اپنا اصلی سفر قبور سمجھے اور اگر ایسا نہ سمجھے گا تو ہرگز فنافی الشیخ کا مرتبہ نہ جاری ہوگا مگر یہ اوس شخص کیواسطے ہی جو کہ عاشق حقیقی ابتداہی سی ہے کیونکہ اگر ایسا ہوگا تو یہ ایک تنزل ہوگا یا جس شخص کو جناب رسالتمآب سے عشق ہے اوسکو بھی فنافی الشیخ کی ضرورت نہین کیونکہ عاشق حقیقی اور عاشق رسول اللہ مبتدی نہین ہے بلکہ عاشق رسول کا مرتبہ ایک اعتبار سے اور وہ ظاہری ہے متوسطین مین ہے اور ایک لحاظ سے جو کہ باطنی ہے کاملین مین ہے بہرصورت مبتدی ان دونون مین سے کوئی نہین لہذا اوسے فنافی الشیخ کی ضرورت نہین بلکہ مضر ہی مگر جو لوگ صرف اسلیے بیعت کرتے ہین کہ عشق حقیقی پیدا کرین یا عشق حقیقی کے مراتب و فیوض کو پہونچین اوسکو لازم ہے کہ تصور شیخ کے علاوہ اوسکے ہدایات آیۃ و حدیث کے مثل سمجھین اور جو ہدایت یا قول اوسکا خلاف آیہ و حدیث صریح ہو اوسمین بغیر غور کے یہ نہ خیال کرین کہ یہ خلاف خدا و رسول ہی ضرور اوسمین کوئی مصلحت ہوگی ورنہ یہ ممکن نہین کہ کوئی مرشد کامل کوئی حکم خلاف حکم خدا و رسول کوئی حکم دے یا کچھ بیان کرے یا یہ ماننا پڑیگا کہ وہ مرشد ناقص بلکہ خود گمراہ ہی اور جب یہ خیال آیگا تو بیعت فسخ ہو جائیگی لہذا اول ہی سے یہ تجویز کر لینا چاہیے کہ مرشد بہ یقین کامل ہو کہ وہ ہادی اور کامل ہے اور ہمیشہ رہیگا اگر ایسا نہین ہو تو ہرگز بیعت نکرے غرض جب اس امر کا [illegible] ہو جائی تو اوس وقت جو وہ کہے وہ کرے کیونکہ پھر اوسکے دل مین یہ خیال آ[illegible] کہ مرشد نے خلاف خدا و رسول کوئی بات کہی چنانچہ مولانا حافظ فرماتے ہین شعر

بمے سجادہ رنگین کن گرت پیر مغان گوید
کہ سالک بیخبر نبود زراہ و رسم منزلہا

اصل بات یہ ہی کہ مرشد کامل کے ہر حکم مین ایک پوشیدہ راز ہوتا ہے اور اوسکا مقصد [illegible]

Marfat.com

وہی ہوتا ہے جوکہ شارع کا ہے اور اوسکی مثال بالکل ایسی ہے جیسے کہ کوئی شخص کسی قانون کی
حقیقت سے ایسا واقف ہو کہ گویا وہ اوس قانون کے بنانے مین شریک اور مشیر تھا یا کوئی
طبیب کسی مریض خاص کے معالجہ مین شیخ الرئیس وغیرہ کے قوانین کے خلاف رائے دے
تو اگر مریض قابل ہے اور خود بھی حکیم ہے ضرور اعتراض کریگا مگر العلم حجاب الاکبر اسیکا نام ہے
لامحالہ مریض کو یہ لازم ہوگا کہ وہ اپنی رای کو کامل سمجھے ورنہ یہ تسلیم کرنا پڑیگا کہ طبیب نالائق ہے
اوسوقت یہ ضرور ہے کہ علاج بدل دے تو جب یہ سمجھ لیا جائے کہ طبیب کامل اور حاذق ہی
اوسوقت یہ بھی ضرور ہے کہ جو کچھ کہے وہی کرنا چاہیے خواہ شیخ الرئیس کے خلاف ہو خواہ کسی
اور کلیہ بجنسہ کے اور اسی حالت مین مریض کو شفا بھی ہو سکتی ہے اسی طرح ہر ایک مرید کو بھی
ضرور ہی کہ جو کچھ مرشد کہے وہی کرے اور یہ ضرور ہوگا کہ اوسکا ہر قول گو بظاہر خلاف شریعت ہو
مگر بباطن مین مقصود شریعت ہوگا جب اس مرتبہ کو طے کریگا تو ایک نسبت مرشد سے
قائم ہو جائیگی اور اوس نسبت سے یہ نتیجہ ہوگا کہ سلسلہ مین جسقدر کاملین ہین سب کے فیوض کا
پرتو اوسپر پڑیگا ظاہر ہے کہ ایسی حالت مین وہ اونھین کے زمرہ مین داخل ہو جائے گا اور
حدیث مین بھی ہے کہ المرء مع من احب یعنی جو جس سے محبت کرتا ہے اوسیکے ساتھ
(حشر مین) ہوگا تو جب کوئی مرید اپنے مرشد سے محبت رکھتا ہے جو اوسکا حشر ہوگا وہی
اسکا ہوگا اب رہی فنا فی الرسول کی صورت یہ مرتبہ متوسطین ہے مگر ایسا بہت کم ہوتا ہی
کہ یہ سلسلہ ٹوٹ جاتا ہے کیونکہ فنا فی الرسول جو شخص ہے اوسکو فنا فی الشیخ کی ضرورت نہین اور
فنا فی اللہ جو ہوتا ہے اوسکو فنا فی الرسول اور فنا فی الشیخ کی ضرورت نہین اور اسیطرح
فنا فی الشیخ جو شخص ہے اوسکو بھی زیادہ ضرورت نہین کہ دونون منازل طے کرے لہذا اصل بات
یہ ہی کہ فنا کے ہر سہ مراتب مین سے جس مراتب پر فائز ہو جائیگا منزل مقصود کو پہونچ جائیگا
بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ یہ سلسلہ قائم رہتا ہے اور نہ کچھ ایسی ضرورت ہے خود بخود
ایک مرتبہ سے دونون مرتبہ مین پہونچ جاتا ہے

Marfat.com

فصل ۳۸
حقیقۃ الحقائق

حقیقۃ الحقائق کا بیان کرنا غیر ممکن ہے بلکہ اصل یہ ہے کہ کسی چیز کی حقیقت خواہ وہ ایک ادنی ذرہ یا قطرہ ہو اوسکی حقیقت و کنہ کا ظاہر کرنا امکان سے باہر ہے چہ جائیکہ حقیقۃ الحقائق وجہ اسکی یہ ہے کہ حقیقت کُنہ باطنی ہوتی ہے اور یہ دیدۂ دل کے مشاہدہ سے تعلق رکھتی ہے زبان و قلم سے ممکن نہین الفاظ کے بغیر کوئی بیان نہین ہو سکتا اور الفاظ عالم ظاہر سے وابستہ ہین اور عالم ظاہر کے لیے مخصوص ہین عالم باطن کیواسطے الفاظ نہین اگر ادراک خیال مین اونکی تجلی ہو سکتی ہے اور وہ تجلیات کسی قالب سے متعلق ہین یا جسطرح روح انسانی انسان کے جسم سے باہر نکلکر غیر مرئی ہے اوسی طرح حقیقت عقل کی سے باہر نہین نکل سکتی اور اگر نکلے تو اپنا جلوہ نہین دکھا سکتی اور مزید تشریح اسکی یہ ہے کہ بالکل جسطرح جسطرح ذات جب ظاہر ہوگی تو وہ صفت ہو جائیگی اوسی طرح جب ظاہر ہوگی یا کہیجائیگی تو حقیقت حقیقت نہ رہیگی بلکہ اسما ہو نگے اوس ذات حقیقت کے اسوجہ سے اوسکا بیان کرنا اس صورت سے محال ہے کہ حقیقت بیان مین آنیکے بعد حقیقت رہے عالم ظاہر مین حقیقت کا بدون قالب اسما کے آنا محال ہے اسوجہ سے بذریعہ الفاظ یا اشارات یا عبارات وغیرہ ادراک حقیقت ممکن نہین اور یہ امر صرف حقیقت پر موقوف نہین اوس سے بہت ادنی چیزین جنکو ہم کیفیت کہتے ہین وہ بھی بیان مین نہین آسکتین۔ مثلاً درد جسم مین ہو اگر کوئی چاہے کہ زبان یا قلم مین لاکر کسیکو دکھا سکے تو کوئی نہین دیکھ سکتا یا اگر کوئی چاہے کہ کسی لذت کو جو قوت ذائقہ مین متجلی ہو سکتی ہے الفاظ سے ادا کرے یہ ممکن نہین جسنے کبھی شیرین چیز نہ کھائی ہو یا کبھی چیز کا مزہ نہ چکھا ہو اوس سے اگر شیرین اور تلخی ہین کا اظہار کیا جائیگا خواہ کیسے الفاظ ہون تو یہ ممکن نہین کہ اوسکو ان لذتون کا پورا ادراک ہو جائے یا دراک صرف اسی [illegible] کہ قوت ذائقہ مین اوسکی تجلی ہو اسیطرح حقیقت ماسوا [illegible] سوای روح کے اور کسی چیز کو [illegible] اور بہت سی مشکل چیزین الفاظ سے ادا کی جاتی ہین اگر حقیقت خصوصاً حقیقۃ الحقائق الفاظ و عبارت سے ظاہر نہین ہو سکتی اگر ادا کیا جائیگا تو حقیقت اپنی حقیقت مین نہ رہیگی —

Marfat.com

لیکن حقیقۃ الحقائق اسطرح ہے کہ جیسے تمام روحون کے مجموعی کا نام عالم ارواح ہے اور یہ مرتبہ کہ حقیقۃ الحقائق کا ادراک ہو جائے کسی انسان کو بحیثیت انسان نہین ہو سکتا نہ کسی فرشتے کو بحالت ملکوتی ممکن ہے البتہ ممکن ضرور ہے اور یہ کس صورت مین ممکن ہے اسکا اظہار ہم صفات صالحہ تو نہین کر سکتے مگر اتنا ضرور کہین گے کہ انسان جسوقت ذات مین فنا ہو جائیگا اوسوقت حقیقۃ الحقائق کا مدرک ہو جائیگا - مرتبہ فنا فی الذات ہم اوپر کی فصل مین بیان کر چکے ہین یہان صرف اتنا کہنا کافی ہے کہ جب انسان جملہ صفات سے بری ہو جائے تو اوسوقت فنا فی الذات ہو سکتا ہے یہی مطلب اس حدیث شریف مین دوسرے الفاظ کے ذریعہ سے ظاہر کیا گیا ہے جسکا ترجمہ یہ ہے کہ جسنے مردے کو زمین پر چلتے نہ دیکھا ہو وہ ابو بکر صدیق کو دیکھے اور حدیث شریف مُوتُوا قَبْلَ اَنْ تَمُوتُوا کا بھی یہی مطلب ہے یعنی قبل اسکے کہ موت آئے فنا ہو جائے اور یہی فنا فی الذات ہے بہرصورت صرف اسی صورت سے حقیقۃ الحقائق کا ادراک ہو سکتا ہے اور اوسوقت وہ بظاہر دیکھنے مین انسان معلوم ہوتا ہے لیکن حقیقت مین وہ کچھ اور ہو جاتا ہے

فصل ۲۹
منتہای حقیقت

منتہای حقیقت تو وہی حقیقۃ الحقائق ہے مگر اس فصل مین یہ کہنا مقصود ہے کہ حقیقت کے عالم مین رسائی ہو جانے سے سالک کا انجام کیا ہوتا ہے اور جو کچھ ہوتا ہے اوسے کیا کہتے ہین بس اسیواسطے یہ فصل قائم کیگئی ہے - جاننا چاہیے کہ سالک طریقت جب طریقت کے اصول کا عامل ہو جاتا ہے اور کوئی خامی اوسمین نہین رہتی تو حقائق مین اوسکا دسترس ہوتا ہے اور جب ہر ایک عالم کا مشاہدہ ہوتا ہے یعنی ہر عالم ظاہر اور ہر عالم باطن پر اوسکے مشاہدہ کا تصرف ہونے لگتا ہے اور باطن باطن یہانتک کہ تمام سلسلۂ باطنی مین وہ دخیل ہو جاتا ہے تو اوس باطن کو پہونچتا ہے جسکے اندر اور کوئی باطن نہین بس یہی حقیقت الحقائق ہے اور جب وہ حقیقۃ الحقائق رسا ہوتا ہے تو اوسے عارف کامل کہتے ہین اور یہی معرفت کاملہ ہے اسی معرفت کے حصول کیلیے تمام منازل سلوک طے کیے جاتے ہین اور کوئی شعبہ ایسا نہین جو متعلق باطن ہو اور اوسکے احاطۂ ادراک سے

Marfat.com

باہر ہو اور اسی لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے بڑا عارف وہ ہے
جو یہ کہے کہ مین تجکو اتنا نہین پہچانتا جتنا پہچاننے کا حق ہے اس سے یہ ظاہر ہوتا ہی کہ جبتک
انسان انسان ہے اوسوقت تک عرفان کامل نہین ہو سکتا کیونکہ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہی
کہ پہچاننے کا حق جو ہے وہ بالاتر ہے اور باقی رہجاتا ہے اوس انسان سے جو سب سے
بڑا عارف ہو تو انسانون مین سب سے بڑا عارف انسان عارف کامل نہین ہوتا اور عارف
کامل وہی ہوگا جو واصل حق اسطرح ہو جائے جسطرح حباب فنا ہوکر دریا مین وصل اور نامعلوم
ہو جاتا ہے تو جیسا کہ قطرہ فنا ہو کے قطرہ نہین رہتا اور دریا کے حکم مین آجاتا ہے اسیطرح
انسان فنا فی الذات ہو کے اوس مرتبہ پر پہونچ جاتا ہی جسکو عرفان کامل کا مرتبہ کہتے ہین اور گویا
یون سمجھ لینا چاہیے کہ جو شخص عرفان کی کوشش نہین کرتا وہ اپنے خلق کے مقصود اصلی کو
فوت کرتا ہے اور انا للہ وانا الیہ راجعون کے خلاف راہ پر چلنا چاہتا ہے اور اس حدیث
قدسی کے مفہوم کو رد کرتا ہے احببت ان اعرف فخلقت الخلق اور شریعت کے باطن سے
کوئی تعلق نہین رکھتا ہے اور اطلبوا العلم ولو کان فی الصین کی حدیث پر عمل نہین کرتا اور
اوس نعمت سے محروم ہے جو تمام نعمتون سے بہتر خدا نے پیدا کی ہے یعنی عقل اور وہ کسی ذرہ
یا قطرے کی اصلی حالت سے واقف نہین بلکہ محض جاہل اور کم عقل ہے اور اگر ظاہر شرع کا
عامل ہے تو وہ وصال خدا یا عرفان کے بجائے جنت وحور کا طالب ہے اور گویا اوسکا مقصود
اصلی عیش وراحت ہے اور جو خلاف شرع ہے وہ تو گویا جہنم کا عاشق ہے اور نار [illegible]
اوسکا مقصود معلوم ہوتا ہے غرض یہ کہ سوای معرفت کے اور کوئی شے انسان اور اوسکے
افرینش کا مقصود نہین اور نہونا چاہیے اور جسقدر قوانین تمدنت [illegible]
ہی کی امت مین رواج پذیر ہون یا کسی بادشاہ کی رعایا مین نافذ ہون یا کسی قوم مین [illegible]
مروج ہون ان سب کا مفہوم تمدنی ہے اور تمدن کا خاص فلسفہ یہ ہے کہ ایک سرای ہے
یا شاہراہ عام ہے جہان مسافرون کو آپس مین ایک دوسرے کی مخالفت نہ کرنا چاہیے اور

کوئی کسی کو پریشان نکرے تاکہ اوسکی منزل کھوٹی ہو انسان کو ستانا ایک قسم کی رہزنی ہے اور ایسی رہزنی جس سے خود رہزن بھی اپنے گھر اور منزل کا راستہ بھول جائے اسواسطے لکھا ہے کہ خلق اللہ کو دکھ پہونچانے سے بڑھکر کوئی گناہ نہین اور خلق اللہ کو آرام پہونچانے سے بڑھکر کوئی عمل خیر نہین اور اسیوجہ سے ہر نبی پر ابلاغ فرض عین اور امت کے ہر فرد پر عمل اوسکا فرض عین ہے۔

غرض کہ معرفت بھی مقصود اصلی ہے اور کوئی منزل کسی مسافر کو نہین ملتی جب تک اوسکا صحیح راستہ نہ اختیار کرے اور صحیح راستہ عقلاً و نقلاً سوا اسکے اور کوئی نہین کہ عامل شریعت اور سالک طریقت ہو۔ اکثر لوگون کی نسبت یہ خیال کیا جاتا ہے کہ وہ صرف خلق اللہ کو نفع پہونچانے اور موحد ہونے سے کامل المعرفۃ اور واصل الی الحق ہونگے یہ صحیح ہے مگر یہ اوس وقت ہوا جب کوئی نبی اونکے سر پر نہو اکیونکہ جب مسافر کو رہنما نہ ملا اور راہ سے اپنے ہمراہیونکو کہہ آواز نہ پہونچایا تو اوسکا سدراہ کوئی نہوا اور رحمان نے اوسکو بذات خود اپنی طرف بلالیا کیونکہ وہ معذور ہے بے رہنما ہے اور راہ پتے ہمراہ مسافرون کو کوئی دلکہ بھی نہین پونچا یا دکر جس شخص کے سر پر رہنما بحکم نبی ہوتا ہے موجود ہو تو اوسکو اوس رہنما سے روگردانی کرنا ایک ایسا گناہ ہے کہ اوس گناہ سے ضرور ہے کہ اوسکے لیے اور راستہ مسدود ہوجائین تو اب ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بغیر کوئی شخص منزل مقصود کو نہین پہونچسکتا

باب چہارم معرفت

فصل اول
عرفان ذات باری

ذات باری کا عرفان خود ذات اقدس کے سوا دوسرے کو ہونا ممتنع ہے کیونکہ یہ ایک ماننے کی بات ہے کہ کسی شخص یا چیز کا عرفان اوسی ذات کو ہوسکتا ہے جو کم از کم اوسکے کمالات باطنی اور ظاہری کو محیط ہو اور اگر پہچاننے والا خود محاط ہو تو اپنے محیط کا عارف کامل نہین ہوسکتا چنانچہ ذات باری ہمارے

اور ہر مخلوق کے خود بھی محیط ہے لہذا وہ ہمکو اپنے عرفان کے احاطہ مین اور اپنے ادراک کے سایہ مین
لیسکتا ہے ہم اوسکو محیط ادراک نہین ہو سکتے اسیواسطے ارشاد ہوا ہے لا یدرکہ الابصار و
ہو یدرک الابصار یعنی بصارتین اوسکا ادراک نہین کرسکتین وہ بصارتون کا ادراک کرتا ہے اور
دوسری وجہ یہ ہے کہ نور حقیقت قوت مدرکہ انسانی کو اسیطرح خیرہ کردیتی ہے جسطرح آفتاب اپنے
دیکھنے والی آنکھ کو چکا چوندھ ڈالدیتا ہے اور دیکھنے نہین دیتا تو جب ادنی چیزین ادراک
انسانی مین نہین آتی ہین اتنی بڑی چیز کو جوکہ محیط ہے سارے عالمون کو اور وجود ہے ہر موجود کا
اور روح ہے ہر جسم کی اور ذات ہے ہر صفت کا مین اور نور ہے ہر ظلمت کیلیے اوسکا ادراک
وعرفان انسان کو قطعی محال ہے مگر انسان جب انسان نہین رہتا تو اوسوقت عارف کامل
ہوجاتا ہے یا یون کہا جائے کہ عارف کامل انسان کے جامہ مین رہکر انسان نہین رہتا اتفاقیہ
بہتر ہوگا اگر مسئلہ رویت بیان کردیا جائے
چہرے کی آنکھون سے کوئی شخص خدا کو ہرگز نہین دیکھ سکتا کیونکہ جو شئے حواس باطنی کو اپنے اندر
نہ لگالیوے اوسکو چہرے کی ظاہری آنکھ کیونکر دیکھ سکتی ہے جستقدر چیزین اس آنکھ سے نظر آتی ہین
اونکے لیے لازم ہے کہ وہ جسم ہون اور صرف جسم ہی نہین بلکہ کسی لون مین ہون یعنی کوئی رنگ
اونکے سطح جسم پر ہو مثلاً ہوا جوکہ کوئی لون نہین رکھتی ہے اگرچہ جسم ہے لیکن نظر مین آتی البتہ اوسکا
ادراک دوسری قوتون سے ہوتا ہے یعنی اوسکی سنسناہٹ قوت سامعہ محسوس کرتی ہے
اور قوت لامسہ کے حس مین بھی وہ آتی ہے اور جب وہ کسی قسم کی بوسے آلودہ ہوتی ہے تو قوت
شامہ بھی اوسے محسوس کرتی ہے علی ہذا القیاس حواس باطنی مین اوسکا
باصرہ مین صرف وہی چیز آسکتی ہے جوکہ مجسم اور رنگین ہو
بری ہے نہ وہ جسم رکھتا ہے اور جب جسم نہین رکھتا ہے تو ایسا جہت چہرہ کی آنکھ سے
تو نظر نہین آسکتا اور اس رویت کے موافق حضرت موسی نے اوسے دیکھنا چاہا مگر یہ نظارہ
ممکن نہ تھا اسوجہ سے ارشاد ہوا کہ تو مجکو نہین دیکھ سکتا ہے مگر حضرت موسی نے نہ مانا اور اصرار کیا

Marfat.com

آخر ایک تجلی نے بیہوش کردیا وہ تجلی اگرچہ ذاتی تھی مگر تجلی ہی کے قالب مین تھی اسلیے ایک روشنی
مثل برق کے اول محسوس ہوتی اور پھر چونکہ تجلی ذاتی تھی اور اوسکی صفت تنزیہی ہے اسوجہ سے
حضرت موسی تو بیہوش ہوے اور طور جلگیا تنزیہی اور ذاتی تجلی کا مقتضا یہ ہے کہ وہ فنا چاہتی ہے
اسلیے طور کی استعداد کے موافق اوسکی فنا ہوگئی یعنی وہ جلگیا اور موسیٰ کے حیثیت کے موافق
اونکی فنا ہوگئی یعنی تھوڑی دیر کے لیے صفات جدا ہوگئے اور صرف ذات باقی رہگئی اور موسیٰ
کی وہ حالت تھی جسکو غش سے تعبیر کیا گیا ہے حالانکہ وہ غش نہ تھا بلکہ صفات کی فنا تھی اور
اسمین راز یہ ہے کہ موسیٰ کی بھی آرزو پوری ہوتی تھی اسوجہ سے اونکے حواس ظاہری تو معطل
کردیے گئے مگر دیدۂ دل کی آنکھ کھولدی گئی اور یہ یاد رکھنا چاہیے کہ دیدۂ دل اوسیوقت وا ہوگا
جبکہ دیدۂ ظاہر بند ہو — تو جب موسیٰ منزہ ہوگئے یا مختلف و متعدد الفاظ مین اس طرح کہا جائے
کہ دیدۂ ظاہر کو بند کرکے دیدۂ باطن سے مشاہدہ کرنے کے لیے تیار ہوگئے یا تجلی ذاتی کے
مناسبت کیلیے کیفیت ذاتی حضرت موسی مین باقی رہگئی تھی جسطرح نور اوس ذات کا آنکھ کے مقابل تھا
اوسیطرح ذات اوس نور کی دیدۂ دل کے مقابل تھی مگر آنکھ جسطرح اوس نور سے چھپا لی گئی
چھپائی نہین گئی اوسیطرح دیدۂ دل نہ چھپا ہو کیونکہ خدا کو منظور تھا کہ کچھ نظارہ کرین اور اسکی دلیل
یہ ہے کہ حضرت موسیٰ اول تو ایسی درخواست جو ناممکن الوقوع اور خلاف عرفان ہے نہین
کرسکتے تھے دوسرے خدای تعالی کو کچھ لحاظ اس امر کا ضرور رہا ہوگا کہ جہانتک سے علیحدہ ہو
وہانتک حضرت موسی کی یہ خواہش پوری کردیجائے اور ایک دلیل یہ بھی ہے کہ خدای تعالے
ایک نبی کے دل مین جو کہ معصوم ہے کبھی ایسی غلط اور باطل تمنا نہین پیدا کرسکتا جو کہ خدا کی
ذات مین کمی ظاہر کرے یا اپنی ناواقفیت اور جہالت کا ثبوت دے لہذا یہ ماننا پڑیگا کہ حضرت
موسیٰ کو حسرت رویت اوسیطرح تھی جسطرح کہ ممکن ہے یعنی دیدۂ دل سے اب رہا یہ امر کہ انکار
کیون ہوا اگر بہر نظارہ دیدۂ دل کا ممکن تھا تو اسکا جواب یہ ہے کہ اگر ظاہری صورت انکار اور
حضرت موسی کے غش کی نہوتی تو ہر شخص کو جرأت نظارہ ہوجاتی تو خدا کیا ہوا ایک تماشا ہوا

لہذا اسکا یہ انکار اور بباطن قبولیت تھی اور اس انکار مین صداقت یہ تھی کہ چشم ظاہر سے موسیٰ نہ دیکھ سکے اور قبولیت کی صداقت یہ ہوئی کہ چشم باطن سے دیکھ لیا۔ تو خدای تعالیٰ کے دیدار مین جب یہ مشکلین ہین اوسکا عرفان کسقدر مشکل ہوگا کیونکہ اول مرتبہ علم و عرفان کا مشاہدہ ہے بعد اسکے اور بہت مراتب ہین اوسوقت سب کے آخر مین عرفان ہوسکتا ہے وہ بھی اگر ممکن ہو لیکن یہ بھی نفی نہین کیجاتی کہ عرفان ذات سبحانہ تعالیٰ ممتنع ہے کیونکہ جو واصل حق ہو جائیگا اوسے عرفان کامل حاصل ہوگا اور واصل حق ہو جانا چونکہ ممتنع نہین اسوجہ سے ہم یہ بھی کہہ سکتے ہین کہ عرفان بھی ممکن ہے اب رہا یہ امر کہ واصل حق ہونا کیونکر ممکن ہے اسکا امکان اور اوسکا اظہار تو اونھین لوگون سے کچھ خوب ہوسکتا ہے جو کہ واصل الی الحق ہین ہم سوا اسکے اور کچھ نہین کہہ سکتے کہ یا ایتہا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربك راضیۃ مرضیۃ اور یہ رجوع اصل مین خوشخبری اور مژدہ ہے کامیابی وصل کا ورنہ محض رجوع کے لیے تو ہر ایک چیز موجود ہے کوئی شئے نہین جو اوسکی راجع نہو البتہ رجوع مسرت و کامیابی جسکا اظہار راضیۃ مرضیۃ سے بخوبی ہو رہا ہے یہی ظاہر کر رہا ہے کہ جس نفس مطمئنہ کو جو آرزو ہو اسکے حاصل ہونیکے بعد عاشق اور طالب وصل کی رضامندی ہوسکتی ہے تو اگرچہ صاف و صراحۃ اسکا اظہار نہین کیا گیا مگر ایسے معاملات اسیطرح ظاہر کیے جاتے ہین کُلّمہم کھلا اگر کہے جائین تو بہت سے نقصان ایسے لازم آئین جو کہ قانونی یعنی شرعی مصلحت کے خلاف ہین تو کسی کو اس امر سے نا امید ہونا نہ چاہیئے کہ عرفان یا وصل حقیقی حاصل نہو گا مگر یہ بات ضرور ہے کہ سالکون نے جو اصول قرار دیے ہین اونکی اتباع کرنا لازم والزم ہے اور اگر ایسا نکریگا تو کوئی اور صورت کامیابی کی عادت الٰہی کے موافق نہین رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وساطت تو فرض ہین ہے اصول ... کر اونمین سے کوئی کسیکو کم ہو یا کوئی زیادہ ہو۔

فصل ۲ — عرفان ذات خود

اپنے آپ کو جسنے پہچان لیا ہے اوسنے گویا خدا کو پہچان لیا وجہ اسکی یہ ہے کہ انسان مجموعہ جملہ صفات باری تعالیٰ ہے اور عالم کبیر مین سے کوئی شئے ایسی نہین جو

جو کہ انسان مین ہو اسی سے اسکو عالم صغیر کہا ہے تمام عوالم کے ساتھ مطابق کر کے انسان کے
تمام اعضاء وغیرہ کا بیان تو نہایت طویل ہوگا مگر چند امور کلیتہ بیان کیے جاتے ہین —

اول اعیان ثابتہ ہین جو کہ دراصل صور علمیہ ہین اور یہ تمام موجودات سے پہلے حضرت
علمیہ مین ارادے کی ساتھ ہی صورتین قائم ہوئین اور وہ صورتین بحیثیت مجموعی کلیات کے
طور پر تھین نہ کہ بطور جزئیات تو انسان مین بمقابل اعیان ثابتہ کے وہ ارادہ و علم ہے
جسمین ضرورت کی وجہ سے اوسکے ساتھ ہی کسی چیز بنانے کا تصور پیدا ہوتا ہے —

بعد اعیان ثابتہ کے وہان عالم مثالی ہے جسمین تمام کائنات کی وہ صورتین جو کہ فرداً فرداً
علیحدہ علیحدہ ہین قائم ہوئین تاکہ اون صورتون کے مطابق کائنات کا ظہور ہو اور اس
عالم مثالی کو وہی تعلق اعیان ثابتہ سے ہے جو [illegible] تعلق تمام موجودات سے [illegible]
عالم مثال روح و جسم کے مابین مین ہے اسکے مقابل مین انسان کے یہان قوت تخیلہ ہے
اور اسکو عالم خیال بھی کہتے ہین اسی عالم مین انسان وہ صورتین پیدا کرتا ہے جنکی [illegible]
وہ تمام اشیا جنکا ارادہ اوسنے کیا تھا بناکے خارج مین ظاہر کریگا اور جسطرح عالم مثال مین
اعیان ثابتہ کی تفصیل ہوتی ہے اوسیطرح انسان کے عالم خیال مین اوسکے ارادے کی
تفصیل ہوتی ہے وہان صور علمیہ کلیہ سے جو کہ اعیان ثابتہ مین تھین عالم مثال مین [illegible]
طور کیا یہان تصور مطلق سے عالم خیال مین جزو جزو تصورین قائم کین چنانچہ جب انسان [illegible]
اور قوی الدماغ جب کوئی انجن یا مشین بنانیکا ارادہ کرتا ہے تو عالم خیال مین [illegible]
کل پرزے ادنی سے اعلی تک تجویز کر کے اون کی صورتین [illegible] ذہن مین [illegible] کر لیتا ہے
بعد ازان عالم مثالی کے مطابق وہان تمام کائنات کا ظہور ہوا اور اول وہ چیزین بنائی گئین [illegible]
[illegible] چیزون کے لیے لازم تھین مثلاً خلقت دنیا [illegible] عناصر بنائے گئے بعد اوسکے
[illegible] اسیطرح انسان بھی اپنے عالم خیال کے مطابق [illegible] اشیا و سامان فراہم کرتا [illegible]
[illegible] مشین کیلیے [illegible] ضروری ہونگے یعنی دھاتین [illegible] کیلیے اونکو مناسب [illegible]

ڈھالنے یا گڑھنے کے لیے آگ پانی وغیرہ اور اوزار اوسکے بعد جسطرح وہاں مولید ثلاثہ [illegible]
اوسیطرح یہاں پرزے اوسنے بنائے اور ہر پرزہ ایک مکمل شئی بھی ہے اور انجن کا جز بھی ہے
اوسیطرح وہاں ہر شئی اپنی جگہہ پر مکمل بھی ہے اور نظام عالم کا ایک پرزہ بھی ہے علی ہذا القیاس
عالم کبیر میں جسقدر چیزیں ہیں وہ سب انسان میں بھی موجود ہیں مشکل اور بڑی چیزیں جو [illegible]
وہ ظاہر کردی گئیں ادنی ادنی استعدادیں معمولی طور سے معلوم ہوسکتی ہیں اور چونکہ انسان میں
سب کچھ ہے اسلیے وہ سب کچھ کرسکتا ہے بشرطیکہ اپنے تمام پرزوں اور مادوں کو اپنی جگہہ
صرف کرے اور اگر بیجا اور بے محل صرف کریگا تو اوسکی مثال ایسی ہوگی کہ جیسے انجن بنا ہے اسلیے
کہ انسان وحیوان اور ضروریات انسانی کو ایک جگہہ سے دوسری جگہہ جہاں ضرورت ہو لیجائے
مگر ایسا نکرے بلکہ اوس انجن کو صرف کوڑا کرکٹ اوٹھانیکے لیے وقف کرے اور آدمی اپنا اپنا
سامان اپنے سر پر اوٹھا اوٹھا کے ہزاروں کوس کی منزلیں طے کریں غرضکہ جب انسان اپنی تمام
جزئیات وکلیات کو پہچان لیگا اور ان قوتوں کو دیکھے گا جو کہ اوس میں [illegible]
ان سب اجزا کے ذریعہ سے اوسکی رسائی اوس ذات تک ہوجائیگی جسنے خود اوسکو اور تمام عالم
پیدا کیا ہے اور یہ رسائی ذہنی صرف خیالی نہو کیونکہ اگر خیالی ہوئی اور مشاہدہ نہوا [illegible]
جو کچھ لکھا ہے اوسپر یقین کرلے اور بالذات مشاہدہ نکرے تو یقین علم الیقین ہوگا عین الیقین
ہرگز نہوگا عین الیقین اوسوقت ہوگا جبکہ اپنی آنکھہ سے اپنے تمام اجزا و قوی کو مشاہدہ کرتا جائے
اور اسکی ترتیب اوسیطرح ہوگی جسطرح اوسکی قوت مشاہدہ اور تحقیق حقائق مراتب طے کرگئی اور اوسکا
سلسلہ یہ ہو کہ اول ظاہر کا مشاہدہ ہوگا ظاہری آنکھہ سے اور پھر باطنی [illegible]
بطون در بطون کا یہانتک کہ حقیقت الحقائق تک دیدہ دل کا [illegible]
عین الیقین حق الیقین تک پہنچ جائیگا اور یہی عرفان کامل [illegible]
نہیں ہوسکتا جب تک روح کو [illegible]
غبار سے صاف نہو اور غبار آلودہ [illegible] کثافت روح [illegible]

Marfat.com

نفس امارہ اور اوسکی تحریکات مین جسوقت یہ نفس امارہ جوکہ ایک حجاب ہے رفع ہوجائے گا
درمیان مین کوئی پردہ نرہیگا اور مشاہدہ شروع ہوگا جسقدر حجابات رفع ہوتے جائین گے
اوسیقدر مشاہدات آگے بڑھتے جائین گے یہانتک کہ مرتبۂ عرفان مین داخل ہوجائے گا اور
اس حدیث کا یہی فلسفہ ہے من عرف نفسہ فقد عرف ربہ بعض لوگون کا خیال ہے
کہ ہر ذرہ کی حقیقت سے واقف ہوجانیکے بعد عرفان حاصل ہوسکتا ہے مگر اصل بات یہ ہے
کہ اگر علم و معرفت ذرہ ہی مین محدود رہی تو عرفان بھی محدود ہوگا کامل نہوگا کیونکہ ذرہ یا کوئی
شئی جو سوا انسان کے ہے جامع صفات الٰہی نہین ہے لہذا سوای انسان کے ہر چیز کا عرفان
عرفان ناقص ہوگا مگر انسان جب اپنے آپکو پہچان لیگا تو عارف کامل ہوگا کیونکہ یہ علم معرفت
تفصیلی و کلی ہے جزئی نہین اور دوسری چیزون کا علم جامع نہونیکی وجہ سے کلی اور تفصیلی نہین
اور حدیث شریف مین لفظ من جو زیادہ ہے تو یہ ہمیشہ صاحب نفس کے لیے زیادہ تر استعمال
کیا جاتا ہے اور غیر ذوی العقول کیواسطے نامناسب اور اس حدیث کی شرح سے صاف ظاہر ہے
کہ اسکا اشارہ انسان ہی کیطرف ہے نہ کہ دیگر حیوانات کی جانب آپ مین کہہ اس بات کو ظاہر
کرتا ہون کہ عرفان محض خیالی یا ذہنی رسائی نہین ہوتا اگر ایسا ہو تو اوسکو علم کہین گے
عرفان نہ کہین گے اور علم و عرفان مین بہت بڑا فرق ہے وہی فرق ہے جوکہ علم الیقین اور
حق الیقین مثلاً ہر انسان عالم و عاقل یہ جانتا ہے کہ انسان کے تمام کام دماغی قوتون پر موقوف
ہین مگر یہ جاننا عرفان کے لیے کافی نہین ہے بلکہ اول بچشم خود اون قوتون کو اپنے دماغ مین
سب حرکتین کرتے دیکھے اور پھر اپنے اس عینی معلومات کے موافق اونسے کام بھی لے اوسوقت
یہ یقین کہ دماغ کام کرتا ہے حق الیقین ہوجائیگا اور تبھی ان دماغی قوتون اور اوسکے مخزن کا
عرفان ہوگا تو یہ ظاہر ہے کہ کوئی شخص اپنے دماغ کے اندر کا حال بچشم خود مین دیکھ سکتا بلکہ
جو چیزین مجسم ہین اونکو بھی دیکھنا محال ہے اسوجہ سے کہ آئینہ مین تو صرف حصہ ظاہری کا
عکس پڑتا ہے اور نہ تو دماغ کا اپنے اپریشن کرسکتا ہے اور نہ اپریشن سے باطنی اشیا

یعنی قوتین نظر آتی ہین مثلاً عقل و محبت وغیرہ کو کوئی شخص کسی طرح نہین دیکھ سکتا مگر جسکا آئینۂ
قلب خیالات غیر ضروری کے غبار سے صاف اور جسکی روح نفس امارہ پر غالب ہو وہ صرف
قوتون ہی کو نہین بلکہ سبکی حقیقت کا مشاہدہ کرتا ہے اور جبھی وہ عارف ہو سکتا ہے بغیر اسکے ممکن نہین
فصول گذشتہ مین ہم اصول و فروع تزکیۂ نفس و تصفیۂ لکھ چکے ہین اونہین کے موافق عملدرآمد
کرنیسے یہ مشاہدات رفتہ رفتہ حاصل ہوتے ہین بار بار لکھنے کی ضرورت نہین اب اسمقام پر
صرف اتنا کہنا اور ہے کہ اپنی ذات کا عرفان اسقدر مشکل ہے جسقدر خدا کا عرفان کیونکہ
صرف لفظون مین فرق ہے حاصل دونون کا ایک ہی ہے چنانچہ انسان اپنا عرفان کرلیتا ہے
تو اپنے کو بھول جاتا ہے اور نہ اوسکی ہستی رہتی ہے نہ وہ اپنی ہستی کو کچھ سمجھتا ہے تو جب
خود نہ رہا صرف ذات باقی رہی لامحالہ یہ عرفان اپنا نہوا بلکہ ذات کا ہوا اور اس عرفان کا راز
بھی یہی ہے کہ انسان مجموعۂ صفات ذات کا نام ہے اور انھین صفات کے ذریعہ سے
ذات کا عرفان ہوتا ہے تو اپنا عرفان درحقیقت دوسرے الفاظ مین یون ہے کہ صفات
الٰہی مین ذات کی تلاش کرنا جب صفات کے منازل سے آگے گذر کے ذات تک
پہونچ جائیگا تو ضرور ہے کہ صفات کی اہمیت بلکہ ہستی اوسکی نگاہ مین نہ رہیگی اور چونکہ
ہر چیز ظاہر مین صفت اور حقیقت مین ذات ہے یعنی ذات پر صفات زائد نہین بلکہ ذات
اعتبارات کی وجہ سے صفات کہلاتی ہے [illegible] اور اوسوقت ذات و صفت کی حقیقت
[illegible] الفاظ اور اعتبارات کی
وقعت [illegible]
دیکھ رہا ہے اور وہی [illegible] رہا ہے [illegible] اور صفت ہی [illegible] رہا ہے
اسکی مثال یہ ہے کہ جیسے [illegible] دیکھنے والیکو [illegible] معلوم ہو رہا ہے
اور قریب [illegible] اپنے ہاتھ [illegible] لیا ہے [illegible] معلوم ہوگا و اہل قربت
[illegible]

وصل
علامت عرفان

عارف کو عارف ہی پہچان سکتا ہے جسطرح انسان کو صرف انسان ہی پہچان سکتا ہے کوئی حیوان یہ قدرت نہیں رکھتا مثل مشہور ہے کہ ولی را ولی می شناسد لیکن ہر ایک غیر عارف اگر عقل سلیم رکھتا ہو تو اسطرح پہچان سکتا ہے کہ زیادہ دھوکا نہ کھائیگا اور وہ علامات جنکے ذریعہ سے عرفان ہوگا حسب ذیل ہیں-

تمام اصول تزکیہ نفس و تصفیہ جس میں موجود ہوں یا ایسا ہو کہ کسی ایک رکن میں اوسکو ایسا انہماک ہو کہ دوسرے اصول کیطرف اوسکو زیادہ توجہ نہو سکے مگر خصوصیت کے ساتھ تمام نفسانی افعال سے پرہیز رکھتا ہو اور انانیت سے بری ہو اور اوسکی مشیت اور مقصود حصول دنیا نہو اور خلاف شریعت وہ امور جو بالاتفاق حرام ہیں قطعاً انکرتا ہو نا لبا عارف ہوگا یا قریب اسکے ہوگا کہ عارف ہو جائے افعال حرام میں سب سے بڑا فعل ایک تو زنا ہے دوسرے کسی کا دل دکھانا ان دونوں کا مرتکب جو شخص ہو وہ کبھی ادنی درجہ کا بھی درویش نہیں ہوسکتا سلوک طریقت و حقیقت و معرفت تو بہت دور ہے انہیں سے اگر ایک کی بھی کمی ہو تو قطعی حکم لگا دینا چاہیے کہ زمرۂ اہل اللہ سے نہیں اور عارف کی شناخت یہ بھی ہے کہ ان اوصاف کے علاوہ خودبخود دل اوسکی طرف کھنچے اور اوسکے پاس بیٹھنے اور اوسکی صحبت اور [illegible] سے نیک کاموں کیطرف ایک معجز نما طریقہ سے قلبی توجہ ہو جن بری باتوں کا چھوٹنا [illegible] معلوم ہو وہ خودبخود بدون کوشش ترک ہو جائیں اور دل نہ چاہے اور جن اچھی باتوں پر باوجود کوشش کسی طرح توجہ نہوتی ہو خودبخود اونمیں جی لگے مگر جو لوگ بدنفس [illegible] عارفوں کی شناخت نہیں ہوسکتی کیونکہ ہمیشہ نیک نفس جو کہ صاحب [illegible] و صاحب فراست ہوتا ہے چنانچہ حدیث میں ہے کہ مومن ایک ایسی فراست رکھتا ہے جو اوسے خدا کی طرف سے ملتی ہے درحقیقت عقل سلیم ایک عطیۂ الہی ہے جسکو یہ نصیب ہو اوسکو یہ ایک امر کی شناخت ہو سکتی ہے خصوصاً عرفان کی علامت [illegible] جن کو کبھی نہیں کہتا اور ایسے لوگوں کو نہیں پہچان سکتا اور اسمیں چند در چند وجوہ ہیں

اول تو ہر شی عالم ظاہر ہے متعلق نہین دوسرے جو خصوصیات اہل اللہ کے ہین یعنی
کرامات وخرق عادات وغیرہ تو ساحرون اور شعبدون ہین جو خاص امور ہوتے ہین اونکی
ظاہری کرامات سے بہت مشابہ ہے لوگون کو اکثر دھوکہ ہوتا ہے دوسرے اکثر دنیادارون نے
عارفون کا لباس اور کلمات کو اختیار کیا ہے تا کہ لوگون سے اونکو نفع دنیوی پہونچے
اور یہ لوگ ایسی باتین اور حرکتین کرتے ہین جنکی وجہ سے غرضمندون کو دھوکا ہوتا ہے
مگر صاحبان عقل سلیم کبھی اونکے دھوکے مین نہین آتے اور وہ اندرونی باتون کو یعنی اونکے
خیالات اور نیتون کو دیکھتے ہین اور اوسی سے پتہ لگاتے ہین یہ دنیادار ہین یا حور وجنان
کے طالب ہین یا خدا سے عشق رکھتے ہین اور ہمیشہ انھین خیالات مین رہتے ہین اور نیت وخیال
ایک ایسی غالب چیز ہے کہ اہل نظر وعقلمندون سے پوشیدہ نہین رہتی کیونکہ جس شخص پر جو نیت
غالب ہوتی ہے وہ ہر ایک کام قریب قریب اوسی نیت سے کرتا ہے تو یہ کہا تک پوشیدہ
رہیگا اگرچہ چھپائے گو کسی نہ کسی عمل سے ظاہر ہو جایا کرتا ہے اکثر تجربہ کارون نے دیکھا ہے کہ
بعض اہل اللہ اپنے آپکو چھپانے کے لیے وہ حرکات کرتے ہین جو شرع مین [illegible] ہین مگر وہ لغو ہین
حرام نہین تا کہ لوگ انکو دنیادار کہین [illegible] ظاہر کرتے ہین بعض یہ ظاہر
کرتے ہین کہ ہم شراب پیتے ہین [illegible] اختیار کرتے ہین جسمین وہ پوشیدہ
رہتے ہین اور جو [illegible] دنیا [illegible] والے ہین اونمین سے بعض تو رنگین لباس پہنتے ہین
[illegible] ہاتھ مین بقول مولانا [illegible] زبان [illegible] گاؤ خر + اور بعض اہل دنیا وہی
وہی حرکتین کرتے ہین جو اپنے آپکو پوشیدہ کرنے کے لئے اہل اللہ کیا کرتے ہین بہر صورت
دنیادار ہو یا فقیر کیا [illegible] اور نیت زیادہ [illegible] نہین [illegible]
کافی ہوتا ہے اور اصل تو یہ ہے کہ دنیا مین ہر صفات کے لباس مین تجلی ذاتی ظہور پذیر
ہوتی ہے شخص تنزیہ کی صفت مین نہین ہو سکتی اور [illegible] تشبیہ ان دونون کا جمع رہنا
لازم ہے یہ ضرور ہے کہ کہین [illegible] غالب ہو کسی مین تنزیہ جسکی وجہ سے کوئی کم مشہور ہوتا ہے

کوئی شہرۂ آفاق ہوجاتا ہے - اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ تشبیہ و تنزیہ مین اختلاف ہوتا ہے مثلاً
بعض لوگ فقیر کامل مشہور ہین اور دراصل وہ شیطان ہین اور بعض دنیادار مشہور ہین مگر
درحقیقت مین وہ کامل ہین لیکن یہ شہرت عکسی عوام مین ہوتی ہے خواص اونکی اصلیت سے
واقف ہوجاتے ہین کیونکہ ہر ایک ذات منزہ کبھی نہ کبھی تشبیہ مین ضرور متجلی ہوتی ہے خواہ
وہ تشبیہ خواص ہی کے لیے مخصوص ہو اور اکثر تشبیہ منزہ یعنی فنا ہوجاتی ہے مگر یہ تشبیہ
جلالی ہوتی ہے تشبیہ جمالی کبھی فنا نہین ہوتی اور تنزیہ سے نہین بدلتی تفصیل اس اجمال کی
یہ ہی کہ جو شخص عوام مین کامل مشہور ہو اور خواص مین ناقص تو آخر کار وہ عوام مین بھی ناقص ہی
مشہور ہوجائیگا خواہ مرنے ہی کے بعد کیون نہو اور جو فقیر کامل اپنے کو پوشیدہ رکھتا ہے عوام
اوسکو دنیادار یا گنہگار سمجھتے ہین وہ ایک زمانہ کے بعد ضرور کامل مشہور ہوجائیگا مگر یہ شہرت
جمالی ہے اسکو تغیر زوال کیطرف نہوگا ایک مقولہ مستند یہ ہی کہ انچہ ہستی بنما ورنہ نمایندت
کوئی شخص جو درحقیقت کامل ہو وہ جب مشہور ہوجاتا ہے تو روز بروز اوسکی شہرت زیادہ ہی
ہوتی جاتی ہے کیونکہ اگر پھر وہ منزہ ہو تو یہ ایک ظاہری زوال ہی مگر تجلی جمالی کسی زوال کی مقتضی
نہین بلکہ ہمیشہ عروج کیطرف مائل رہیگی —

غرض یہ ہے کہ ان سب پہلوؤن پر عقل سلیم رکھنے والے شخص کو غور کرکے دیکھنا چاہیے اور
کرامات و خرق عادات کوئی چیز نہین شعبدہ و سحر اور استدراج اور کرامت و معجزہ
ان سبکی ظاہری صورت ایک ہی ہے صرف اوس شخص کے حالات باطنی معلوم کرنا چاہیے
جس سے خرق عادات سرزد ہوتے ہون اوسیوقت یہ بھی معلوم ہوسکیگا کہ یہ معجزہ ہے
یا کرامت ہے یا شعبدہ ہے - ظاہر ہی کہ جو شخص اپنے آپکو فقیر بتاتا ہوا اور صاحب خرق
عادات ہو لیکن دراصل فقیر نہو تو وہ جھوٹا ہے اور بکثرت اوسکو جھوٹ کی عادت ہوتی ہی
صرف یہی ایک فعل ایسا ہے کہ پوشیدہ نہین رہسکتا جھوٹا آدمی آخر کار جھوٹا ثابت ہوجاتا ہے
چنانچہ جو لوگ اپنے آپکو چھپانے کی غرض سے جو دروغگوئی کرتے ہین اونکا دروغ بھی کھلجاتا ہے

اب رہا یہ امر کہ وہ خلاف شرع خصوصاً کذب کے جو کہ حرام مطلق ہے کیون عادی ہوتے ہین اور کسطرح زمرۂ اہل اللہ مین شمار اونکا ہو سکتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اگر کسی ایک گناہ سے چند گناہ بڑے ہوتے ہون تو ایک گناہ کو اختیار کرنا پڑتا ہے اور اسیکو دروغ مصلحت آمیز کہتے ہین اگر اس سے بہت فسادات اور نقائص پیدا ہوتے ہون تو اس دروغ کو اختیار کرنا پڑتا ہے لیکن جو لوگ کمال عالی ظرف ہین اونکو اپنے عرفان کے اظہار سے کسی طرح کا روحانی نقصان نہین ہوتا اونکو پوشیدہ کرنیکی ضرورت نہین اور اونہین ایسا جھوٹ بولنا جائز بھی نہین جیسا سوال کرنا حرام ہے مگر جب سوال نہ کرنیسے یہ نقص لازم ہو کہ اور افعال حرام ہونگے تو سوال کرنا حرام نہین رہتا مگر زنا وغیرہ کی حالت مین جائز نہین خواہ اوسکو پوشیدہ کرنے کی ضرورت کیسی ہی ہو بہ نسبت اور افعال حرام کے زنا مین ایک شیطانی خصوصیت ایسی ہے کہ تمام عمر کی عبادت کا سارا اثر ایک مرتبہ زنا کرنے سے باطل ہو جاتا ہے اتنا نقص کسی اور فعل حرام سے نہین ہوتا اور اسکے بعد ظلم ہے اگر ایک شخص پر ظلم کیا جائے صرف ایکمرتبہ تو جب تک وہ دل سے معاف نکرے تمام عمر اوسکا اثر زائل نہین ہو سکتا عبادت مین کوئی تاثیر نہوگی اور ظلم مین صرف مار پیٹ نہین داخل ہے بلکہ اگر ناجائز ذریعہ معاش کا ہے تو وہ بھی ظلم ہے چوری کر کے کسی کا مال لیلینا دھوکا دیکر یا زبردستی یا کسی طرح کی بدنیتی سے مثل رشوت وغیرہ کے یہ سب ظلم ہے اگر اس ظلم کا طعام شکم مین جاتا ہے تو یہ ایک سخت حجاب ہے عبادت مین کوئی اثر نہوگا تو ایسا شخص خواہ کتنی ہی عبادت دل و جان سے کرتا ہو جب بھی عارف کامل نہوسکیگا

فصل ۴ حالت عرفان

عرفان کی حالتین حقیقۃً تو سب ایک ہی ہین مگر صورۃً فرق ہے کوئی عارف تو کسی چیز مین ذات اقدس کا مشاہدہ کرتا ہے اور کوئی کسی مین مثلاً بعض فقرا کو لوگون نے حسن پرست دیکھا ہوگا درحقیقت وہ حسن کی صورت مین درحقیقت کا مشاہدہ کرتے ہین اور اسی سے اونکو زیادہ دلچسپی ہے چنانچہ حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کے واقعات حسن پرستی کے مشہور ہین کہ وہ اکثر حسین آدمی کو پیار کر لیا کرتے تھے

مگر عورتین مستثنی کردی جاتی تھین ایک اور شخص نے جو کہ دنیادار تھا یہی طریقہ اونکی دیکھا دیکھی اختیار کیا شیخ سعدی رح نے ایک مرتبہ اوسکے سامنے ایک لوہے کے ٹکڑے کو جو کہ آگ مین سرخ ہو گیا تھا اوسی بے تکلفی سے پیا کر لیا اوسوقت سے اوسکو تنبیہ ہو گئی بات یہ تھی کہ وہ ذات اقدس کا معائنہ ہر ایک حسن مین کر سکتے تھے اور ذات کو اونکی طرف توجہ بھی تھی اس نسبت اور تعلق کی حالت مین صفات یعنی ظواہر سے تعلق نہین رہتا اور نہ رویت ظواہر کا اوسپر مترتب ہوتا ہے اسلیے وہ جل نہین سکتے تھے کیونکہ سوزش اوسکی عالم ظاہر سے متعلق تھی اور اونکو نسبت و رابطہ اوسکے باطن سے تھا۔ بعض عارف گل و بلبل مین بعض شمع و پروانہ اور علی ہذا مختلف اشیا مین مشاہدہ کرنے کے عادی ہوتے ہین اور یہ ایک مناسبت طبعی ہے جسکو جس سے دلچسپی ہو جائے مگر اکمل الکاملین جو لوگ ہین اونکو ہر ایک شئی یکسان ہے کسی ایک چیز سے مناسبت نہین بلکہ تمام اشیاء جمالی سے یکسان مناسبت ہے اور اونکی نظر مشاہدہ مثل آفتاب کے روشن ہوتی ہے چنانچہ سب عارفونکے سردار بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو بکر صدیق رض کا فرمان ہی کہ مین جس شئے کو دیکھتا ہون اوس سے قبل خدا کو دیکھ لیتا ہون اس سے یہ ظاہر ہے کہ اونکی نظر ہر چیز کے ملاحظہ کے وقت اول باطن پر پڑتی ہے اوسکے بعد ظاہر پر۔ اور حضرت علی رض کا مقولہ ہی کہ وہ خدا کو اپنے ہمراہ چلتا ہوا اور اپنے ساتھ دیکھتا ہوا اور سنتا ہوا وغیرہ وغیرہ دیکھتے ہین اور وہ بھی اکمل ہے جو اپنے آپ مین مشاہدہ کرے اور یہ معائنہ ایک جامعیت کے ساتھ ہوگا اوس شخص کے برابر نہین جو ہر چیز مین یکسان طور پر ذات حقیقت کا مشاہدہ کرے مگر تمام اقسام عارفین سے بہتر ہی اور حقیقۃً سب ایک ہین کیونکہ جسکی نظر حقیقت تک پہونچی اوسکو ہر ایک شئی کے معائنہ مین وہی کیفیت ہوتی ہی اور ہر ایک ذرہ کے دیکھنے سے اوسے دیدار حقیقی حاصل ہوتا ہے اور اکثر ایسا بھی ہوا ہے کہ بدون مجاز کے حقیقت کی طرف رسائی ہو گئی ہے اور یہ غیر ممکن نہین ہے کہ بدون ظاہر کے باطن کا مشاہدہ ہو یا حسب تقاضاے

کسی نور کا بحالت مراقبہ مشاہدہ ہو تو وہ نور اگرچہ قالب مین ہو یعنی ظاہر و باطن دونون وجود
ہین مگر ظاہر وہان نہین ہے صرف حقیقت ہی اور یہ حقیقت ظاہر ہی اور حقیقۃ الحقائق اوسکا
باطن ہی بخلاف اسکے کہ اگر وہ نور تجلی رحمانی نہوتا بلکہ شیطانی ہوتا جو کہ دھوکا دینے کے لیے
دکھایا جاتا ہے تو وہ نور ظاہری ہوتا اور اوس نور ظاہری مین حقیقت ہوتی اور اوسکی حقیقت
باطن مین حقیقۃ الحقائق اور گویا یہ ایک ایسی صورت ہے جس مین ایک حجاب زائد ہی جو جلالی
ہی اور اس جلالی کو جمالی سمجھنا یہی دھوکا کھانا ہے ورنہ اور کوئی فرق باطن در باطن [illegible] ہوتا
حقیقۃ الحقائق سب مین یکسان ہے اگرچہ حجاب سب مین ہوتا ہے بغیر حجاب کے تو نہین ہوسکتا
مگر حجاب جلالی کو حجاب جمالی نہ سمجھنا چاہیے اور حجاب جمالی کو جلالی نہ خیال کرنا چاہیے [illegible]
گمراہی ہے اور اسیکو التباس حق و باطل کہتے ہین مصرع حق مین جو ظاہر ہو پوشیدہ ہی باطل [illegible]
مشرک جو بتون کو پوجتے ہین اونپر یہ الزام ہے کہ وہ حقیقت کے منکر ہین اور یہ سمجھتے ہین کہ بت
حقیقت ہے حالانکہ وہ مجاز ہے اور اوسمین پوشیدہ حقیقت ہے اسکو جہالت اور کفر [illegible]
لیکن جو لوگ ان صفات مذمومہ سے بری ہین اونکو اس حقیقت و مجاز کے فرق سے اور ظاہر
و باطن کے فرق سے اطلاع رہتی ہے مثلاً یہ کہ کعبۃ اللہ کو وہ مسجود حقیقی باعتبار [illegible] سمجھتے ہین
اور سنگِ اسود کو وہ باعتبار مجاز کے ایسا نہین خیال کرتے ہین کہ وہ بوسہ دیا جائے چنانچہ
حضرت عمر رض نے اسی نصیحت کے واسطے بوسہ دیکر فرمایا کہ اے حجر اسود یہ نہ خیال کرنا کہ
تجکو عمر بوسہ دیتا ہے مین صرف اسلیے بوسہ دیتا ہون کہ یہان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
بوسہ دیا ہے اس بات سے حضرت خلیفہ دوم نے مجاز کے شبہ کو رفع [illegible]
اس سے یہ تھا کہ کوئی مجاز قابل پرستش یا عظمت نہین ہے [illegible]
حقیقت نہ کہ مجاز مثلاً اللہ معبود ہے لیکن اسکا مجاز الف لام [illegible]
معبود نہین ہین بلکہ وہ ذات اقدس معبود ہے جسکو ان لفظون سے تعبیر کیا ہے [illegible]
تعبیر نہین کیا جا سکتا مگر تعلیم بغیر اسکے ممکن نہ تھی ہر ایک چیز کسی لفظ سے [illegible] جاتی [illegible]

چاہیے کہ ظاہر اور مجاز قابل پرستش نہین اور نہ جلال بلکہ باطن اور جمال اور حقیقت قابل پرستش ہی جس شخص کو اسمین شبہ ہو وہ بزرگون کے کلام اور قرآن و حدیث سے تعلیم لے اللہ کی تعریف جو کلام مجید مین جابجا ہے اوسکا منشا یہی ہے کہ کہین مجاز اللہ معبود نہو جائے بلکہ وہ ذات جسکا نام اللہ ہے اور جو رحمٰن و رحیم اور فلان فلان اوصاف رکھتا ہے غرضکہ جملہ صفات حمیدہ سے متصف ہے اب اس سے مجاز کی نفی ہوگئی کیونکہ لفظ اللہ کا مجاز اوسکے حروف ہین اور حروف یہ صفات ہرگز نہین رکھتے بلکہ لفظ اللہ کی حقیقت جو ذات ہے وہی یہ صفات رکھتی ہے تو خدا نے خود ہی تعلیم ایسی دی ہے جس سے یہ ظاہر ہو جائے کہ لفظ اللہ مین کے مجاز کو یہ قوت و عظمت حاصل نہین ہے کہ وہ پرستش کی جائے چہ جائیکہ اور تمام اشیا کے مجاز مگر جو لوگ گمراہ ہین وہ بصورت مجازی پرستش کرتے اور کراتے ہین چنانچہ جو لوگ خدائی کا دعوی کرتے ہین او مہین اور فرعون مین کوئی فرق نہین ہے بلکہ فرعون کے خیالات مین تو کلام ہی بعض لوگون کا خیال ہے کہ فرعون اپنی جگہ پر اپنے ذہن مین یہ سمجھا تھا کہ وہ واقعی خدا نہین ہے مگر نمرود کی بابت کسیکو کلام نہین ہے کہ وہ خدائی کا مدعی تھا تو یہ ظاہر ہے کہ وہ کافر تھا اور اب جو لوگ فقیری کے مدعی ہین وہ بھی یہی کہتے ہین کہ ہر چیز خدا ہے اور ہم بھی خدا ہین تو انمین اور نمرود مین کوئی فرق نہین ہے دونون کا حشر ایک ہے مگر بخلاف اون لوگون کے جو کہ اپنی حقیقت کو دیکھتے ہین اور حقیقت سے بلکہ اوسکی طرف سے کہتے ہین وہ بالکل صحیح کہتے ہین جیسے کہ مولانا روم اور حضرت بابا فرید اور حضرت شیخ اکبر اور منصور وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم اجمعین خلاصہ یہ ہے کہ عارفون کی بہت سی صورتین ہین اور گو وہ ظاہری صورت مین علیحدہ علیحدہ ہین مگر حقیقت مین تمام عارف ایک ہین البتہ اون سب کے مدارج مین فرق ہی چنانچہ جو مرتبہ عرفان مین بھی آپکو حاصل ہے وہ کسیکو نہین اور آپ کے بعد عرفان صحابہ اور بعہ کا علی ہذا درجہ بدرجہ ہر اک عارف کو مرتبۂ عرفان حاصل ہے اور اسی مرتبہ کے لحاظ سے ہر ایک کی بزرگی اور عظمت زیادہ ہے وجہ اسکی یہ ہے کہ جو جسقدر صفات کو فنا کر چکا ہی اوسقدر

Marfat.com

ذات سے قربت رکھتا ہے یہانتک اکمل وہ ہے جو واصل ہوا اور پھر اسکے بعد کوئی درجہ
عرفان کا نہین اور یہ درجہ اکمل الکاملین کو ہر وقت حاصل ہے - اکثر فقرا ایسے ہین جو بظاہر
عارف کامل ہین مگر مرتبہ عرفان اونکا اللہ ہی جانتا ہے واللہ اعلم

فصل ۵
اقسام عارفان

عارفون کے جسقدر اقسام ہین وہ سب گویا کاملین او خاندان فقرا کے
اقسام ہین اور یہ تو ہم اوپر بیان کر آئے ہین کہ حقیقت مین تمام عارف
ایک ہی ہین مگر ظاہر مین آپس کے قواعد و اصول ظاہری مین فرق ہے کیونکہ جس طریقے پر
جو چلا وہ ایک خاص طریقہ ہو گیا گو اصلیت سب کی ایک ہی ہے مصرع مختلف ہین راستے
ہر چند منزل ایک ہے ؛ جسطرح کسی منزل کے راستے بہت سے ہو سکتے ہین اوسیطرح
عارفون کے بھی بہت سے طریقے ہین ان راستون مین کوئی قریب کوئی بعید کوئی شاہراہ
کوئی پگڈنڈی ہے کسیکے اثنا مین دریا ہے کہین پہاڑ یعنی کہین جنگل میدان ہو کا عالم ہے
کہین آبادی ہے غرضکہ مختلف کیفیتین تمام راستون کی ہین جسکو جو راہ مناسب معلوم ہوتی ہے
وہ اوس راہ سے جاتا ہے بہمہ وجوہ کوئی راہ ایسی بہتر مین نہین کہ باقی تمام راہین اوس سے
برابر مین کم ہون اور جو راہین ایسی تھین کہ وہ بالکل ہی بد تر تھین اونکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے تشریف لا کے بند کر دیا اب وہ راستے رہگئے ہین جنمین تھوڑا تھوڑا سا فرق ہے کسی مین کوئی
خوبی ہے کسی مین کوئی مثلاً ایک راہ ایسی ہے کہ بالکل صاف اور سب سے زیادہ بے اندیشہ ہے مگر وہ
بعید بہت ہے اور ایک راہ ایسی ہے کہ وہ قریب ہے مگر خوفناک ہے جسکے پاس جس قسم کا سامان
ہوتا ہے اوسکی لیے وہی راستہ بہتر ہوتا ہے مثلاً جسکے پاس تمام خوفناک امور کے لیے ا
نتظام ہے نہ رہزن اوسکو ضرر پہونچا سکتے ہین نہ درندے نہ دریا مین ڈوب سکتا ہے نہ
پہاڑ سے گر سکتا ہے اور نہ کانٹون مین اولجھ سکتا ہے نہ راستے کی پیچیدگیان اوسکو
بھٹکا سکتی ہین وہ ضرور ہے کہ قریب کے راستے پر جائے اور بہت جلد منزل کو پہونچ جائیگا
نہ اوسکو دور جانے کی کوئی وجہ نہین - لیکن اگر اون کے پاس اسباب [illegible]

انتظام نہین اونکو لازم ہے کہ بالکل سیدھی راہ اختیار کرین جسمین یہ سب اندیشے نہین اور وہ راہ یہی ہے کہ شریعت کی سیدھی راہ پر چلے جائین اسمین کوئی نقص واندیشہ نہین شریعت کا رہرو کبھی بھٹک نہین سکتا اور جو بھٹکیگا وہ ضرور ہے کہ کسی نہ کسی امر مین شریعت کے خلاف ہوگا چنانچہ جابجا احادیث وکلام خدا مین صاف صاف موجود ہے کہ کلام خدا اور عبادت سے وہی گمراہ ہوسکتا ہے جو فاسق ہے تو اہل فسق کب شریعت کے پیرو ہوسکتے ہین بات یہ ہے کہ جو شخص اعمال زشت کرتے ہین اوسکی عقل ناقص ہوجاتی ہی لہذا وہ اکثر غلط سمجھتے ہین اور مفہوم اصلی کلام خدا ورسول کا اونکی ذہن مین نہین آسکتا یہی وجہ ہے کہ لوگ گمراہ ہوجاتے ہین اور عقل کی کمی وزیادتی اسی فسق اور خیر پر منحصر ہے جو شخص کہ ہمیشہ اخلاق الٰہی اور عبادت الٰہی سے متعلق رہیگا اوسکی عقل ہمیشہ زیادہ ہوتی جائیگی چنانچہ خدای تعالی نے فرمایا ہے کہ یضل بہ کثیرا ویھدی بہ کثیرا وما یضل بہ الا الفاسقین اس آیۃ سے یہ ظاہر ہے کہ جو کچھ اوپر بیان کیا گیا تو اسیطرح تمام طریقے مختلف ہین جسقدر طریقے ہین اور جسقدر اقسام عارفون کے بظاہر ہوسکتے ہین اونکا ذکر اہل طریقت کے اقسام مین آچکا ہے یہان مکرر لکھنے کی ضرورت نہین مگر بیان صرف اسقدر لکھنا کافی ہے کہ کسی شخص کو یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ اقسام کے اعتبار سے اہل طریقت و معرفت جو علیحدہ علیحدہ ہین اونکے اختلاف سے یہ لازم نہین کہ وہ حقیقتاً جدا جدا ہون کیونکہ منزل تو سبکی ایک ہی ہے راستون کی علیحدگی کوئی مضائقہ نہین اور یہ بھی خیال رکھنا چاہیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام راستون مین رہنما ہین یا یون کہیے کہ ان سب راستون کے آگے ایک مقام ایسا ہے جہان سب مسافر یکجا ہوجاتے ہین اور وہ ان راستون کے بہت آگے ہے بلکہ یون کہنا چاہیے کہ طریقت جبتک ختم ہو اوسوقت تک راستون مین اختلاف رہتا ہے لیکن جہان سے حقیقت کی منزل شروع ہوتی ہے وہان سب مسافر یکجا ہوجاتے ہین اور وہ ایک میدان وسیع ہے کوئی اوسمین بہت آگے ہے اور کوئی پیچھے اور اوس میدان کا

Marfat.com

عرض اسقدر ہے کہ ہرایک مسافر اپنے دہنے اور بائین طرف ہمسفر نکو بمشکل دیکھ سکتا ہی
حالانکہ وہ اوسکے بالکل برابر ہین اس میدان مین خاص رہنے کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
دست قدرت سے ہوتی ہے اگر کوئی چاہے کہ اونکے سایہ سے بچ کے نکلجائے تو وہ اس
میدان حقیقت سے خارج ہوگا وہ کوئی اور ہی مقام ہوگا جہان آپ رہنما نہون گے اور
یقینا وہ گمراہی کا میدان ہے کیونکہ ان تمام راستون کے بعد یعنی طریقت کے ختم ہونے پر
جو منزل ملتی ہے وہ حقیقت کی ہے اور حقیقت کی منزل پر وہی پہونچیگا جو کہ طریقت کے
تمام راہون مین سے کسی ایک راہ پر چلکر آیا ہو اور ان سب طریقون مین آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم ہر جگہ موجود ہین لیکن جو راستے ان طرق کے خلاف ہین اونمین نہ آنحضرت رہنما ہین
نہ وہ منزل مقصود کو پہونچ سکتا ہے تو اسیواسطے کہا ہے کہ خلاف پیمبر کسے رہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید * گویا یہ شناخت ہے کہ جس راہ مین مسافر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے تعلق نرکھے وہ راہ گمراہی کی ہے حقیقت سے اوسکو بہت دوری ہے مگر بعض راستے
ایسے ہین کہ اونمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بظاہر شریک ہین اور بعض مین بہ باطن موجود ہین
مثلاً قادری اور نقشبندی وغیرہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی ظاہری ہی ہے اور
فرقۂ چشتیہ وبلاقیہ وغیرہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باطنا شریک ہین اور ظاہر یا باطن
موجود ہونے کے یہ معنی ہین کہ بطریق تغلیب ایک نسبت کے ظہور نے دوسرے نسبت کو مخفی
کردیا ہے ورنہ ظاہر کا بے باطن کے اور باطن کا بغیر ظاہر کے پایا جانا محال ہے پس ہر طریقہ
بوسیلۂ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے موصل الی اللہ ہے کوئی کسی طرح سے کوئی کسی طرح —
الطرق الی اللہ بعدد انفاس الخلائق کے یہی معنی ہین یہان پر ایک شبہ وارد ہوتا ہے اور وہ یہ
اکثر دیکھا جاتا ہے کہ ایک طریقہ دوسرے طریقے کے بظاہر مخالف معلوم ہوتا ہے تو دیکھنے والیکو
حیرت ہوتی ہے کہ انمین سے کسکو وہ اختیار کرے کیونکہ یا ایک حق ہوگا یا دوسرا تو اسکا جواب
یہ ہے کہ حقیقت سے کوئی شئے باہر نہین ہے اگرچہ راہین مختلف ہین مگر سب کا منتہا ایک ہی ہے

Marfat.com

فاینما تولوا فثم وجہ اللہ اور ایک دوسری جگہ ہے واللہ علی کل شئ محیط اسکو
مثال مین یون سمجھنا چاہیے کہ کچھ مسافر ہین جو چارون جہات مین پھیلے ہوے ہین اونکا
گھر ایک ہی شہر مین ہے اور وہ سب اس شہر سے اپنے گھر کو آنا چاہتے ہین پس کوئی پورب کے
سمت سے کوئی پچھم کی جانب سے کوئی اور رخ سے اور کوئی دکھن کیطرف سے تو اگرچہ اون سب کے
رخ مختلف ہین مگر وہ سب اوسی شہر مین پہونچین گے جہان اونکا گھر ہے۔ لہذا جسقدر اختلافات
طرق ہین وہ سب ایک ہی مقام کو پہونچین گے لیکن اگر کوئی یہ کہے کہ جسطرف انسان جائیگا
وہین پہونچے گا ایک طرح سے یہ غلط ہے کیونکہ پہونچیگا تو ضرور اوسکے پاس مگر کوئی اوسکی
رضا کی منزل پر پہونچیگا اور کوئی اوسکی نارضامندی کی منزل پر ظاہر ہے یہ کوئی مقصود اپنا
نہین کہتا کہ ناخوشی کے قریب پہونچے تو ایسا نہین کہ جو شخص جدھر منہ اوٹھا کے چل کھڑا ہو
وہ اوس تک پہونچے بلکہ جسکا مکان شرق کیجانب ہو وہ اگر مغرب کی طرف روانہ ہوگا تو اپنی
منزل سے دور ہو جائیگا۔ ہر دو مثالین مکرر اسلیے پیش کین ہین کہ اگر اوس مرتبہ سمجھ مین نہ آیا ہو
تو اب سمجھ جائے اور اگر اب بھی نہ سمجھے تو اوس سے خدا سمجھے یا وہ خدا کو سمجھے ۔

فصل ۶
منتہاے عرفان

عرفان کا منتہا تو کچھ نہین ہے کیونکہ یہ ایک بحر ناپیدا کنار ہے
اسکا ایک کنارہ تو غیر ممکن ہے کہ وہ معرفت ناقصہ کے بعد
حاصل ہوتا ہے مگر دوسرا کنارہ اس کا نہین ہے کہین اسکا خاتمہ نہین صرف اسقدر
سمجھ لینا چاہیے کہ جو شخص بحر حقیقت مین غرق ہے وہ واصل الی اللہ ہے اور جو واصل ہی
اوسکو نہایت و بدایت نہین ہے اور اب اوسکو کہین جانا بھی نہین ہے لہذا اتنا ہی سمجھ لینا
کافی ہے کہ حقیقت کے بعد کوئی درجہ نہین اب جو اہل حقیقت ہین وہ عارف کامل ہین
اور یہ درجۂ عرفان وہ ہے جسکے بعد کوئی مرتبہ عرفان کا نہین ہے ۔

اس مقام پر ایک ضروری بات عرفان و حقیقت کی بیان کر دینا لازم ہے وہ یہ کہ
اہل تصوف نے ان مسائل سلوک کے یہ درجات جو قائم کیے ہین اونکی ترتیب اسطرح پر ہے

Marfat.com

کہ اول شریعت بعدہ طریقت پھر معرفت پھر حقیقت اس ترتیب مین اونھون نے معرفت سے مراد معرفت ناقص لی ہے یعنی وہ معرفت جو کہ بدون علم حقیقت کے حاصل ہوا وسکے بعد حقیقت ہے کہ جب حقیقت کا علم ہو تو اوسکی کوئی انتہا نہین ہے مگر اس عاجز نے معرفت سے مراد معرفت کامل لی ہے اور یہ وہ معرفت ہے جو کہ بعد علم حقیقت کے حاصل ہوا سلیے اسکا درجہ بعد حقیقت مین نے رکھا ہے اگرچہ یہ ترتیب قریب قریب جمہور صوفیہ کے خلاف ہے مگر اصل یہ ہے کہ اگر معرفت سے مراد معرفت کامل لیجائے تو وہ معرفت کسی منزل سے نیچی نہین ہوسکتی اسی مجبوری نے مجکو اس ترتیب کیلیے مجبور کیا اب مین اس کتاب کو ختم کرتا ہون اور یہ کتاب مین نے صرف اسی لیے لکھی ہے کہ

خاتمہ

اہل اسلام کو اسطرف بھی توجہ ہو کہ اصلی مقصود شریعت کا کیا ہے محض ظاہر شریعت سے تعلق رکھنا کچھ کام نہ آئیگا اور اگر باطنی توجہ اس جانب ہوگی تو وہ تمام مقاصد حل ہوجائینگے جنکی ضرورت آج تمام اہل اسلام کو ہے اور جنکے ترک ہو جانیسے اسلام زوال پذیر ہے عام لوگون نے شریعت کی طرف سے اپنے خیال کو جدا کر لیا ہے اور صرف کھانے کمانیکو اپنا منزل مقصود ٹھیرا لیا ہے اور جو لوگ اہل علم ہین اونھون نے صرف ظاہری علوم پر اکتفا کی ہے یہ خیال رکھنا چاہیے کہ کسی طرح کی قوت بغیر باطنی قوتون کی مدد کے حاصل نہین ہوسکتی جن لوگون کو تصوف کا شوق ہے اسکو غالبًا اس کتاب سے فائدہ پہونچیگا اور جو لوگ اسکے فوائد سے ناواقف ہین انشاءاللہ تعالی اوسکو واقفیت ہوگی اس کتاب سے ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ جو لوگ جھوٹے صوفی بنگئے ہین اور باطن مین شیطان ہین اونکی شناخت اسکے ذریعہ سے ضرور ہو جائیگی امید ہے کہ اس کتاب کے مطالعہ کے بعد پھر کوئی شخص ایسے جھوٹے فقیرون سے دھوکا نہ کھائے گا اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ جو شخص محض ظاہر پرست ہے وہ خدا کے خلاف ہے اور گو

اوسکے مقصود کو فوت کردینا چاہتا ہے اوسکی دنیا اور دین دونون مین خرابی ہے کیونکہ حدیث
احببت ان اعرف سے خداوند تعالی کو خاص مقصود اپنا عرفان ہے اور اگر ہمنے عرفان کی
کوشش نہ کی تو گویا اوسکے پیرو نہوے اگرچہ خدای تعالی کی نسبت یہ ضرور ہے کہ
ان اللہ غنی عن العالمین مگر کسی کا اوس سے ناواقف رہنا ایسا ہے جیسا کہ غلام اپنے
مالک کو پہچانتا نہو یہ دائرۂ عبودیت سے خارج ہے کہ اپنے معبود کا عارف نہو ہر شخص کو اپنے
حسب حیثیت خدا کا عرفان حاصل کرنا چاہیے اور اس سے ہمارا یہ مطلب نہین کہ عرفان کا
حصول اسطرح کیا جائے کہ تمام دنیا و مافیہا ترک کردیجائے کیونکہ اسکی ممانعت ہی لارہبانیۃ
فی الاسلام مگر اوسکی طرف سے بالکل غافل ورنا واقف محض رہنا خدا سے مخالف ہوجانا ہی
بعد ازین خدا سے دعا کرتا ہون کہ وہ میرے ان تمام مقاصد مین مجکو کامیاب کرے اور اپنے
کلام اور اپنے حبیب کے صدقے مین میری اس کتاب کو مقبول کرے اہل تصوف سے آخر مین
میری یہ گذارش ہے کہ کچھ امور مین نے عمداً اور مصلحتاً خفا مین رکھے ہین کیونکہ مبتدی لیئے اوسکا علم
حجاب الاکبر ہوجائیگا اور اسکا علم ہمیشہ مضر ثابت ہوا ہی لیکن آیندہ جو کچھ لکھونگا اوسمین ضرور
اس سے زیادہ وضاحت ہوجائیگی اسیطرح امید ہی کہ تمام حقائق جو کہ صرف میری ناقص علم مین
ہین اور جنکا بیان ممکن ہی انشاء اللہ تعالی قلمبند ہوجائینگے اگر کسی شخص کو اس کتاب مین کوئی
نقص معلوم ہو تو اوسکی پردہ پوشی فرمائین کیونکہ مین اس مرتبہ کا شخص نہین ہون کہ جو کچھ لکھون وہ
صحیح ہو میری غلطی اپنی صفات کریمانہ اور اخلاق کیوجہ سے معاف فرمائین اور جن صاحب کی سمجھ مین
کوئی بات نہ آئے تو وہ مجکو تحریر فرمائین انشاء اللہ تعالی اونکی تشفی ہوجائیگی والسلام علی من اتبع الہدی

اعلان واضح ہو کہ کتاب لاجواب اسرار حقیقت معروف بہ بوستان معرفت مصنفہ مولانا ابو العلا سید سعید احمد صاحب
نا طق واسطے شائقین تصوف کے عاجز نے چھپوائی اور حق تصنیف بھی مصنف سے خرید لیا ہے لہذا اطلاع دیجاتی ہے
اگر کوئی تاجر یا صاحب مطبع اسکے چھاپنے یا چھپوانے کا قصد نفرمائین جسقدر نسخے مطلوب ہون عاجز سے طلب فرمائین

المرقوم ۲۳ شعبان ۱۳۳۱ھ	المشتہر محمد حافظ خان تاجر کتب چوک لکھنؤ	ماہ اکتوبر سنہ ۱۹۱۳ء

Marfat.com